مسواک کرتے جب نماز پڑہتے مسواک کرتے پہر وقت وفات کے حال نزاع مین بہی مسواک کی

اور فرماتے تھے لولا ان اشق علی امتی لامرتھم بالسواک عند کل صلوٰۃ رواہ مالک

واحمد والشیخان والترمذی والنسائی وابن ماجۃ عن ابی ھریرۃ ورواہ

احمد وابوداؤد والنسائی عن زید بن خالد دوسری روایت مین مع کل وضوء آیا ہے[له]

تیسری روایت کا لفظ یہ ہے عند کل صلوٰۃ ومع کل وضوء بسواک عباس بن عبد المطلب

نے رفعًا کہا ہے لولا ان اشق علی امتی لفرضت علیہم السواک عند کل صلوٰۃ

کما فرضت علیہم الوضوء رواہ الحاکم[عه] مکحول کا لفظ مرسلًا یون ہے لامرتھم بالسواک

والطیب عند کل صلوٰۃ رواہ سعید بن منصور یعنی اگر امت پر گران نہوتا تو مین

اونکو حکم کرتا کہ وہ ہر نماز کے وقت مسواک کرین اور خوشبو ملین اور عطر لگائین اور حدیث عائشہ

مین فرمایا ہے السواک مطھرۃ للفم مرضاۃ للرب رواہ احمد والنسائی وابن حبان

والحاکم والبیہقی[عه] ابن عباس نے مجلاۃ للبصر زیادہ کیا ہے رواہ الطبرانی

دوسرا لفظ انکا رفعًا یہ ہے السواک یطیب الفم ویرضی الرب رواہ الطبرانی و

اسنادہ حسن رافع بن خدیج رفعًا کہتے ہین کہ السواک واجب وغسل الجمعۃ واجب

رواہ ابونعیم حدیث ابن جزء مین سواک کو فطرت فرمایا ہے رواہ ابونعیم ابوہریرہ کہتے

ہین مسواک مرد کی فصاحت کو زیادہ کردیتی ہے رواہ العقیلی وابن عدی والخطیب

عائشہ کا لفظ یہ ہے السواک شفاء من کل داء الا السام والسام الموت رواہ

الدیلمی یعنی مسواک کرنا ہر بیماری کی شفا ہے مگر موت ابن عباس کہتے ہین حضرت ہمیشہ ہمکو

حکم مسواک کرنیکا دیتے یہانتک کہ ہم ڈرے کہ کہین اس مقدمہ مین اونپر وحی نہ اوترے رواہ

احمد حدیث ابوالوب مین فرمایا ہے کہ چار چیزین سنن مرسلین مین سے ہین حیا[۹۲] وتعطر ونکاح

له رواه الطبرانی
عله رواه الاوسط باسناد حسن ۱۲
عله ورد فی الجنان
کذا فی المشکوٰۃ ۱۲
عه ورواه ابو یعلی
بمجموعه ۱۲
عه وابن خزیمة
ورواه البخاری معلقا مجزوما ۱۲

وسواک رواہ احمد والترمذی والبیہقی اور حدیث عائشہ کی کہ صلوٰۃ بسواک افضل من سبعین صلوٰۃ بغیر سواک رواہ ابو یعلی والحاکم وغیرہما صحیح نہین ہے ابن القیم رح نے کہا ہے کہ یہ حدیث نہ صحاح مین ہے نہ کتب سنن مین بیہقی نے کہا اسکی سند قوی نہین ہے اسکے سب طرق ضعیف ہین بالجملہ نماز ساتھ مسواک کے پڑھنا سنت موکدہ ہے ابن حنظلہ کہتے ہین حضرت نے ہمکو حکم دیا کہ ہر نماز کے لئے ہم وضو کرین طاہر ہون یا غیر طاہر پھر جب ہمپر یہ بات گران گزری تو ہمکو حکم دیا کہ ہم ہر نماز کے لئے مسواک کیا کرین رواہ احمد وغیرہ ابن عباس نے کہا ہے حضرت ہر دو رکعت نماز پڑھکر مسواک کرتے تھے یعنی نماز شب مین رواہ النسائی بطولہ زید بن خالد جہنی نماز مسجد مین آکر پڑھا کرتے اونکے کان پر مسواک بجاے قلم کے گوش کاتب پر رکھی ہوتی جب نماز کو کھڑے ہوتے مسواک کرتے رواہ الترمذی بطولہ وصححہ انس نے کہا ہے تم مسواک کو لازم پکڑو مسواک بہت اچھی چیز ہے حفر[عہ] یعنی زردی دندان کو دور کرتی ہے بلغم کو نکالتی ہے آنکھہ کی جوت کو جلا دیتی ہے مسوڑون کو مضبوط کرتی ہے بوی دہن کو لیجاتی ہے معدہ کی اصلاح کرتی ہے درجات جنت کو بڑہاتی ہے فرشتے حمد کرتے ہین اللہ راضی ہوتا ہے شیطان خفا ہوجاتا ہے رواہ عبد الجبار الخولانی فی تاریخہ حدیث ابو سعید خدری مین فرمایا ہے غسل جمعہ کا ہر محتلم پر واجب ہے اور مسواک ورلگانا خوشبو کا جو میسر ہو رواہ مسلم بعض اہل علم نے کہا ہے افواہکم طرق لکلام ربکم فنظفوها مختار مسواک مین یہ ہے کہ درخت اراک کی ہو اگرچہ سعد واشنان وخرقہ وخشن وغیرہ اشیاء منقلعہ سے بھی جائز ہے علماء نے کہا ہے فضائل مسواک مین سے ایک یہ فضیلت ہے کہ وہ مرتے وقت یاد شہادت کی دلا دیتی ہے اور روح کے نکلنے کو آسان کر دیتی ہے ٭

مسئلہ تسریح لحیہ کا بعض مفسرین نے کریمہ یا بنی آدم خذوا زینتکم عند

[حاشیہ] عن ابن عمر رفعہ رکعتان بسواک احب الی من سبعین رکعۃ بغیر سواک رواہ ابو نعیم فی کتاب السواک باسناد جید وعن جابر رفعہ رکعتان بالسواک افضل من سبعین رکعۃ بغیر سواک رواہ ابو نعیم ایضا باسناد حسن ۱۲ منہ

[عہ] منار نعم حفر بالتحریک زردی که بر دندان باشد ۱۲ صراح

کی کی کرذا داڑھی مین

کل مسجد مین کہا ہے کہ مراد اخذ زینت سے کنگھی کرنا ہے واڑھی مین ذکرہ یعقوب البحرخی فی رسالت۔ گویا مراد یہ ہے کہ منجملہ مراد آیت کے ایک یہ کام بھی مراد ہے کیونکہ نزول آیت کا حق مین ستر عورت کے ہوا ہے کہ لوگ وقت ہر نماز و طواف و سجود کے اپنی شرمگاہ کو چھپائین یہ واجب ہے ابن کثیر کہتے ہین ھذہ الآیۃ رد علی المشرکین فیما کانوا یعتمدونہ من الطواف بالبیت عراۃ کما رواہ مسلم والنسائی وابن جریر عن ابن عباس کانوا یطوفون بالبیت عراۃ الرجال بالنہار والنساء باللیل وکانت المرأۃ تقول ع

	اليوم يبدو بعضه او كله		وما بدا منه فلا احله	

فقال اللہ تعالیٰ خذوا زینتکم عند کل مسجد نماز وغیرہ پر اطلاق مسجد کا بطور ذکر محل وارادہ حال کے آیا ہے اور قاعدہ مقررہ یہ ہے کہ اعتبار عموم لفظ کا ہوتا ہے نہ خصوص سبب کا اس اعتبار سے آیت شامل ہے اوس زینت کو جو کہ ستر عورت پر زیادہ ہے جیسے چادر و دستار و سائر آداب قتادہ نے انس سے رفعاً روایت کیا ہے کہ انھا نزلت فی الصلوۃ فی النعال لکن اسکی صحت مین نظر ہے قال ابن کثیر پھر کہا ہے ولھذہ الآیۃ وما ورد فی معناھا من السنۃ یستحب التجمل عند الصلوۃ ولاسیما یوم الجمعۃ و یوم العید والطیب لانہ من الزینۃ والسواک لانہ من تمام ذلک ومن افضل اللباس البیاض انتھی اور ظاہر آیت یہ ہے کہ تسریح وقت ہر نماز کے چاہئے بقیاس علی السواک یعنی در بارۂ نظافت ولطافت وازالۂ وسخ وکثافت کے حدیث مین آیا ہے النظافۃ من الدین ابن بطال نے کہا ہے ترجل منجملہ شمائل نبوی کے ہے باب نظافت سے اور ظاہر عنوان باطن کا ہوتا ہے اور جس حدیث مین ترجل سے منع کیا ہے مگر بعد ایک دن کے

مراد اوس سے ترک مبالغہ ہے ترفہ مین مراد نفس و ہوی و طبع کے اور اوسمین اشارہ ہے طرف اسکے
کہ تنظیف باطن کی اولیٰ تر ہے حدیث البذاذۃ من الایمان سے درمیان ان دونون حدیثون
کے جمع ہو سکتی ہے مراد بذاذت سے رثاثت ہیئت و ترک ترفہ و اختیار تواضع ہے باوجود قدرت
کے نہ بطور انکار نعمت کے عبد اللہ بن بریدہ کہتے ہین صحابہ مین ایک مرد تہا اوسکو فضالہ ابن
عبید کہتے تہے ایک شخص نے اوس سے کہا کہ مین تمکو میلا کچیلا دیکہتا ہون کہا حضرت کثرت
ارفاہ سے منع کرتے تہے رواہ النسائی مراد ارفاہ بکسر ہمزہ سے تنعم یا ترجیل ہے اس قید سے
کہ کثرت ارفاہ سے نہی فرماتے تہے یہ نکلا کہ درجۂ وسط معتدل مذموم نہین ہے اس سے دینی
اعانت کے جمعیت حاصل ہوتی ہے واللہ اعلم عطا ابن یسار کہتے ہین حضرت نے ایک شخص کو
پریشان سر و پراگندہ ریش دیکہکر اشارہ اصلاح کا کیا رواہ الموطا وھو مرسل صحیح السند
اسکا ایک شاہد حدیث جابر مین نزدیک ابو داؤد و نسائی کے بسند حسن اور شمائل مین بہی موجود
ہے کہ انس نے کہا حضرت اپنے سر مین اکثر تیل ڈالتے اور داڑہی مین کنگہی کرتے تہے ابن الجوزی
نے کتاب الوفا مین انس سے روایت کیا ہے کہ حضرت رات کو جب بستر پر جاتے تو آپکے لئے سواک
و طہور و شانہ رکہدیا جاتا تہا جب اللہ آپکو رات مین بیدار کرتا تو مسواک کرتے اور وضو و کنگہی
کرتے خطیب بغدادی نے کفایہ مین عائشہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت پانچ چیزون کو سفر
حضر مین ترک نکرتے آئینہ سرمہ دان کنگہی مدری سوزن طبرانی کا لفظ عائشہ سے یہ ہے کہ حضرت
سواک و مشط کو جدا نکرتے اور جب داڑہی مین کنگہی کرتے تو آئینہ دیکہتے ابن مغفل کا لفظ یہ ہے
نہی عن الترجل الا غبا کذا فی الشمائل مراد و قتا بعد وقت ہے بعض نے کہا غب یہ ہے کہ
ایک دن کرے ایک دن چہوڑ دے حسن سے منقول ہے کہ ہر ہفتہ مین کنگہی کرے شاید مراد شانہ کرنا
موی سر ہے شمائل مین آیا ہے کہ ایک صحابی دوسرے دن کنگہی کیا کرتے تہے حدیث ابی بن کعب مین

نہی بعض نساء عن فلیفعل

رفعًا آیا ہے کہ جو شخص ہر دن داڑہی مین کنگہی کرتا ہے وہ انواع بلا سے عافیت مین رہتا ہے اور
اوسکی عمر بڑہتی ہے رواہ عبدالرحمن الصفوی فی کتاب المجالس کما ذکرہ السیوطی
ایک روایت مین آیا ہے جو شخص پھیرتا ہے کنگہی اپنے ابرو پر وہ وبا سے عافیت مین رہتا ہے
علی نے رفعًا کہا ہے تم کنگہی کیا کرو کہ یہ فقر کو دور کرتی ہے جو کوئی صبح کو داڑہی مین کنگہی کرتا ہے
وہ شام تک امن مین رہتا ہے کیونکہ ریش زینت رجال و جمال وجہ ہے ایک حدیث غریب
مین آیا ہے کہ حضرت ہر دن دو بار داڑہی مین کنگہی کرتے تھے کذا فی الاحیاء شمائل ترمذی
مین کہا ہے کہ حضرت کی داڑہی گہنی تھی علی کہتے ہین ایکبار کچھ لوگ حضرت کے دروازے پر جمع ہوئے
آپ باہر آئے مینے دیکھا کہ کنوین مین جہانک کر سر و ریش کو برابر کیا مینے کہا ای رسول خدا کیا
ہم بہی اسطرح کرین فرمایا ہان اللہ دوست رکہتا ہے اپنے بندہ سے اسباب کو کہ تجمل کرے
واسطے اپنے بہائیون کے جبکہ گہر سے باہر طرف اونکے نکلے رواہ ابونعیم فی دلائل النبوۃ
وھو غریب واخرجہ ابن عدی ایضًا عن عائشۃ رضی اللہ عنہا تحقیق اس مقام
کی یہ ہے کہ حجۃ الاسلام نے کہا ہے جاہل یہ گمان کرتا ہے کہ یہ فعل حضرت کا براہ حب تزین تہا
اور اس فعل کو اورون کے اخلاق پر قیاس کرتا ہے بھلا کہان ملائکہ اور کہان لوہار ہیہات حضرت
تو واسطے ساتھ دعوت خلق الی اللہ کے آپکا یہ وظیفہ تہا کہ اپنے امر کی تعظیم لوگون کے دلون
مین ثابت کرین اور اس امر مین ساعی ہون تاکہ اونکے نفوس حضرت کو حقیر نہ جانین اور اپنی
صورت کو اونکی آنکہو نمین اچہا بنائین تاکہ وہ حضرت کو صغیر نہ سمجہین اور منافق تنفر نکرین سو یہ
قصد ہر عالم داعی خلق الی الحق پر واجب ہے یعنی رعایت جمال ظاہر کی کرنا جس سے لوگ متنفر نہون
ایسے امور مین اعتماد نیت و تحسین طویت پر ہوتا ہے اعمال فی نفسہا اکتساب اوصاف مقصودہ کا
کرتے ہین پس اس قصد سے تزین کرنا محبوب و مرغوب ہے اور باقی رکہنا پراگندگی کا سر و ریش مین

واسطے اظہار زہد و قلت مبالات بالنفس کے محذور ہے اور چھوڑ رکھنا اس شعث کا بسبب تشغل امر مہم کے مشکور ہے داؤد طائی سے کہا تھا تم داڑھی مین کنگھی نہین کیا کرتے کہا انی اذاً لفارغ یہ احوال درمیان بندہ اور رب کے امور باطن ہین رب بندہ کا بصیر اور ناقد خبیر ہے اوسکے سامنے تلبیس رائج نہین ہوتی اور بہت سے جاہل یہ کام واسطے التفات خلق کے کرتے ہین اور اپنی جان پر اور غیر پر تلبیس و تدلیس کرتے ہین اور زعم یہ ہے کہ قصد اونکا خیر ہے تو نے ایک جماعت علماء کو دیکھا ہوگا کہ عمدہ عمدہ لباس فاخرہ پہنتے ہین اس اعتقاد سے کہ قصد اونکا ارغام مبتدعہ و مخالفین و تقرب الی رب العالمین ہے سو کشف اس امر کا اوس دن ہوگا جس دن کہ سرائر کا امتحان لیا جائیگا اور مُردے قبور سے اوٹھکھڑے ہونگے اور دلونکی باتین کُھل پڑینگی اوس دن کھوٹے کھرے کا تمیز بخوبی ہو جائیگا نعوذ باللہ من خزی الیوم الاکبر الحاصل تسریح لحیہ واسطے لوگون کے مذموم ہے جسطرح کہ ترک اوسکا واسطے اظہار زہد کے مذموم ہے جس چیز کی رعایت تسریح مین لحیہ و راس کے زیبا ہے وہ تیامن ہے کیونکہ شمائل مین آیا ہے کہ حضرت طہور و تنعل و ترجل مین تیامن کو دوست رکھتے تھے یعنی جانب راست سے شروع کرتے ایک ادب مستحب اس باب مین یہ ہے کہ بال اور ناخن و نحو ہا کو اجزاء بدن سے جمع کر کے دفن کر دے اور کسی شئی کو قطع نکرے مگر حالت طہارت پر ف طول لحیہ مین اختلاف ہے بعض نے کہا ایک مشت سے زیادہ کا لینا لا بأس بہ ہے بلکہ مندوب ہے ابن عمر رضی اللہ عنہ اور ایک جماعت تابعین نے اسی طرح کیا ہے اور شعبی و ابن سیرین نے اسکو مستحسن ٹھیرایا ہے مختار حنفیہ بھی یہی ہے یہ قول صاحب نہایہ کا کہ قطع کرنا زائد کا قبضہ سے واجب ہے قول غریب ہے اور حسن و قتادہ اور ایک جماعت نے کہا کہ چھوڑ دینا لحیہ کا بطور عفو کے محبوب تر ہے اسلئے کہ حضرت نے فرمایا ہے قصوا الشوارب واعفوا اللحی رواہ احمد عن ابی ھریرۃ غزالی رح

در طول لحیہ

کہتے ہین یہ بات آسان ہے جبکہ منتہی طرف تقصیص وتدویر لحیہ کی سب جوانب سے نہو کیونکہ طول مفرط سے شکل بگڑ جاتی ہے اور زبان اہل غیبت کی دراز ہوتی ہے اس نیت پر طول سے احتراز کرنا لا باس بہ ہے نخعی نے کہا ہے مجھے مرد عاقل طویل سے تعجب آتا ہے کہ وہ کیون نہین اپنی ریش سے اخذ کرتا اور اوسکو درمیان لحیۂ طویلہ وقصیرہ کے نہین ٹھیراتا حالانکہ توسط ہر شئی مین بہتر ہوتا ہے ولہذا کہا ہے کہ جسکی داڑہی لمبی ہوتی ہے اوسکی عقل ناقص ہوتی ہے مسند امام ابو حنیفہؒ مین ہیثم سے آیا ہے کہ ایک شخص نے کہا ابو قحافہ پاس حضرت کے آئے اونکی داڑہی پراگندہ تھی فرمایا کاش تم اسمین سے کچھ لیتے اور ہاتھ سے طرف نواحی لحیہ کے اشارہ کیا ترمذی مین ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت اپنی ریش مبارک سے عرضاً وطولاً اخذ کرتے

لی حبیب وله لحیة | طولها عمدًا بلا فائدة
کانها بعض لیالی الشتا | طویلة مظلمة باردة

لطیفہ بعض اکابر نے کہا ہے مینے ایک شئی یاد کی جو پہلے مجھسے کسی نے یاد نہین کی تھی اور مین ایک شئی بھول گیا جسکو بعد میرے کوئی شخص نہ بھولا پہلی بات یہ تھی کہ مینے قرآن حفظ کیا تین دن مین دوسری بات یہ تھی کہ مینے اپنی داڑہی قصر کرنا چاہا تو جانب حلق سے قطع کی مین کہتا ہون وطواطؔ نے غرر الخصائص مین لکھا ہے کہ تجربہ کا حکم یہ ہے کہ جسکا قد لنبا ہو اور کاسۂ سر چھوٹا اور اوسکی داڑہی نیچے کو لٹکتی ہوئی ہو تو اوسکے دیکھنے والے کو لایق ہے کہ وہ اوسکی عقل پر سلام کرے ؎

صاحبنا الخیاط ذو لحیة | کانها فی عرضها والکمال
ملحفة للصوم مضروبة | ووجهه من فوقها کالخیال

ابن الرومی کہتے ہین ؎

١م عن عمرو بن شعیب عن ابیه عن جده ان النبی صلی الله علیه وسلم کان یاخذ من لحیته من عرضها وطولها رواه الترمذی وقال هذا حدیث غریب ١٢

ان تطل لحیۃ علیک وتعرض ۔۔۔ فالمخال مخلوقۃ للحمیری
علق اللہ فی عذاریک مخلاۃ ۔۔۔ ولکنہا بغیر شعیر
لورای مثلہا النبی لاجری ۔۔۔ فی لحی الناس سنۃ التقصیر

توریت مین مذکور ہے کہ مخرج ریش کا دماغ سے ہے جسکی ریش افراط سے دراز ہوتی ہے تو اوسکا دماغ قلیل ہوتا ہے اور جسکا دماغ قلیل ہوتا ہے اوسکی عقل قلیل ہوتی ہے اور جسکی عقل قلیل ہوتی ہے وہ احمق ہوتا ہے امون نے کہا ہے جب داڑھی لمبی ہوتی ہے تو عقل کوسج ہوجاتی ہے **حکایت** مسلمہ بن عبد الملک نے ایکدن اپنے ہمنشینون سے کہا آدمی کا حمق چار چیزون مین پہچانا جاتا ہے طول لحیہ وبشاعت کنیت وافراط شہوت ونقش خاتم اتنے مین ایک شخص دراز ریش آیا کہا لو ایک علامت تو آئی اب تین باقی نشانیون کو دیکھو اوس سے کہا تیری کنیت کیا ہے کہا ابو الیاقوت کہا نقش خاتم تیرا کیا ہے کہا وتفقد الطیر فقال مالی لا اری الھدھد ام کان من الغائبین کہا تجھے کونسا کھانا پسند ہے کہا چلغوزین مسلمہ نے کہا ع

مابعد کنیتہ وطول لحیتہ ۔۔۔ ونقش خاتمہ شک لمحتر

انتھی کلام الوطواط رح **ف** رہا سیاہ خضاب سو منھی عنہ ہے حدیث مین آیا ہے خیر شبابکم من تشبہ بکھولکم وشر کھولکم من تشبہ بشبابکم رواہ الطبرانی من حدیث واثلۃ باسناد ضعیف مراد تشبہ سے ساتھہ شیوخ کے تشبہ وقار مین ہے نہ سفیدی موی سر و ریش مین ابن سعد نے طبقات مین عمرو بن عاص سے نہی خضاب سیاہ کی رفعا باسناد منقطع روایت کی ہے اور حدیث جابر مین فرمایا ہے غیروا ھذا الشئ واجتنبوا السواد رواہ مسلم یہ بات ابو قحافہ کو دیکھکر کہی تہی کیونکہ اونکے بال بالکل سفید تھے اور فرمایا ہے سیاہ خضاب اہل نار کا خضاب ہے دوسری روایت مین خضاب کفار کہا ہے رواہ الطبرانی

مسئلہ خضاب

والحاکم من حدیث ابن عمر حدیث ابن عباس مین رفعًا آیا ہے یکون فی آخر الزمان قوم یخضبون بالسواد کحواصل الحمام لا یریحون رائحۃ الجنۃ رواہ ابو داؤد باسناد جید[1] یعنی اخیر زمانہ مین ایسے لوگ ہونگے جو سیاہ خضاب کرینگے جیسے سینہ کبوتر کا وہ جنت کی ہوا نپائینگے یہ حدیث نزدیک میرے ایک معجزہ کاہرہ رسالت ہے اسلیئے کہ جیسا فرمایا تھا ویسا ہی ہوا اس زمانہ مین سیاہ خضاب کرنیوالے ریش و سر مین کثرت سے ہین کہتے ہین سب سے پہلے جسنے سیاہ خضاب کیا فرعون تھا **حکایت** عہد عمر رضی اللہ عنہ مین ایک شخص نے بیاہ کیا تھا سیاہ خضاب کرکے جب وہ خضاب جاتا رہا اور بڑہاپا ظاہر ہوا اہل زن نے مرافعہ عمر سے کیا عمر رضی اللہ عنہ نے نکاح کو رد کیا اور اوسکو پیٹا اور کہا تو نے قوم کو جوانی کا دہوکا دیا اور اپنے بڑہاپے کو اونسے چھپایا ہان سرخ و زرد خضاب کرنا جائز ہے تاکہ غزو و جہاد مین کفار پر پیری کو ملتبس کرے اور اگر اس نیت سے نہین ہے بلکہ بارادۂ تشبہ با اہل دین ہے تو مذموم ہے اور حدیث مین آیا ہے کہ صفرت خضاب مسلم ہے اور حمرت خضاب مومن ہے رواہ الطبرانی والحاکم اسمین ایک تنبیہ نبیہ ہے اس بات پر کہ حمرت افضل ہے صفرت سے صحابہ خضاب مہندی کا لگاتے واسطے سرخی کے اور خلوق و کتم کا واسطے زردی کے اسکا بیان شرح شمائل مین ہوچکا ہے اور یہ مسئلہ ہدایۃ السائل مین بھی مذکور ہے بعض اہل علم نے سیاہ خضاب بھی واسطے جہاد کے کیا ہے سو یہ وقت صحت نیت کے لاباس بہ ہے جبکہ طویت مین کوئی شہوت خفیہ نہو باقی رہا سفید کرنا بالون کا کبر سن سے واسطے اظہار علو سن کے تاکہ توقیر و تصدیق روایت عن الشیوخ کی اور ترفع اسکا شباب سے اور اظہار کثرت علم کا بہ نسبت اقران کے حاصل ہو سو صد افسوس ہے اس حمق پر کیونکہ کبر سن سے بجز جہل و خرافت کے اور کیا زیادہ ہوتا ہے لکیلا یعلم بعد علم شیئا وقال تعالی ثم رددناہ اسفل سافلین

[1] ولفظ النسائی یکون قوم فی آخر الزمان یخضبون ... لا یجدون رائحۃ الجنۃ ۱۲ م

صغر کو تردد تو عقل ہوتا ہے عقل ایک غریزہ ہے جسمین پیری کو تاثیر نہین ہے اور جسکا غریزہ حمق ہے
اوسکی مدت جتنی زیادہ دراز ہوگی وہ اور زیادہ حماقت کو موکد کریگی حالانکہ اچھے شیوخ جوان لوگون
کو بسبب علم کے مقدم کرتے تھے یہ کہ بزرگی بعقل ہے نہ بسال عمر رضی اللہ عنہ ہمیشہ ابن عباس
کو اکابر صحابہ پر مقدم کرتے حالانکہ وہ کم عمر تھے سو ابن عباس سے سوال کیا کرتے نہ اون لوگون سے
اللہ تعالی نے حق مین یحیی علیہ السلام کے فرمایا ہے وآتیناہ الحکم صبیا **حکایت** یحیی بن
اکتم جب قاضی ہوئے تو ۱۸ برس کے تھے ایک شخص نے اونکی مجلس مین بارادہ تجہیل لوجہ صغر
سن کہا کم سن القاضی ایدہ اللہ یحیی نے جواب دیا مثل سن عتاب بن اسید
حین ولاہ رسول اللہ صلعم امارۃ مکۃ وقضاھا یوم الفتح وہ لا جواب ہوکر
رہگیا کیونکہ جب عتاب کو والی امر مکہ کیا تھا تو وہ بیس برس کے تھے امام مالک سے مروی ہے
کہ مینے بعض کتب مین پڑھا ہے لا تغرنکم اللحی فان التیس لہ لحیۃ یعنی کہین یہ داڑھین
تمکو دہوکے مین نہ الین بکری کے بھی داڑھی ہوتی ہے ابن العلا کہتے ہین جب تو کسی شخص کو دراز
قامت عریض ریش دیکھے تو اوسکو احمق جان لے اگرچہ امیہ بن عبد شمس ہو **حکایت**
ایوب سجستانی کہتے ہین مینے ایک بڈہا اسی برس کا دیکھا کہ وہ پیچھے ایک لڑکے کے جاتا ہے
وہ اوس سے کچھ علم سیکھتا تھا امام شافعی اٹھارہ سال کی عمر مین متاہل افتاء ہوگئے تھے اور اکثر
اطفال ائمہ اہل بیت علیہم السلام علم و ذکاوت مین فائق رجال معمرین تھے علی بن حسین نے فرمایا من سبق الیہ
العلم قبلک فھو امامک وان کان اصغر سنا منک ابن العلا سے کہا تھا بھلا کیا شیخ
کا صغیر سے تعلم کرنا اچھا ہے کہا ان کان الجہل یقبح بہ فالتعلم یحسن بہ **ف** سفید
بال چننے سے حضرت نے منع فرمایا ہے اور کہا ہے کہ یہ نور ہے مومن کا رواہ ابو داؤد والترمذی
وحسنہ النسائی وابن ماجۃ من روایۃ عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ

اور حدیث مین آیا ہے من شاب شیبۃً فی الاسلام کانت لہ نوراً یوم القیامۃ
رواہ الترمذی والنسائی عن کعب بن مرۃ یعنی مسلمان کا بڑھاپا قیامت کے دن اوسکے لئے
نور و فروغ ہوگا امام مسلم کا لفظ یہ ہے مالم یغیرہا رواہ الحاکم فی الکنی یعنی یہ سفیدی
جب تک نور ہوگی کہ اوسکو او کھیڑے اور سیاہ نکرے امام محمد نے موطا مین طریق مالک سے
بروایت یحییٰ بن سعید بن المسیب نقل کیا ہے کہ سب سے پہلے ابراہیم علیہ السلام نے شیب دیکھا یعنی
بڑھاپا کہا ای رب یہ کیا ہے فرمایا وقار ہے کہا رب زادنی وقارا علی قاری کہتے ہین جب شیب
وقار و نور ٹہیرا تو ہمارے حضرت مین زیادہ شیب کس وجہ سے نہوا اسکی حکمت یہی معلوم ہوتی ہے کہ
حضرت کو عورتون سے زیادہ محبت تھی اور عورتین بالطبع پیری کو مکروہ رکھتی ہین اللہ نے نہ چاہا
کہ عورتین اونکو ناپسند کرین انتہی مین کہتا ہون یہ وجہ حکمت کی کہا ینبغی معلوم نہین ہوتی کیونکہ
اگرچہ شیب کامل حضرت کو نہوا تھا لکن تب بھی سر و ریش مبارک مین بیس بال یا زیادہ سفید ہو گئے
تھے بلکہ ظاہر یہ ہے کہ حضرت کی عمر اتنی نہوئی کہ سارے بال سفید ہو جاتے اب بھی ساٹھ ۶۰ پینسٹھ ۶۵
برس کے لوگ ایسے ہوتے ہین جنکے اکثر بال سیاہ رہتے ہین فقط چند بال سفید نظر آتے ہین
اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی عمر قریب عمر طبیعی کے پہنچی تھی اگر اونکے سب یا اکثر بال سفید ہو گئے
ہون تو کچھ دور نہین ہے علاوہ اسکے روایت مذکورہ سے بالکل سفید ریش ہونا ابراہیم کا
بھی ثابت نہین ہوتا ہے ممکن ہے کہ اونہون نے چند بال سفید دیکھکر اللہ تعالیٰ سے یہ سوال
کیا ہو اسلئے کہ ایک نئی بات اونکو نظر آئی تھی یہ کیا ضرور ہے کہ بعد شیب کامل کے یہ سوال واقع
ہوا ہو واللہ اعلم ف اوکھاڑنا سب سفید بالون کا یا بعض کا بحکم عبث و ہوس مکروہ ہے اور صورت
کو بدصورت کردیتا ہے اور نتف فنیکین کا بدعت ہے مراد اس سے ہر دو جانب عنفقہ ہین عنفقہ وہ
بال ہین جو درمیان لب زیرین و ذقن کے ہوتے ہین جس کو ریش بچہ بھی بولتے ہین

حکایت

ایک شخص نے نزدیک عمر بن عبد العزیز کے گواہی دی وہ نتف فنیکین کرتا تھا عمر نے
اوسکی گواہی رد کردی اسی طرح عمر بن خطاب وابن ابی لیلی قاضی مدینہ نے شہادت ناتف لحیہ کو
رد کردیا تھا اوکھاڑنا بالون کا اول شباب مین یا مونڈنا اونکا واسطے مشابہت امرد و
بے ریشون کے سو منجملہ منکرات کبائر کے ہے کیونکہ ریش آرایش رجال وزین جمال ہے اللہ تعالی
کے بعض فرشتے ہین وہ یہ قسم کھاتے ہین والذی زین بنی آدم باللحی یہ لحیہ تمام خلق ہے
اس سے تمیز مرد کا عورت سے ہوتا ہے بعض نے کہا ہے ویزید فی الخلق ما یشاء سے
مراد بھی ریش ہے اصحاب احنف کہتے تھے ہم چاہتے ہین کہ احنف کے لئے ایک ریش مول
لین اگرچہ بیس ہزار مین ملے قاضی شریح نے کہا مین چاہتا ہون کہ میری داڑھی ہو عوض دس
ہزار کے کہتے ہین کہ اہل جنت امرد ہونگے یعنی بے ریش مگر ہارون برادر موسی علیہما السلام
یہ اونکے لئے ایک تخصیص شرف ہے اور اونکی داڑھی ناف تک تھی شاید حکمت اسمین یہ ہو کہ
اللہ تعالی نے خبر دی ہے کہ وہ داڑھی اونکی دنیا مین پکڑی گئی تھی اسلئے اللہ تعالی نے
آخرت مین اوسکو باقی رکھا مین کہتا ہون اہل جنت کا جُرد مُرد ہونا احادیث صحیحہ مین آیا ہے
اور مورخین نے لکھا ہے کہ آدم ابو البشر بے ریش تھے لکن بعد اونکے اور انبیاء ورسل صاحب
لحیہ ہوئے ہین اسمین شک نہین کہ دنیا مین ریش کا ہونا زیب وزین ہے ف قص لحیہ
مثل تعبیہ کے کہ طاقہ بالای طاقہ ہو اور یہ کام واسطے تزئین کے عورتون کے لئے اور واسطے
تصنع وریا کے کیا جاتا ہے سوکعب نے اوسکے حق مین کہا ہے یکون فی آخر الزمان اقوام
یقصون لحاہم کذنب الحمامۃ ونعالہم کالمناجیل اولئک لاخلاق لہم اس
زمانہ مین جسطرح موی سر کے لئے انواع واشکال مروج ہین اسی طرح حال ریش کا بھی ہو گیا ہے

کیبہت سی صورتین اوسکے لئے ایجاد ہوگئی ہین جس سے دل اہل ایمان کا ریش ہوتا ہے حالانکہ
اسمین سوی صورتین فقط دو حالتین ہین ایک حلق کل دوم ابقار کل اسکے سوا جو صورت ہے وہ
منہی عنہ ہے اور ریش مین فقط ایک حالت ہے کہ اوسکو حالت اصلی پر چھوڑدے بدون اطالت
زائد کے یا یکمشت پر اقتصار کرے اور طول وعرض فضول کو عرض وطول سے اخذ کرلے باقی
جتنی شکلین اہل فسق وفجور نے نکالی ہین وہ سب حرام اور گناہ کبیرہ ہین ف نظر کرنا طرف
سفیدی وسیاہی ریش کی بچشم عجب وغرور مذموم ہے بلکہ سارے اجزار بدن کا بھی یہی حکم ہے
بلکہ جمیع اخلاق وافعال واقوال واحوال کا بھی یہی حال ہے یہ صفت حمق کی جہلا رمین زیادہ ہوا کرتی
ہے خصوصًا عورتون مین کہ وہ رات دن مطالعہ اپنے حسن وجمال کی کتاب کا آئینہ کمال مین
کیا کرتی ہین یہ دلیل ہے اونکے نقص عقل ودین پر ۔

	زمانہ ایست کہ ہرکس بخود گرفتارست		تو ہمچو آئینہ حیران حسن خویشتنی

اسمین اختلاف ہے کہ مونچھون کا کترنا افضل ہے یا منڈانا موطا مین آیا ہے یقص من الشارب
حتی یبدو طرف الشفۃ یعنی شارب کو اتنا پست کرے کہ کنارہ لب نظر آئے مالک کا لفظ
یہ ہے ویحفی الشارب ویعفی اللحی سو مراد احفار شارب سے حلق نہین ہے بلکہ جو کوئی اپنی
مونچھین منڈوائے اوسکو تادیب کرنا چاہیئے اشہب نے کہا حلق شارب بدعت ہے اور جو کوئی
ایسا کام کرے میرے نزدیک اوسکو پیٹنا مارنا چاہیئے نووی نے کہا ہے اتنی کترائے
کہ نوک ہونٹ کی کھلجائے جڑ سے نہ منڈائے طحاوی نے کہا امام شافعی سے اس باب مین
کوئی شئی منصوص نہین ملی مزنی وربیع احفار شارب کرتے تھے رہے امام ابوحنیفہ اور اونکے
صاحبین سو مذہب اونکا شارب مین یہ ہے کہ احفار افضل ہے تقصیر سے اثرم نے کہا
امام احمد اپنی مونچھین خوب ہی پست کرتے تھے ف ہر دو طرف بروت کے قص کرنے مین

اختلاف ہے انکو سبالین کہتے ہین اکثر لوگ سبلت رکھتے ہین احیاء العلوم مین کہا ہے کہ ترک
قص لا باس بہ ہے عمر بن خطاب وغیرہ نے اسیطرح کیا تھا کیونکہ اسنے کچہ دہن مستور نہین
ہوتا ہے اور نہ انمین طعام الجہ رہتا ہے بلکہ طعام وہانتک جاتا بھی نہین ہے انتہی ابوداؤد
نے جابر سے روایت کیا ہے کہ ہم اعفاء سبال کرتے تھے مگر حج یا عمرہ مین اور بعض نے انکا
باقی رکھنا مکروہ کہا ہے اسلئے کہ اسمین تشبہ ہوتا ہے ساتہہ اعاجم بلکہ مجوس و اہل کتاب کے
ملا علی قاری کہتے ہین یہ اولی بالصواب ہے کیونکہ صحیح ابن حبان مین ابن عمر سے مروی ہے کہ
حضرت نے ذکر مجوس کا کیا پہر فرمایا کہ انہم یوفرون سبالہم ویحلقون لحاہم فخالفوہم
وکان یجز سبالہ کما یجز الشاۃ او البعیر یعنی پارسی لوگ سبال کو وافر اور لحیہ کو حلق
کرتے ہین تم اونکے خلاف کرو سو ابن عمر اپنے سبال کو اسطرح قطع کرتے جیسے کوئی بز یا شتر کو
قطع کرتا ہے امام احمد کا لفظ ابو امامہ سے یہ ہے کہ ہمنے کہا ای رسول خدا ان اہل الکتاب
یقصون عثانینہم ویوفرون سبالہم فرمایا قصوا سبالکم ووفروا عثانینکم
خالفوا اہل الکتاب عثانین جمع ہے عثنون کی عثنون کہتے ہین لحیہ یعنی ریش کو قالہ
فی شرح تقریب الاسانید علی قاری کہتے ہین اظہر یہ ہے کہ مراد سبال سے شوارب ہین
واللہ اعلم **ف** رہا سر منڈانا سو حضرت و اصحاب کرام نے کبھی سر نہین منڈایا مگر بعد فراغ کے
حج یا عمرہ سے ہان علی مرتضی سر منڈاتے تھے اسلئے کہ وہ کثیر الجماع تھے اونکو حاجت غسل کی ہوتی
تھی اور اونہون نے حضرت سے سنا تھا کہ تحت کل شعرۃ جنابۃ اوسپر کہا کہ ومن ثم
عادیت راسی اور حضرت نے بہی اونکو حلق راس پر مقرر رکھا اس صورت مین حلق سنت ہوگا
کہ علی مرتضی منجملہ خلفاء راشدین کے ہین اور حضرت نے فرمایا ہے علیکم بسنتی وسنۃ
الخلفاء الراشدین المہدیین سو دین مین انکی اقتدا کیجاتی ہے اور وہ جو ایک حدیث

مین حلق راس کو علامت خروج فرمایا ہے سو وہ کچھ منافی اسکی نہین ہے اسلئے کہ خارجی کی
فقط ایک یہی علامت نہین ہے کہ تشبہ لازم آئے بلکہ یہ علامت ہمراہ دیگر علامات کے ہے حکایت
ابویزید بسطامی نے اپنا چہرہ آئینہ مین دیکھا اور کہا ظهر الشیب ولم یذهب العیب وما
ادری ما فی الغیب یعنی ع سیاہی ز مو رفت واز رو نرفت ٭ اور غیب کا حال معلوم
نہین کہ انجام کیا ہوگا حدیث مین آیا ہے کہ جب چہرہ اپنا آئینہ مین دیکھے تو یون کہے اللہم
کما حسنت خلقی فحسن خلقی حکایت ابویزید سے پوچھا تھا کہ تمہاری داڑھی
بہتر ہے یا کتّے کی دم کہا اگر مین اسلام پر مرا تو میری داڑھی افضل ہے ورنہ کتّے کی دم اکمل ہے

فائدہ ۲ مسئلہ نابینائی

مسئلہ عمی یعنی نابینائی اللہ عز شانہ جل برہانہ نے بلا کو واسطے اہل اصطفاء کے ثمرہ
ولا ٹھیرایا ہے و لہذا احادیث مین آیا ہے کہ اشد الناس بلاء الانبیاء ہین پھر جو افضل ہے بعد
اونکے پھر جو افضل ہے یعنی اولیاء مین حدیث سعد بن ابی وقاص مین فرمایا ہے کہ مبتلا
ہوتا ہے مرد مطابق اپنے دین کے یعنی بقدر قوت یقین کے اگر اپنے دین مین صلب ہوتا ہے
یعنی سخت و مضبوط تو اوسکی بلا سخت ہوتی ہے اور اگر اوسکے دین مین رقت ہوتی ہے یعنی ضعف
تو وہ بقدر اپنے دین کے مبتلا ہوتا ہے بلا ہمیشہ بندہ کو لگی رہتی ہے یہانتک کہ اوسکو چھوڑ دیتی
ہے کہ وہ زمین پر چلتا ہے اور اوسپر کوئی خطیہ یعنی گناہ نہین ہوتا رواہ احمد والبخاری
والترمذی وابن ماجہ بخاری نے اپنی تاریخ مین ازواج نبی صلعم سے روایت کیا ہے
کہ اشد مردم بلا مین دنیا کے اندر نبی یا صفی ہوتا ہے حاکم وغیرہ کا لفظ ابو سعید یہ ہے وکان احدهم
کان اشد فرحا بالبلاء من احدکم بالعطاء احمد وغیرہ نے ایک مرد بنی سلیم سے رفعاً روایت
کیا ہے کہ اللہ امتحان کرتا ہے بندہ کا اوس چیز مین جو اوسکو دی ہے اگر وہ راضی رہا اللہ کی قسمت
پر تو اوسکے لئے برکت ہوتی ہے اور وسعت کیجاتی ہے اور اگر راضی نہ رہا تو نہ برکت ہوتی ہے

اور نہ وہ مرتبہ اوسکے لئے لکھہ گیا ہے اوسپر کچھہ زیادہ نہین ہوتا حدیث قدسی مین فرمایا ہے
من لم یرض بقضائی ولم یصبر علی بلائی ولم یشکر علی نعمائی فلیلتمس
ربًا سوائی امام ابو حنیفہ رحمہ نے حماد سے حماد نے ابراہیم نخعی سے ابراہیم نے اسود سے اسود نے عائشہ
سے عائشہ نے حضرت سے روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ انسان کے لئے ایک درجہ علیا جنت مین
لکھتا ہے اور اوسکے لئے کوئی ایسا عمل نہین ہوتا جو کہ اوسکو اوس درجہ تک پہنچا دے پھر وہ ہمیشہ
مبتلا رہتا ہے یہانتک کہ اوس درجہ تک پہنچ جاتا ہے یہ بھی آیا ہے کہ اللہ مومن کو مبتلا کرتا ہے نہین
مبتلا کرتا لکن بسبب اوسکی بزرگی کے اپنے نزدیک انتہی پھر یہ ابتلا کبھی سرا کے ساتھہ ہوتی ہے
اور کبھی ضرا کے ساتھہ کما قال تعالیٰ ونبلوکم بالشر والخیر فتنۃ ای امتحانا
فی محنت ومنحت اور غالب ابتلا اسی ضرا کے ساتھہ ہوتی ہے کما قال تعالیٰ ولنبلونکم بشیٔ من الخوف
والجوع ونقص من الاموال والانفس والثمرات الی قولہ وبشر الصابرین الآیۃ
قالہ علی القاری مین کہتا ہون کہ کبھی دونون طرح پر بھی امتحان ہوتا ہے یعنی سرا اور ضرا
دونون سے پھر علی قاری نے کہا ہے کہ منجملہ نقص الانفس کے ایک فقد بصر ہے یعنی اندھا ہوجانا
کیونکہ بصر وبینائی انفس اعضا اور اشرف اجزا ہے اسکے ساتھہ مبتلا ہونا اشد انواع بلا ہے جسطرح
کہ بعض انبیا واصفیا اسمین مبتلا ہوئے اونمین سے ایک یعقوب دوسرے شعیب علیہم السلام
ہین یا جیسے عبد اللہ بن عباس وابن عمر وابن ام مکتوم اور ایک گروہ صحابہ کرام کا یا جیسے ایک
جماعت علماء عظام ومشائخ کرام کی جنکے ذکر مین طول کلام ہوگا اسمین ایک تسلی عظیم ہے
واسطے اوس شخص کے جس سے یہ مطلب فوت ہوگیا ہے اس مقام کی عظمت مین حدیثین
آئی ہین جیسے حدیث عائشہ ان اللہ اوحی الی ان من سلبت کریمتیہ اثیبہ علیھما الجنۃ
رواہ البیہقی اور حدیث انس مین فرمایا ہے قال اللہ تعالیٰ اذا ابتلیت عبدی بحبیبتیہ

یزید عینیہ ثم صبر عوضتہ منہما الجنۃ رواہ احمد والبخاری یہ حدیث قدسی ہے عرباض نے رفعاً کہا ہے قال اللہ تعالیٰ اذا سلبت من عبدی کریمتیہ وہو بہما ضنین ای بخیل لم ارض لہ بہما ثواباً دون الجنۃ اذا احمد لی علیہما رواہ الطبرانی وابو نعیم فی الحلیۃ انس کا لفظ رفعاً یہ ہے قال اللہ تعالیٰ اذا وجہت الی عبد امن عبیدی مصیبۃ فی بدنہ او فی ولدہ او فی مالہ فاستقبلہ بصبر جمیل استحییت یوم القیامۃ ان انصب لہ میزاناً او انشر لہ دیواناً رواہ الحکیم الترمذی یہ حدیث عام ہے ہر مصیبت سے وللہ الحمد صبر کرنا مصیبت پر وہ نعمت عظمیٰ ہے جسکا عوض جنت علیا و فردوس اعلیٰ ہے لیکن تحقق صبر کا نہایت مشکل چیز ہے اسجگہ مجرد دعوی زبان سے تصدیق عمل کی نہیں ہوتی ہے جبتک کہ شاہدین عدلین کتاب و سنت اوسکے صبر جمیل پر شہادت ندیں ؎

بحرف و صوت میسر نگردد آزادی	ببین اسیر قفس طوطیان گویارا

ولہذا حدیث عبد اللہ بن جزء میں فرمایا ہے لیس الاعمی من عمی بصرہ الاعمی من عمیت بصیرتہ رواہ البیہقی فی الشعب والحکیم الترمذی معلوم ہوا کہ اعتبار ظاہر صورت کا نہیں ہے بلکہ باطن سیرت کا ہے سو صبر دل سے ہوتا ہے نہ زبان سے ویشہد لذالک قولہ تعالیٰ فانہا لا تعمی الابصار ولکن تعمی القلوب التی فی الصدور ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کیا خوب فرمایا ہے ؎

قلب المحب بنور اللہ معمور	وغیرہ بظلام الجہل مغمور
ان یاخذ اللہ من عینی نورہما	ففی فؤادی وقلبی منہما نور
کل المصائب دون النار عافیۃ	کل النعیم سوی الفردوس محقور

حکایت ایک مرد اموی نے ابن عباس کی ضعف بصر کو دیکھہ کر کہا تھا کہ بنی ہاشم کا گیا مال ہے کہ اونکی بصر جاتی رہتی ہے ابن عباس نے کہا کہ بنی اُمیہ مین بصیرت جاتی رہتی ہے اور بنی ہاشم مین بصر حدیث مین ہے کہ مبتلا نہین ہوتا کوئی بندہ سخت تر شرک سے اور مبتلا نہین ہوتا بعد شرک کے سخت تر ذہاب بصر سے اور مبتلا نہین ہوتا بعد ذہاب بصر کے سخت تر صبر سے پھر جب صبر کرتا ہے تو بخشدیا جاتا ہے رواہ البزار وہ بر لفظ الکبائر ہے کہ نہین پہنچتی ہے بندہ کو کوئی مصیبت سخت تر ذہاب بصر سے اور گئی بینائی کسی بندہ کی پھر اوسنے صبر کیا لیکن داخل ہوتا ہے جنت مین رواہ الخطیب **حکایت** شیخ عبدالوہاب خلیفہ شیخ کامل علی متقی رحمہ کی بصارت آخر عمر مین جاتی رہی تھی دوست آشنا تعزیت کرنے کو آئے کہا یہ مقام تو تہنیت کا ہے نہ تعزیت کا اسلئے کہ جس خلوت کا مین تمام عمر آرزو مند تھا وہ اب غیب سے مجھکو حاصل ہوگئی کہ غیر اللہ کو ان آنکھون سے اب کبھی نہ دیکھونگا انس رفعاً کہتے ہین اللہ تعالیٰ کہتا ہے جب لے لین مین نے آنکھین اپنے بندے کی دنیا مین تو نہین ہے بدلا اوسکا پاس میرے مگر جنت رواہ الترمذی ابن مسعود کا لفظ یہ ہے جسکی بینائی دنیا مین جاتی رہی اللہ اوسکے لئے دن قیامت کے نور دیگا اگر وہ صالح ہوگا رواہ الطبرانی معلوم ہوا کہ یہ فضیلت فقد بصر کے خاص مومن صالح کے لئے ہے نہ واسطے کافر و فاجر کے عائشہ بنت قدامہ کا لفظ یہ ہے عزیز علی اللہ ان یاخذ کریمتی عبد مسلم ثم یدخلہ النار معلوم ہوا کہ مسلمان کور چشم بخشا جائیگا ابن مسعود نے کہا ہے جانا بینائی کا مغفرت ذنوب ہے بدن سے جسقدر گھٹتا ہے اوسی قدر گناہ بخشے جاتے ہین رواہ ابن عدی والخطیب اس حدیث مین اشارہ ہے طرف اسکے کہ بصر افضل ہے سمع سے بعض علماء حنفیہ رحمہم اللہ تعالیٰ اسی طرف گئے ہین یہ بھی ایما نکلتا ہے کہ جسکی فقط ایک ہی آنکھ گئی ہے یا ضعیف البصر ہوگیا ہے وہ بھی بقدر مصیبت و ابتلاء کے مثاب ہوگا کیونکہ اجر بقدر

صبر کے ہوتا ہے اور علو درجہ کا بقدر مشقت کے ہوا کرتا ہے مین کہتا ہون دانتون کا گر جانا بھی
ایک ابتلا ہے اسپر بھی بصورت حصول صبر کے امید اجر کی لگی ہوئی ہے اسیطرح بہرا ہونا اگرچہ
مرتبہ فقد بصر کا اعلی ہے ابو امامہ کا لفظ مرفوعا یہ ہے یقول اللہ عز وجل من اذھبت حبیبتیہ
فصبر واحتسب لم ارض لہ ثوابا دون الجنۃ رواہ احمد وابن ماجۃ یعنی
کور شکیبا کا اجر یہی جنت ہے نہ اس سے کم دوسرا لفظ ابن ملکیہ ہے ان اللہ عز وجل یقول
یا ابن آدم انی اخذت منک کریمتیک فصبرت واحتسبت عند الصدمۃ
الاولی لم ارض لک ثوابا دون الجنۃ رواہ الطبرانی وابن السنی وابن
عساکر اس بارہ مین احادیث قدسیہ کا آنا دلیل ہے مزید اجر وثواب پر کیونکہ بعد قرآن کے
حدیث قدسی افضل احادیث ہوتی ہے زید بن ارقم کی عیادت کے لئے ایک بار حضرت گئے
فرمایا تجھپر اس بیماری کا کچھ ڈر نہین ہے لکن تیرا حال اوسوقت کیا ہوگا کہ جب تو بعد میرے
زندہ رہیگا اور اندھا ہو جائیگا کہا مین احتساب وصبر کرونگا فرمایا اذن تدخل الجنۃ
بغیر حساب رواہ ابو یعلی وابن عساکر اسجگہ پر علی قاری نے نو دس حدیثین لکھی ہین
جنمین صراحۃً وعدہ جنت کا عمی پر آیا ہے **حکایت** عکرمہ کہتے ہین عمر بن خطاب کا گذر ایک
اجذم اعمی اصم ابکم پر ہوا اپنے ساتھ والون سے کہا تم کوئی نعمت خدا کی اسپر دیکھتے ہو کہا
نہین کہا تم نہین دیکھتے ہو کہ یہ پیشاب کرتا ہے اور نچوڑتا نہین اور نہ سمیٹتا ہے اسکا پیشاب
سہل طور پر نکل جاتا ہے سو یہ اللہ کی نعمت ہے رواہ عبد بن حمید بالجملہ یہ بات مخفی
نہین ہے کہ اللہ کی نعمتون کا احصا نہین ہو سکتا پھر اونکے شکر ادا کرنیکا کیا ذکر ہے حدیث
مین آیا ہے حضرت جب بیت الخلا سے باہر آتے کہتے الحمد للہ الذی اذھب
عنی ما یوذینی وابقی علی ما ینفعنی سو بول وبراز کا ہونا دو بڑی نعمتین ہین اسکے

قدرشناس بہت کم ہین اور شکر گزار اور بھی کم عوام فقط آشنا جانتے پہچانتے ہین کہ جو لڈو دو چپاٹ
مین بھر لیا اولئک کالانعام بل ہم اضل حدیث مین آیا ہے کہ بنی آدم کے بدن مین تین سو
ساٹھ مفصل یعنے جوڑ ہین بعض ساکنات بعض متحرکات اگر متحرک ساکن ہوجائے یا ساکن
متحرک تو دنیا اوسپر تنگ ہوجائے **حکایت** ایک بادشاہ کا پیشاب بند ہوگیا تھا کسیکی تدبیر
سے جاری نہوا جب دنیا اوسپر تنگ ہوگئی کہا جو مجھکو اس بلا سے نجات دے مین اوسکو
نصف مملکت و سلطنت اپنی دیتا ہون اطبا رعلاج سے عاجز آگئے ایک درویش صالح نے
آکر کچھ آیات پڑھ کر پیٹ پر ہاتھ پھیرا اوسی وقت پیشاب جاری ہوگیا اور صحت و عافیت
نصیب ہوئی کہا یہ سند نصف مملکت کی حسب وعدہ حاضر ہے اونھون نے کہا ایکبار کے
حبس بول مین آپ آدہا ملک اپنا دیتے ہین اگر دوسری بار پھر اسیطرح ہوا تو سارا ملک گیا
جس سلطنت کی حقیقت یہ ہو کہ پیشاب کے بدلے مین دیجیے اوس چیز کو لیکر کیا کرونگا اور چلے گئے

جہان اسی برادر نماند بکس		دل اندر جہان آفرین بند و بس	

حدیث سنجرہ مین فرمایا ہے من ابتلی فصبر و اعطی فشکر و ظلم فغفر و ظلم فاستغفر
اولئک لھم الامن وھم مھتدون رواہ الطبرانی والبیہقی بالجملہ مصیبت
جسقدر عظیم ہوتی ہے اوتناہی اجر بھی عظیم ہوتا ہے حدیث ابوایوب مین فرمایا ہے اذا احب اللہ
قوما ابتلاھم رواہ المحاملی فی امالیہ دوسری حدیث مین آیا ہے کہ اہل عافیت دن
قیامت کے آرزو کرینگے جبکہ اہل بلا کو ثواب بلا کا دیا جائیگا کہ کاش اونکی کھالین اور چہرے دنیا
مین مقراضون سے کتری جاتین معلوم ہوا کہ عظم جزا ہمراہ عظم بلا کے ہوتا ہے اور اللہ تعالی جب
کسی قوم کو دوست رکھتا ہے تو اونکو مبتلا کرتا ہے اگر وہ راضی رہے تو اونکے لئے رضا ہو
اور اگر بیزار ہوئے تو اونکے لئے بیزاری ہے اس مضمون کو انس سے ترمذی و ابن ماجہ نے

بھی روایت کیا ہے حدیث طبرانی مین آیا ہے ما من عبد ابتلی ببلیۃ فی الدنیا الا بذنب واللہ اکرم واعظم عفوا من ان یسأل عن ذلک الذنب یوم القیامۃ مین کہتا ہون جو صدمات ومخاوف مجھپر اس مدت پنج سال گزشتہ مین ابتدای ۱۳۰۱ ہجری سے ابتک کہ آغاز ۱۳۰۶ ہجری ہے گذرے مجھے خوب معلوم ہے کہ سبب اونکا میرے ذنوب تھے مین اللہ کے سامنے اپنے سب ذنوب سر وعلن سے تائب ومستغفر ہوکر راجی عفو ومغفرت ہوتا ہون وما ذلک علیہ بعزیز حدیث ابن عباس مین آیا ہے لیس بمومن مستکمل الایمان من لم یعد البلاء نعمۃ والرخاء مصیبۃ رواہ الطبرانی بی شبہ جس رخا مین یہ بندہ عاصی مبتلا ہے وہ ایک مصیبت ہے جسکی تفصیل سے مجھکو حجاب آتا ہے اور جو بلا مجھپر گزری بیشک وہ ایک نعمت خدا کی تھی جسکے شکر سے مین عاجز ہون لا احصی ثناء علیک انت کما اثنیت علی نفسک ہ

	خدا در ازکند عمر زخم کاری ما	چہ خوش بود کہ دل تنگ ما در یو اکرد

عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کہتی ہین جو شخص مبتلا ہوا کسی مرض مین اندر اپنے بدن کے پھر اوس سے پوچھا کہ تو آپکو کیسا پاتا ہے اور اوسنے اپنے رب پر اچھی ثنا کی تو اللہ تعالی ملاء اعلی مین اوسپر ثنا کرتا ہے رواہ الثعلبی **حکایت** عیسی بن مریم علیہما السلام زمین مین سیاحت کرتے جنگل کے پتے ساگ کھاتے آب صافی پیتے خاک پر تکیہ لگاتے صبح کو ایک جنگل مین پہنچے ایک مرد اعمی مقعد مجذوم یعنی اندھا اپاہج کوڑہی کو پایا کہ جذام نے اوسکو قطع کر دیا تھا اوپر آسمان تھا اور نیچے وادی اور جانب راست برف اور جانب یسار برد وہ کہتا تھا الحمد للہ رب العالمین عیسی نے کہا تو اللہ کی حمد کس بات پر کرتا ہے اور تیرا یہ حال ہے کہا ای عیسی اس بات پر کہ اسدم مین یہ نہین کہتا ہون کہ تو معبود ہے یا

ابن الرایات ثلاثہ رواہ الدیلمی بطولہ وابن النجار عن جابر **ف** مصیبت جسدن کہ لوگون کے منہہ سیاہ ہونگے مصیبت زدہ کے منہہ کو سفید کردیگی رواہ الطبرانی عن ابن عباس حدیث سعد مین فرمایا ہے مسلمان پر تعجب آتا ہے اوسکو جب مصیبت پہنچتی ہے تو احتساب و صبر کرتا ہے اور جب خیر پہنچتی ہے تو حمد و شکر خدا بجالاتا ہے مسلمان کو ہر شئی مین اجر ملتا ہے یہانتک کہ اوس لقمے مین جو اوٹھا کر دہن تک اوٹھاتا ہے رواہ الطیالسی والطبرانی ابوہریرہ کا لفظ مرفوعاً یہ ہے من یرد اللہ بہ خیرا یصب منہ یعنی جسکے ساتھہ اللہ تعالیٰ ارادہ خیر کا کرتا ہے اوسکو مصائب مین مبتلا کرتا ہے واسطے رفع مراتب کے رواہ احمد والبخاری معاویہ کا لفظ مرفوعاً یون ہے مامن شئ یصیب المومن فی جسدہ یؤذیہ الا کفر اللہ عنہ بہ سیئاتہ رواہ احمد والحاکم معلوم ہوا کہ کبھی مصیبت رافع درجات ہوتی ہے اور کبھی مکفر سیئات اول غالباً حق مین صلحا کے ہے اور ثانی غالباً حق مین عصاۃ کے ثوبان نے کہا ہے نہین پہنچتی کسی بندے کو کوئی مصیبت مگر دو خصلت سے ایک کسی گناہ کے سبب سے جسکو اللہ بخشتا نہین ہے مگر اسی مصیبت کی وجہ سے یا کسی درجہ کی وجہ سے کہ اللہ اوسکو اوس درجہ تک نہین پہنچاتا ہے مگر اسی مصیبت کے سبب سے رواہ ابو نعیم حسن بن علی علیہما السلام کہتے ہین جنت مین ایک درخت ہے اوسکو شجرۃ البلوی کہتے ہین قیامت کے دن اہل بلا کو لائینگے اونکے لئے نہ کچہری لگے گی اور ترازو کہڑی کیجائیگی بلکہ اونپر اجر کو خوب ساگرائین گے پہر یہ آیت پڑہی انما یوفی الصابرون اجرہم بغیر حساب رواہ الطبرانی علی قاری نے بعد ذکر احادیث مذکورہ کے کہا ہے کہ یہ چالیس حدیثین ہین متضمن صبر علی البلاء اور شکر علی النعماء اور رضا بالقضاء پر حالت سراء و ضراء مین اور مشتمل ہین اوصاف ارباب بلا و اصحاب ولا پر انبیاء ہون یا اولیاء سو جو کوئی

حال ابتدا مین انکی اقتدا کریگا اوسکے لئے خوشی ہے انتہی مین کہتا ہون کہ مینے ایک رسالہ
تسلیۃ المصاب اس باب مین علحدہ لکہا ہے اور بیان فضائل مصائب کا اور رسائل اردو
مین بھی کیا ہے یہ رسائل بحمدہ تعالی طبع ہو چکے ہین حقتعالی توفیق خیر رفیق حال پر اختلال
کرے اللھم آمین پہر ملا علی قاری نے کہا ہے کہ منجملہ نعمای کے ایک عدم رؤیت اغیار
واشرار ہے بعض ابرار نے کیا خوب کہا ہے ؎

وکیف تری لیلی بعین تری بھا		سواھا وما طھرتھا بالمدامع	

مین کہتا ہون اسجگہ یہ سہو کاتب ہے یا غلط مؤلف کیونکہ یہ شعر بعض ابرار کا نہین ہے بلکہ بعض
اشرار کا ہے قائل ان اشعار کا یزید پلید ہے جسطرح کہ امام یافعی نے مراۃ الجنان مین تصریح
اسکی کی ہے لکن مضمون اسکا مثل کلام اخیار کے ہے اسمین کچہہ شک نہین ہے پہر ملا علی قاری
نے کہا ہے کہ رہے اخیار سووہ نیچے استار کے ہین کما قیل ؎

اتمنی علی الزمان محالا		ان تری مقلتای طلعۃ حر	

مراد حر سے اسجگہ وہ شخص ہے جسکو دنیا نے اپنا غلام نہین بنایا ہے اور ہوا کا بندہ نہین بنا
ہے اور اوسنے کائنات مین سوا اپنے مولی کے کسیکو نہین دیکہا ہے ف کوئی یہ کہے کہ
جب ثواب ابتلا کا اسدرجہ تک ٹہیرا تو پہر حضرت نے الوداع دار سے کسلئے استعاذہ کیا ہے اور اصناف
دعا کے کرنیکو کیون فرمایا چنانچہ کہا ہے اللھم عافنی فی بدنی اللھم عافنی فی بصری
اللھم متعنی بسمعی وبصری واجعلھما الوارث منی واسألك ان تبارك لی
فی سمعی وبصری واعوذ بك من الصمم والبکم والبرص والجنون والجذام
وسیئ الاسقام اور اسمین شک نہین ہے کہ فقد سمع وبصر منجملہ سیئ اسقام کے ہے توجواب
اسکا یہ ہے کہ بعض احادیث مین آیا ہے کہ اللھم ان عافیتك اوسع لی اور حضرت کا گذر

ایک قوم مبتلا پر ہوا تھا فرمایا ما کان ھؤلاء یسألون اللہ العافیۃ اور فرمایا ہے
سلوا اللہ العفو والعافیۃ فان احدا لم یعط بعد الیقین خیرا من العافیۃ
اور یہ نہین آیا ہے کہ حضرت نے نابینائی سے تعوذ کیا ہو اسکی وجہ شاید یہی ہوگی کہ اللہ نے بعض
انبیا کو عمی مین مبتلا کیا تھا واللہ اعلم انتہی قول القاری میں کہتا ہون یہ جواب سوال مذکور کا نہایت
مختصر دیا ہے مینے جواب مفصل اس مسئلہ کا کتاب ہدایت السائل مین لکھا ہے اوسکی طرف
رجوع کرنا چاہئے **ف** علماء اعلام کا اختلاف ہے کہ سمع افضل ہے یا بصر اظہر اول ہے
اس دلیل سے کہ قرآن کریم مین سمع کو بصر پر مقدم کیا ہے بہت جگہ اسی طرح احادیث مین اتفاق
ہوا ہے جیسے ان ابا بکر وعمر منی بمنزلۃ السمع والبصر ظاہر یہ ہے کہ یہ لف ونشر
مرتب ہے صدیق کی تشبیہ سمع سے اور فاروق کی تشبیہ بصر سے دی اسمین کوئی مرجح نہین ہے
سمع منشاء نقل ہے اور بصر مبدء عقل تو نے دیکھا ہوگا کہ بہت سے علماء اندھے پیدا ہوئے ہین
حالانکہ مرتبہ اونکا مراتب تصنیف ومناصب فتوی مین بنہایت عالی ہے اونمین سے ایک
شاطبی سلطان القراء ہین اور جو شخص بہرا پیدا ہوا اوسکے حق مین حصول علم کا ساتھ تفاصیل
ایمان واحکام اسلام کی متصور نہین ہوسکتا ہے اور یہ بات بہت نادر ہے کہ عقل کی طرف
سے اوسکو توحید حاصل ہو اور اگر حاصل ہو تو بطریق فضل کے ہوگی حالانکہ اکثر یہ ہوتا ہے
کہ جو بہرا پیدا ہوتا ہے وہ گونگا بھی ہوتا ہے کیونکہ نفس کے لئے کوئی طریق علم کا بالطبع
نہین ہے مگر طرف سے سمع کے ولہذا ہر بچہ جس زبان کو مان باپ سے سنتا ہے وہی بولی سیکھ جاتا
ہے اگر تربیت اوسکی حیوانات مین ہو اور مجبر آوازون کو سنے تو پھر وہ اوسی طرح کی بات کریگا
واللہ اعلم **حکایت** کہتے ہین کہ ایک بادشاہ نے بہت سے بچے شیرخوار ایک حویلی مین مرضعات
کو سپرد کرکے حکم دیا تھا کہ انکو آواز نہ سنانا انسے کوئی بات نکرنا جب وہ چند سالہ عمر کے ہوئے

تو سب کے سب اکمل تھے بعض اہل علم نے کہا ہے کہ بصر افضل ہے اسلئے کہ متعلق بصر تجلی ذات
ہے اور متعلق سمع تجلی صفات ولہذا یہ بات کہی ہے کہ اعظم عذاب حجاب ہے رُویت رب الارباب
سے کریمۂ کلا انہم عن ربہم یومئذ لمحجوبون اسی طرف مشیر ہے رہا کلام سووہ سب
خلق کو عام ہے خواہ خواص کا ہو یا عوام کا اور خواہ کلام توبیخ و ملام ہو یا بشارت مقام سلام

مین عن تعظیم اعمیٰ کے لئے سورۂ عبس وتولی ان جاءہ الاعمی کافی ہے اور اسقدر
بس ہے کہ جب ابن ام مکتوم پاس حضرت کے آتے تو آپ فرماتے مرحبا بمن عاتبنی ربی
فیہ اور اونکو دوبار مدینہ مین خلیفہ کیا اور مسجد کا امام بنایا کوئی کہے کہ کلام فقہا مین امامت
نابینا کی مکروہ لکھی ہے تو جواب اسکا یہ ہے کہ یہ محمول ہے اوس حالت پر کہ دوسرا شخص
افضل اوس سے علم و قرارت مین اور اکمل حراست و رعایت مین موجود ہو اور اگر یہ اعمی ہی
افضل اہل جماعت ہے تو پھر کچھ کراہت نہین ہے **حکایت** کہتے ہین قیامت کے دن
بعض ملوک تعلل کرینگے اور کہینگے ای رب تو نے ہمکو بتلا بملک کیا تھا اسلئے ہم محصور رہے
اللہ تعالی کہیگا تیرا ملک بڑا تھا یا سلیمان علیہ السلام کا اسی طرح بعض بیمار حجت ابتلا ایوب
علیہ السلام کی پیش کرینگے اسی طرح عصیان بعض اعیان کی اور فقرا انبیا اور اولیا کی فللہ
الحجۃ البالغۃ و القدرۃ السابغۃ کہتے ہین یعقوب علیہ السلام سے کہا گیا تھا کس چیز
نے تمہاری بصارت کھوئی اور پیٹھ خم کردی کہا یوسف پر رونیسے بینائی گئی اور اوسکے بھائی
پر حزن کرنیسے پشت خم ہوگئی اللہ نے وحی کی تو میری شکایت کرتا ہے مجھے قسم ہے اپنی
عزت کی کہ مین یہ بلا تجھسے دور نکرونگا جبتک کہ تو مجھکو نہ پکاریگا تب اونھون نے کہا انما
اشکو بثی وحزنی الی اللہ اللہ تعالی نے فرمایا وہ دونون اگر مردہ ہوتے تو بھی مین اونکو
تیرے لئے باہر نکالتا مجھکو تجھپر اس بات کا غصہ آیا کہ تو نے بکری ذبح کی اور تیرے دروازے

پرایک مسکین تہا تو مٹے اوسکو کچہ اوس بکری مین سے ندیا اور احب خلق مجکو اسیار ہین پہر مساکین ثواب کہانا پکا کر مساکین کو بلا اور کہلا او نہون نے کہانا پکایا اور کہا جو روزہ دار ہووہ آبکی رات پاس آل یعقوب کے افطار کرے پہر ہمیشہ یہی کیا کرتے کہ صبح وشام کا کہانا ہمراہ مساکین کے کہاتے ایک حدیث مین آیا ہے کہ تم مین جب کوئی جماع کرے تو طرف شرمگاہ کے ندیکہے کہ اس سے نابینا آتی ہے اور بات نکرے کہ اس سے گونگا ہوتا ہے رواہ الدیلمی لکن یہ حدیث صحیح نہین ہے ولہذا شوکانی نے جواز ان ہر دو امر کا ثابت کیا ہے مہذا ترک نظر وکلام اقرب بمقام ادب ہے

گر ستم از گلہ در وصل فرصتم بادا	۹	زبان کوتہ ودست دراز میخواہم

کہتے ہین شعیب علیہ السلام اتنا روئے کہ آنکہین جاتی رہین اللہ تعالی نے کہا یہ رونا شوق جنت مین ہے یا خوف نار سے کہا نہین ای رب تیری ملاقات کے شوق مین ہے اللہ نے کہا مجکو یہ رونا مبارک ہو ای شعیب اسی لئے مینے اپنے کلیم موسی علیہ السلام کو تیرا خادم کیا ہے اسکو علی قاری نے شداد بن اوس سے رفعًا ذکر کیا ہے لکن تخریج نہین لکہی پہر کہا ہے کہ اسمین تنبیہ ہے اس بات پر کہ اعمی کی خدمت کرنے مین اور اوسکی قیادت مین خصوصًا اوسکو حاجت کی جگہہ مین لیجانے اور حال عبادت وتعلیم کرنے قبلہ مین اجر جزیل وثواب جمیل ہے اور اللہ تعالی نے فرمایا ہے وتعاونوا علی البر والتقوی اور حدیث مین رفعًا آیا ہے من کان فی عون اخیہ کان اللہ فی عونہ اور فرمایا ہے الدال علی الخیر کفاعلہ اور حدیث انس مین فرمایا ہے من اغاث ملہوفا کتب اللہ لہ ثلاثا وسبعین مغفرۃ واحدۃ فیہا صلاح امرہ کلہ وثنتان وسبعون لہ درجات یوم القیامۃ رواہ البیہقی اور صحیح مین آیا ہے کل معروف صدقۃ براز کا لفظ یہ ہے من منح منحۃ ورق اومنحۃ لبن او اہدی زقاقا فہو کعتاق نسمۃ رواہ احمد والترمذی اور حدیث

ابوہریرہ مین کہا ہے کہ ترک السلام علی الضریر خیانۃ رواہ الدیلمی اس سے معلوم
ہوا کہ تواضع کرنا ساتھ ضریر کے دیانت ہے سہی یہ آیت من کان فی ھذہ اعمی فھو فی الآخرۃ
اعمی سو مراد اس سے نابینائی دل کی ہے رویت قدرت و آیات و رویت انوار حق سے دنیا مین
کہ اللہ کے انوار مصنوعات و اسرار صفات سے بدائع مخلوقات مین اندہا ہے سو ایسا شخص
آخرت مین اور بھی زیادہ نابینا و گمراہ ہوگا سہی یہ آیت ومن اعرض عن ذکری فان لہ
معیشۃ ضنکا ونحشرہ یوم القیامۃ اعمی سو ابن عباس نے کہا ہے کہ مراد اس سے عمی
بصر ہے اور مجاہد نے کہا عمی حجت ہے لکن قول اول کی تائید یہ آیت کرتی ہے رب لما حشرتنی
اعمی وقد کنت بصیرا اور نیز یہ آیت ونحشرہم یوم القیامۃ علی وجوھہم عمیا
وبکما وصما کوئی کہے کہ اونکا وصف ساتھ کوری وکری وغیرہ کے کیون کیا حالانکہ فرمایا ہے
ورأی المجرمون النار اور فرمایا ہے دعوا ھنالک ثبورا اور فرمایا ہے سمعوا لھا تغیظا
وزفیرا ان آیات سے رویت وکلام وسمع وبصر ثابت ہے تو جواب اسکا یہ ہے کہ اولا حشر
اونکا اسی طرح ہوگا جیسا کہ خدا نے کہا ہے پھر یہ اشیا اونکو ثانیا دی جائینگے ابن عباس نے کہا عمیا
لا یرون ما یسرھم بکما لا ینطقون بحجۃ تنفعہم صما لا یسمعون شیئا یسرھم
حسن نے کہا وہ وقت سوق کا طرف موقف کے ہوگا یہانتک کہ دوزخ مین جائین یہ اصناف
کفار کے ہین مقاتل نے کہا یہ جب ہوگا کہ اونسے یون کہا جائیگا اخسئوا فیھا ولا
تکلمون اوس وقت وے سب کے سب اندہے بہرے گونگے ہو جائینگے نہ کچھ دیکھین گے اور نہ بولین گے
اور نہ سنین گے نسئل اللہ العافیۃ وحسن الخاتمۃ فی العاقبۃ وتوفیق الطاعۃ
فانما صبر الساعۃ وراحۃ الابد من غیر النکد فای محنۃ آخرھا الجنۃ وای
نعمۃ آخرھا النار ثم ما دمت فی ھذہ الدار لا تستغرب وقوع الاکدار فقد

ورد اللہم لا عیش الا عیش الآخرۃ اذ عیشہا لا کدر معہ فی الحالۃ القائم

حکایت سلیمان بن عبد الملک نے اپنی سلطنت پر خوش ہوکر عمر بن عبد العزیز سے کہا تھا تم اس حال کو کیسا دیکھتے ہو جسمین کہ ہم ہین کہا سرور لولا انہ غرور وحرم لولا انہ عدم وملک لولا انہ ھلاک وحیاۃ لولا انہ ممات ونعیم لولا انہ عذاب الیم بعض اہل علم نے کہا ہے صاحب الدنیا ساکن راحل وایامہ مراحل وانفاسہ رواحل صاحب الدنیا بین فرحۃ وترحۃ وحیرۃ وعبرۃ صاحب الدنیا بین العسل والصاب والصحۃ والاوصاب نے بعض رسائل اردو مین ذکر دنیا وثنا دنیا کا لکھا ہے اور امثلہ دنیا ذکر کئے ہین یہ جگہہ اعادہ کی نہین ہے والحمد للہ اولاً وآخراً وظاہراً وباطناً +

مسئلہ تکفیر کبائر بسبب حج مبرور

دو امام ہمام کا کلام اس مسئلہ مین نظر آیا ایک اعلم علمار شافعیہ مین اور دوسرے افضل فضلار حنفیہ یعنی شیخ ابن حجر مکی اور میر بادشاہ بخاری رحمہما اللہ تعالیٰ دونو نکے کلام مین تعارض تناقض ہے ابن حجر نے نفی تکفیر کبائر کی مجملا بسبب ادارحج مبرور کے کی ہے اور میر بادشاہ نے مطلقًا تکفیر کو بغیر تفصیل کے ثابت کیا ہے ایک عالم نے لوگون کو یاس وناامیدی مین ڈال دیا دوسرے عالم نے امن والتباس مین گرادیا اسمین شک نہین کہ ہر ایک نے ایک جانب افراط وتفریط کو اختیار کیا ہے اور اس باب مین ایک طرح کی تخلیط وتخبیط واقع ہوئی ہے کیونکہ ادلۂ سمعیہ وآثار حدیثیہ کثرت سے مشعر بتکفیر کبائر ہین اور محو صغائر پر تو سب کا اتفاق ہے سو اسجگہ تفصیل اس مسئلہ کی لکھی جاتی ہے وہ یہ ہے کہ منجملہ کبائر کے بعض حقوق خدا ہین جیسے ترک نماز وصوم جسکے قضا کرنے پر علمار کا اجماع ہے اگرچہ بعد توبہ کے ہو گو توبہ اقوی انواع کفارہ ہے اور بعض حقوق عباد ہین جیسے قتل نفس

مسئلہ تکفیر کبائر بسبب حج

واخذ مال بطور ظلم کے سوا اسمین کچھ شک نہین ہے کہ مجرد ادا کرنا حج کا مکفر نحو ہا کا بغیر تمکین نفس و
رد مال مظلومین یا استحلال کے اصحاب مظالم سے جو کہ فی الحال موجود ہون نہین ہوتا ہے ہان وہ
کبائر جنکا تعلق اللہ تعالی کے حقوق سے ہے اونکی قضا نہین ہے اور نہ اونکا استدراک ہو سکتا ہے
جیسے شرب خمر و نحو ہا اسی طرح وہ حقوق عباد جنکا تدارک متصور نہین ہے بسبب معلوم نہونے
اہل حقوق کے یا بسبب عدم قدرت کے استحلال پر تو ایسی اشیا مین رجاء مغفرت ہے جبکہ اسکا حج مبرور

حج مبرور

ہو عسقلانی نے ابن خالویہ سے نقل کیا ہے کہ مبرور سے مراد مقبول ہے اور یہ قبول ایک امر
مجہول ہے اور بعض نے کہا ہے کہ یہ وہ حج ہے جسمین کوئی اختلاط معاصی کا نہو اسی کو نووی
نے راجح کہا ہے اور یہی اقرب و انسب بقواعد فقہ ہے لکن بہمہذا ایک طرح کے ابہام سے خالی
نہین ہے اسلئے کہ یہ جزم کہان ہو سکتا ہے کہ وہ کسی نوع اثم سے بالکل خالی رہا ہے بعض
نے کہا مبرور وہ ہے جسمین ریا و سمعہ نہو اور نہ رفث و فسوق سو یہ قول ما قبل مین داخل
ہے بعض نے کہا مبرور وہ ہے جسکے بعد کوئی معصیت نہو حسن بصری نے کہا حج مبرور یہ ہے
کہ وقت رجوع کے دنیا مین زاہد عقبی مین راغب ہو قرطبی نے کہا یہ سب اقوال متقارب المعنی
ہین حج مبرور وہ ہے جسکے احکام پورے ادا ہون اور جسطرحپر کہ حج مرد مکلف سے مطلوب ہے
اوسی طرحپر وہ بروجہ اکمل واقع ہو انتہی **ف** اور جسنے مال حرام وارتکاب آثام کے ساتھ

حج بمال حرام

حج کیا تو وہ جب لبیک وسعدیک کہتا ہے تو اوس سے لا لبیک ولا سعدیک
وحجك مردود علیك کہا جاتا ہے حدیث مین آیا ہے اذا حج الرجل بالمال الحرام
فقال اللهم لبيك قال الله لا لبيك ولا سعديك حتى ترد ما في يديك
دوسری روایت مین اتنا اور زیادہ کیا ہے وحجك مردود علیك تیسری روایت مین
کہا ہے وكسبك حرام وثيابك حرام وزادك حرام ارجع مأزورا غير ماجور

انسے بمایسوئک ایک صاحب حال نے کیا خوب کہا ہے

اذا حججت بمال اصلہ سحت	فما حججت ولکن حجت العیر
لا یقبل اللہ الا کل صالحۃ	ما کل من حج بیت اللہ مبرور

حکایت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ حج کو نکلے جب احرام باندہ کر راحلہ پر برابر ہو کر بیٹھے رنگ چہرہ کا زرد ہو گیا اور بدن کانپ اوٹھا اور لبیک نہ کہہ سکے کہا تم لبیک نہیں کہتے کہا مجھے ڈر لگتا ہے کہ کہیں مجھسے لا لبیک ولا سعدیک نہ کہا جائے پہر جب تلبیہ کہا تو بیہوش ہو گئے اور ناقہ پر سے نیچے گر گئے چہرہ چہل گیا **حکایت** بعض سلف نے کہا ہے میں ذی الحلیفہ میں تہا ایک جوان احرام باندہنا چاہتا تہا کہنے لگا ای رب میں چاہتا ہوں کہ تلبیہ کروں اور ڈرتا ہوں کہ تو مجھے یہ جواب دے کہ لا لبیک ولا سعدیک بار بار اسیطرح کہا پہر جب آواز لبیک اللھم لبیک کی بلند کی جان نکل گئی رحمہ اللہ و رحمنا بہ و بامثالہ **حکایت** ایک جوان نے ذی الحلیفہ میں احرام باندہا لوگ تلبیہ کہتے تہے وہ نہ کہتا تہا ایک شخص نے اپنے جی میں کہا یہ جاہل ہے اوسکے پاس جا کر کہا ای جوان اوسنے کہا جی کہا تو لبیک نہیں کہتا ہے اوسنے کہا ای شیخ مجھے ڈر ہے کہ اگر میں لبیک کہوں مجھسے کہا جائے لا لبیک ولا سعدیک لا اسمع کلامک ولا انظر الیک اوسنے کہا اللہ تعالی ایسا نہیں کریگا وہ تو کریم ہے جب خفا ہوتا ہے تو راضی ہو جاتا ہے اور جب راضی ہوتا ہے تو غصہ نہیں کرتا جب وعدہ کرتا ہے تو پورا کرتا ہے اور جب وعید کرتا ہے تو در گذر فرما جاتا ہے کہا ای شیخ کیا تو مجھکو اشارہ کرتا ہے کہ میں تلبیہ کہوں کہا ہاں وہ دوڑ کر زمین پر جا لیٹا اور رخسار خاک پر رکہا اور ایک پتہر اوٹہا کر دوسرے رخسار پر رکہا اور رو کر کہنے لگا لبیک اللھم لبیک قد خضعت لک وھذا مصرعی بین یدیک پہر ایک ساعت

پیہر کر کہڑا ہوا اور چلدیا انتہی اغرضکہ اس صورت مین بندی پر واجب ہے کہ درمیان رد و قبول و خوف و رجا کے مسئول و نیل مامول مین ہو جب یہ بات جان لی تو اب اس حدیث مین من حج ولم یرفث ولم یفسق رجع کیوم ولدتہ امہ رواہ البخاری واحمد والنسائی وابن ماجۃ دلالت صریح تکفیر کبائر پر نہین ہے کیونکہ یہ حکم مشروط ہے ساتہہ عدم وجود فسق کے سابقًا ولاحقًا وحالًا محققًا خصوصًا جبکہ جملہ کو حالیہ کہین اور اسمین شک نہین کہ اصرار کرنے والا معصیت پر فاسق و صاحب کبیرہ ہے وہ اس جزا را راجح مین داخل نہوگا حالانکہ شارع سے اسطرحکا اطلاق عبارت مین دربارۂ ترغیب و ترہیب بہت آیا ہے بطور مبالغہ کے وعد و وعید و تقریب و تبعید مین تو اب بوجوہ کثیرہ یہ قول قائل مندفع ہوگیا کہ جس شخص پر کبائر باقی ہین وہ ایسا ہوا جیسا کہ آج اوسکو اوسکی ماں نے جنا ہو یہ بات کوئی اہل زبان نہین کہیگا پہر اوس شخص کا کیا ذکر ہے جسکی فصاحت نے فصحاء عدنان کو اور اوسکی بلاغت نے بلغاء قحطان کو بہرا دیا ہو اسی طرح اس حدیث جابر مین من اضحی یومًا ملبیًا حتی غربت الشمس غربت بذنوبہ فعاد کما ولدتہ امہ رواہ احمد وابو داؤد دلیل امر مذکور پر مفصلًا نہین ہے کیونکہ اس بات پر اجماع ہے کہ جو شخص ایکدن تلبیہ کریگا وہ تلبیہ کا تفرا اوسکے کبائر کا نہوگا مگر یہ کہ اللہ کا ارادہ فضل کرنیکا ہو اسکے نظائر ترغیب مین بہت ہین جیسے یہ حدیث عقبہ بن عامر رفعًا من قام اذا استقبلتہ الشمس فتوضأ فاحسن وضوءہ ثم قام فصلی رکعتین غفرت لہ خطایاہ وکان کما ولدتہ امہ رواہ ابن ابی لیلی رہی یہ حدیث من قضی نسکہ وسلم المسلمون من لسانہ ویدہ غفر لہ ما تقدم من ذنبہ رواہ عبد بن حمید سو صریح دلیل ہے ہمارے کہنے پر اور لفظ ما تقدم کہنا اسکو منافی نہین ہے کیونکہ یہ لفظ الفاظ عموم سے ہے اور شامل ہے جملہ صغائر و کبائر کو کما ھو المعلوم اسیطرح یہ حدیث

کہ الحجاج والعمار وفد الله يعطيهم ما سألوا ويستجيب ما دعوا ويخلف عليهم ما
انفقوا الدرهم الف الف درهم رواه البيهقي في شعب الايمان کہ بی شبہ اسمین
کوئی دلالت مدعا پر نہین ہے کوئی یہ کہے کہ بیشک حجاج وعمار سائل مغفرت کبائر ہوتے ہین اور
مخبر صادق نے خبر دی ہے کہ اللہ اونکی دعا قبول کرتا ہے مطلقًا تو یہ سوال کچھہ مفید مقصود
کو نہین ہوسکتا ہے کہ باوجود احتمال کے صالح استدلال نہیں ہے اگرچہ مقام ترغیب دلیل ہے
اشتمال پر باقی رہی یہ حدیث اما خروجك من بيتك تؤم البيت الحرام فی کل وطأة
تطأ راحلتك يكتب الله لك بها حسنة ويمحو عنك بها سيئة واما وقوفك
بعرفة فان الله تعالى ينزل الى السماء الدنيا فيباهي بهم الملائكة فيقول
هؤلاء عبادي جاؤني شعثا غبرا من كل فج عميق يرجون رحمتي ويخافون
عذابي ولم يروني فكيف لو رأوني فلو كان مثل رمل عالج او مثل ايام الدنيا او
مثل قطر السماء ذنوبا غسلها الله واما رميك الجمار فانه مدخور لك واما حلقك
راسك فان لك بكل شعرة تسقط حسنة فاذا طفت بالبيت خرجت من ذنوبك
كما ولدتك امك رواه الطبراني في الكبير سو اس حدیث کو بھی دلالت تکفیر کبائر
پر مطلقًا نہین ہے چہ جائی اسکے کہ مکفر مظالم عباد و بلاد ہو اور یہ کہنا قائل کا کہ دلالت اس حدیث
کی عموم پر اظہر ہے اس سے کہ کسی پر مخفی رہے اور سوا معاند یا جاہل کے کوئی اس دلالت کا
انکار نہین کریگا سو یہ قول لائق التفات کے نہین ہے کیونکہ ایسی تعمیمات باب ترغیبات مین بہت
کثرت سے آئی ہین جیسے یہ حدیث من توضأ كما امر وصلى كما امر غفر له ما قدم من عمل
رواه احمد والنسائي وابن ماجة وابن حبان عن ابی ایوب وعقبة بن عامر
اور کسی نے یہ نہین کہا کہ یہ حدیث شامل صغائر و کبائر و حقوق و مظالم عباد وغیرہ ہے چنانچہ یہ بات

عارف اصطلاح فقہاء پر مخفی نہین ہے اور یہ حدیث الحج یکفر ما بینہ وبین الحج الذی قبلہ رواہ ابو الشیخ عن ابی اگرچہ دلیل ہے عموم ذنوب پر اور شامل کبائر ہے لیکن علماء نے اسکو خاص ساتھہ صغائر کے کیا ہے جسطرح کہ اسکے نظائر مین آیا ہے کہ ایک وضو سے دوسرے وضو تک اور ایک نماز سے دوسری نماز تک اور ایک رمضان سے دوسرے رمضان تک مکفرات ما بینہما ہین خصوصًا بعض روایت مین یہ تصریح آئی ہے کہ ما اجتنبت الکبائر اور کریمہ ان تجتنبوا کبائر ما تنہون عنہ نکفر عنکم سیئاتکم بھی اسکو تقویت دیتی ہے شاید قول عیاض ونووی وغیرہما کا کہ تکفیر عبادات مین مختص بصغائر سیئات ہوتی ہے یہی ماخذ ہے اور یہ جو فرمایا ہے من طاف بالبیت سبعا وصلی خلف المقام رکعتین وشرب من ماء زمزم غفر اللہ لہ ذنوبہ کلہا بالغتہ ما بلغت رواہ الدیلمی وابن النجار سو سخاوی نے کہا ہے کہ یہ حدیث ثابت نہین ہے عامہ خصوصًا اہل مکہ اسی حدیث پر فریفتہ ہو رہے ہین یہانتک کہ بعض نے اسکو بعض دیوار ہای ملاصق زمزم پر بھی لکھدیا ہے اور اسکے ثبوت مین متعلق بخواب وسنام ہوگئے ہین سو کیا کہین ایسی لکھا پڑھی سے حدیثین ثابت ہوا کرتی ہین منوفی نے مختصر مین کہا ہے انہ باطل لا اصل لہ سو جب یہ حدیث اس منوال کی ٹھہری تو بھلا کب صالح للاستدلال ہوسکتی ہے یہ اور بات ہے کہ اللہ کا فضل وسیع ہے اور رجا رکھنا اللہ تعالی سے اعلی واولی ہے رہا جزم تکفیر کبائر کا جسمین حقوق خدا وعباد دونون شامل ہون اس جیسے حدیث سے اور مجرد ارتکاب سے اس فعل کے سو شان علماء سے بعید اور قوانین فقہاء سے دور ہے اور ایک سبب ہے واسطے جرأت عظیم کی سفہاء کے لئے اور یہ حدیث کہ تابعوا بین الحج والعمرۃ فانہما ینفیان الفقر والذنوب کما ینفی الکیر خبث الحدید والذہب والفضۃ ولیس للحجۃ المبرورۃ ثواب الا الجنۃ رواہ احمد

والترمذی والنسائی عن ابن مسعود سواسمین فقط اسی قدر ہے کہ یفعل نذیب فی ذنوب
اور یہ ایک امر متفق علیہ علما ہے کیونکہ اونھون نے یون کہا ہے کہ جتنے مکفرات آئے ہین وہ
تکفیر صغائر کرتے ہین اگر صغائر نہین ملتے تو کبائر مین تخفیف کرتے ہین اور اگر کبائر بھی نہین
ہوتے ہین تو سبب رفع درجات کے ٹھہرتے ہین جیسے کہ انبیاء و اولیاء کا حال ہے اور معنی سمرۃ
کے پہلے معلوم ہو چکے ہین پس یہ قول کہ لیس للحجۃ المبرورۃ ثواب الا الجنۃ اشارہ ہے
طرف اس بات کے کہ ثواب ایسے حج کا بہت کچھ حاصل ہوتا ہے اور کمال اوسکا انتہا نہین تا مگر
جنت مین اور اسمین ایک طرح کا ایماء طرف حسن خاتمہ کے بھی ہے رہی تکفیر کبائر سو حدیث کو اسپر
ہرگز کچھ دلالت نہین ہے اور یہ حدیث من حج عن میت کتب عن المیت وکتب للحاج براءۃ
من النار رواہ الدیلمی باب ترغیب سے یا محمول ہے براءت صاحب کبیرہ پر نار مؤبد سے
یا سقید بشیت ہے اور یہ حدیث ان الملائکۃ تصافح رکاب الحجاج وتعتنق المشاۃ
رواہ ابن ماجۃ سو کوئی عقلمند نہ کہیگا کہ اس حدیث مین دلیل ہے مغفرت ذنب پر اور یہ
کہنا بعض کا کہ آیا فرشتہ مصافحہ و معانقہ کرتا ہے صاحب کبائر سے ایک نزعۂ اعتزال و نزغۂ
شیطان فی الاضلال ہے بوقت استدلال کیونکہ ملاقات ملائکہ کی اہل طاعت سے جائز ہے اگرچہ
اونمین کوئی معصیت ہو اور یہ ارشاد حضرت کا ان عمار بیت اللہ ہم اہل اللہ رواہ
عبد بن حمید وابو یعلی والطبرانی فی الاوسط والبیہقی فی السنن عن انس
سو اسکی نظیر یہ حدیث ہے اہل القرآن اہل اللہ وخاصتہ اور کسی نے یہ نہین کہا ہے
کہ یہ لوگ علی الاطلاق مغفور الکبائر ہین تو اب یہ قول قائل کا کہ کیا کبائر والا بھی اہل اللہ
ہوتا ہے باطل ہوگیا اور یہ حدیث اذا لقیت الحاج فسلم علیہ وصافحہ ومرہ ان
یستغفر لک قبل ان یدخل بیتہ فانہ مغفور لہ رواہ احمد اسکے معنی یہ ہین

کہ وہ فی الجملہ مغفور رہتے ہے کیونکہ ارتکاب گناہ کا اوس سے بعد الرجوع قبل وصول کے اپنے محلہ مین متصور ہے تو یہ حدیث اپنے اطلاق پر باقی نرہی اور یہ کہنا حافظ ابن حجر عسقلانی کا شرح حدیث رجع کیوم ولدتہ امہ مین کہ ظاہرہ غفران الصغائر والکبائر والتبعات وھو من اقوی الشواھد لحدیث عباس بن مرداس المصرح بذلک ولہ شاھد من حدیث ابن عمر فی تفسیر الطبری انتہی اگرچہ ظاہر اس حدیث کا یہی ہے جو حافظ نے فرمایا لکن جو احادیث دربارۂ حقوق عباد آئی ہین کہ اللہ اونکو نہ بخشیگا مگر ادا کرنے پر حقیقۃً یا حکماً معارض اس ظاہر کی ہین حالانکہ مذہب اہل سنت کا یہ ہے کہ ماعدای شرک تحت مشیت کے ہے اور ہمارا کلام جزم بالمغفرۃ مین ہے کہ یہ قواعد ائمہ کے منافی ہے ہان دلالت ظاہرہ سے اخذ غلبۂ رجا کا عموم مغفرت مین کر سکتے ہین رہا قول ابن ہمام کا شرح ہدایہ مین جس جگہہ کہ صاحب ہدایہ نے یہ کہا ہے کہ حضرت نے اوس موقف مین اندر دعا کے اجتہاد کیا اور وہ دعا قبول ہوئی مگر خون اور مظالم مین کہ سنن ابن ماجہ مین عباس بن مرداس سے آیا ہے کہ حضرت نے عشیۂ عرفہ کو اپنی امت کے لئے دعای مغفرت کی جواب ملا انی قد غفرت لھم ما خلا المظالم فانی آخذ للمظلوم منہ اور اوسپر حضرت نے کہا ای رب ان شئت اعطیت المظلوم من الجنۃ وغفرت للظالم اور یہ سوال عشیۂ عرفہ کو پذیرا نہوا پھر جب مزدلفہ مین صبح کی اور اعادہ دعا کا کیا تو یہ سوال قبول ہوا اور حضرت ہنسے یا مسکرائے اوسپر ابوبکر نے کہا بابی انت وامی ان ھذہ لساعۃ ما کنت تضحک فیھا فما الذی اضحکک اضحک اللہ سنک حضرت نے فرمایا ان عدو اللہ ابلیس لما علم ان اللہ قد استجاب دعای وغفر لامتی اخذ التراب فجعل یحثو علی راسہ ویدعو بالویل والثبور فاضحکنی ما رایت من جزعہ ورواہ ابن عدی واعلہ بالکنانۃ ورواہ البیھقی فی کتاب البعث والنشور نحوہ وقال

هذا الحديث له شواهد كثيرة وقد ذكرناها في كتاب الشعب فان صح بشواهده
ففيه الحجة وان لم يصح فقد قال تعالى ويغفر مادون ذلك لمن يشاء وظلم
العباد بعضهم بعضا دون الشرك انتهى سو جواب اس استدلال کا یہ ہے کہ بخاری
وابن اسحق نے کہا کہ راوی اس حدیث کے ضعیف ہین اور ابن الجوزی نے کہا کہ انه
لا يصح تفرد به عبد العزيز لم يتابع عليه قال ابن حبان وكان يحدث
على التوهم والحسبان فبطل الاحتجاج به انتهى پہر ظاہر اس حدیث کا یہ ہے کہ
حضرتؐ اپنی امت کے لئے مطلقاً دعا کی بغیر قید ان لوگون کے جنہون نے حضرت کے
ساتہ حج کیا ہے یا نہین پس بر تقدیر صحت روایت یہ حدیث محمول ہوگی ذنوب بعض امت
پر اسلئے کہ احادیث کثیرہ مین جو کہ قریب متواتر کے ہوتی ہین یہ بات آئی ہے کہ بعض عصاۃ
اس امت کے نار جہنم مین معذب ہونگے ایک مدت تک پہر شفاعت سے باہر آئینگے اس تقریر سے
مناقضہ اس حدیث کا حدیث انس بن مالک کے ساتہہ مندفع ہوجاتا ہے حدیث انس کو
منذری نے یون روایت کیا ہے کہ حضرت عرفات مین کہڑے ہوئے سورج ڈوبنے کو تہا
فرمایا اے بلال لوگون کو چپ کر دو بلال نے کہڑے ہوکر کہا اے لوگو خاموش ہو واسطے حضرت کے
لوگ چپ ہوگئے فرمایا اے گروہ لوگون کے میرے پاس ابہی جبریل آئے اور میرے رب کی
طرف کا سلام کہا اور کہا کہ اللہ نے اہل عرفات کو بخشدیا اور اہل مشعر کو اور ضامن ہوا طرف سے
اونکی تبعات کا عمر بن خطاب نے کہڑے ہوکر کہا اے رسول خدا یہ خاص ہمارے لئے ہے فرمایا هذا
لكم ولمن اتى من بعدكم الى يوم القيامة عمر نے کہا کثر خیر ربنا وطاب یہ حدیث
بظاہر خود دلیل ہے واسطے مدعی عموم کے لکن محمول ہے فی الجملہ غفران پر تاکہ درمیان ادلہ کے
جمعیت حاصل ہو حالانکہ اس حدیث مین ہر فرد اہل موقف پر دلیل نہین ہے خصوصاً وقوع

اوس شخص کا جو کہ ادا کرنا حقوق خدا کا یا امکان تمکین لنفس کا حقوق عباد مین یا استحلال مظالم
کا اہل بلاد سے چاہتا ہے وقائع محتملہ مین سے ہے تو پہر یہ حدیث کچہ اس مسئلہ مین نص نہ ٹہیری
اسلئے یہ چاہیئے کہ تبعات کو صغائر پر حمل کیا جائے جمعًا بین الروایات تورپشتی امام حنفی رح نے
شرح مصابیح مین کہا ہے کہ اسلام ہادم ما کان قبلہ ہے مطلقًا مظلمہ ہو یا اور کچہہ صغیرہ ہو یا کبیرہ
اور ہجرت و حج مکفر مظالم نہین ہوتے ہین انمین قطعًا غفران کبائر کا درمیان عبد و مولی کے نہین
ہوسکتا ہے اسلئے یہ حدیث محمول ہے ہدم صغائر ما قبل پر اور ہدم کبائر کو بہی جنکا تعلق حقوق
عباد سے ہے بشرط توبہ محتمل ہے ہمنے یہ بات اصول دین سے معلوم کی ہے اسلئے مجمل کو طرف
مفصل کے پہیرا ہے اور اسی پر اتفاق شارحین کا ہے ایک اور شارح حنفی نے کہا ہے
کہ اسلام ماحی کفر و عصیان ما قبل ہے اور جو عقوبات انپر مترتب ہوتے ہین حقوق خدا سے
اونکا بہی ماحی ہے لکن حقوق عباد اسلام و حج و ہجرت سے اجماعًا ساقط نہین ہوتے انتہی
اسی طرح قاضی عیاض سے بہی منقول ہے کہ غفران صغائر فقط مذہب اہل سنت ہے اور
کبائر کو توبہ یا اللہ کی رحمت تکفیر کرتی ہے پس لیس ذکرہ ابن حجر المکی اور ابن عبد البر نے
کہا ہے کہ تکفیر خاص ہے ساتہہ صغائر کے اور جسنے عام کیا کبائر کو اوسنے غلطی کی ذکرہ السیوطی
فی حاشیۃ البخاری اور وہ جو حافظ ابن حجر نے اختلاف علماء کا حج مین ذکر کیا ہے کہ آیا
حج مکفر صغائر و کبائر ہے یا فقط مکفر صغائر اور آیا تبعات ساقط ہوتے ہین یا نہین سو حمل
اس خلاف کا نقص کبائر اور ایک نوع حقوق عباد پر کرنا چاہیئے کما بیناہ و فصلناہ لیرتفع النزاع
فی مقام الاجماع جعلنا اللہ وایاکم من المغفورین انتہی کلام علی القاری رح مین کہتا ہون ملخص اس
تحریر و تقریر کا یہ ٹہیرا کہ حج و ہجرت و اسلام ہادم صغائر ذنوب ما قبل ہین رہے کبائر معاصی سو وہ بے توبہ کے مکفر نہین ہوتے
اور یہ توبہ حقوق آلہیہ مین تو جاری ہوسکتی ہے رہے حقوق عباد سو وہ توبہ سے بہی مکفر نہین ہوتے یا حق حقدار کو واپس

دیاجائے یا اوس سے معاف کرالیا جائے تب تکفیر مظالم وتبعات کی صحیح ٹھیری مذہب مالکیہ
حنفیہ کا یہی ہے اور مذہب شافعیہ مین حج ہادم کبائر وصغائر دونون ہے اور اس مذہب
کی علی قاریؒ نے تضعیف کی ہے لیکن نزدیک میرے یہی مذہب شافعیہ مطابق ظواہر آیات
کتاب عزیز وسنت مطہرہ ہے اسلئے کہ کتب عقائد مین یہ بات تحقیق ہوچکی ہے کہ کبیرہ
بے توبہ بھی مغفور ہوسکتا ہے اگرچہ بطریق خرق عادت ہو یا یہ نزاع لفظی ہے اسلئے کہ
جو شخص حج مین اللہ سے سوال مغفرت ذنوب کا کریگا ضرور ہے کہ وہ اپنے گناہون پر دلمین
نادم وپشیمان ہوگا گو منہہ سے لفظ توبہ کا نہ کہے تب بھی اوسکے گناہ مغفور ہوسکتے ہین کہ
النادم تواب فرمایا ہے بلکہ وہ شخص بڑا احمق ہے کہ عرفات مین بخلوص نیت بقصد ادای فریضہ
اسلام حاضر ہو اور اوسکو اپنے گناہ معلوم ہون اور پہر وہ ایسے مقام مستجاب الدعوات مین
تائب ومستغفر نہو اور امید مغفرت کی رکہے نہین بلکہ ضرور ہی اوسکے دلمین حوصلہ توبہ واستغفار
کا آئیگا گو بعد حج کے پہر کوئی اوس سے اور قصور ہوجاوے سو حقوق اللہ کی مغفرت مین اگرچہ
کبائر ہون ہمکو کچہہ شک وشبہ ہمراہ حلت زاد وراحلہ وخلوص نیت وحسن طویت کے نہین ہے
ہان حقوق عباد مین توقف ہے اگر حدیث مرداس صحیح ہوجاتی یا ہوگئی ہے تو پہر وہ بھی
مکفر ہین انشاء اللہ تعالیٰ خواہ مظلوم سے معاف کرادیا جائے یا کسی اور طرح یہ عہدہ برآمد ہوسکے
اور حصر کرنا تکفیر کا ذنوب صغائر مین تحجر رحمت واسعۂ الٰہی اگر نہین ہے تو پہر کیا ہے اور حمل کرنا
وعدہ ووعید کا باب ترغیب وترہیب مین مبالغہ پر کما ینبغی معلوم نہین ہوتا حدیث ان الاسلام
یھدم ما کان قبلہ وان الھجرۃ تھدم ما کان قبلھا وان الحج یھدم ما کان قبلہ
کا سیاق ایک ہے اور تتبع احوال صحابہ سے یہ بات ثابت ہوسکتی ہے کہ قبل اسلام وہجرت کیے اونسے
کبائر ومظالم وقوع مین آلئے تھے لیکن بعد قبول اسلام کے اون ذنوب حقوق پر مطالبہ

ہوا خذہ ہوا اور حدیث عباس بن مرداس سنن ابن ماجہ وکتاب البعث والنشور بیہقی مین ہے اگر
وہ بوجوہ مذکور درخور احتجاج نہین ہے تو نہ سہی لیکن حدیث ان الاسلام یھدم الخ مسلم
مین آئی ہے اور شان ورود اس حدیث کا یہ ہے کہ عمرو بن عاص نے کہا ہی کہ مین پاس حضرت
کے آیا اور مینے کہا ابسط یمینک فلا بایعک حضرت نے ہاتھ کہولا مینے اپنا ہاتھ بند کر لیا فرما
مالک یا عمرو مینے کہا اردت ان اشترط فرمایا تشترط ماذا مینے کہا ان یغفر لی یعنی
مین اس شرط پر بیعت کرتا ہون کہ میرے گناہ بخشدئے جائین فرمایا اما علمت یا عمرو
ان الاسلام یھدم ما کان قبلہ الحدیث یہ صریح ہے اس بات مین کہ عمرو نے ارادہ غفران
جمیع کبائر وصغائر کا کیا تھا اور ضرور ہے کہ اون کبائر مین علاوہ حقوق خدا کے مظالم عباد
بھی ہونگے ورنہ صغائر کے لئے یہ شرط کچھ ایسی ضرور نہ تھی کہ اوسپر بیعت سے دست کش ہو جاتے
پھر جو جواب حضرت نے دیا وہ بھی صاف اسی پر دلیل ہے کہ ہدم ما کان عام ہے مطلقًا اور شامل
ہے مظلمہ وغیرہا کو صغیرہ ہو یا کبیرہ پھر اسلام کو عام لینا اور ہجرت وحج کو ساتھ صغائر کے خاص
کرنا ایک ہی سیاق کے ہوتے ہوئے اور ایک ہی سوال کے جواب مین وارد ہوتے ہوئے ترجیح
بلا مرجح ہے اور یہ حدیث ابو ہریرہ کی رفعًا من حج للہ فلم یرفث ولم یفسق رجع کیوم
ولدتہ امہ حدیث متفق علیہ ہے اسمین دلیل واضح ہے مغفرت جملہ ذنوب پر حتی کہ حقوق عباد کے
بھی اسلئے کہ آدمی جب ماں کے پیٹ سے پیدا ہوتا ہے تو اوسپر کوئی تکلیف صغیر وکبیر شرعی متعلق
حقوق خدا وحقوق عباد واجب نہین ہوتی ہے وہ ہر گناہ سے پاک اور مرفوع القلم ہوتا ہے
پھر جس حج مین یہ وصف پایا جائیگا تو ضرور ہے کہ حاجی جملہ کبائر ومظالم سے بھی مغفور ہو جائے
ورنہ یہ حکم کہ وہ مثل روز ولادت مادر کے ہے صحیح نہ ٹھیریگا اور حمل اسکا مبالغہ وترغیب زائد
پر بے دلیل ہے اسلئے کہ سارے احکام شرعیہ متساوی الاقدام ہوتے ہین مگر جسکو کوئی

دلیل خاص مستثنیٰ کرلی اور یہان کوئی ایسی دلیل موجود نہین ہے ہان اتنی بات ہے کہ یہ مغفرت اوسوقت ہے کہ اس حج خالص مین آمیزش رفث وفسق کی نہو تو اگلا رفث وفسق معاف ہوگا والّا فلا اسی طرح اگر بعد حج کے ارتکاب معصیت کا کریگا تو وہ گناہ بجای خود ثابت رہیگا جب تک کہ اوس سے تائب یا مستغفر یا نادم نہو گفتگو اکان مین ہے نہ نیکون مین اور جانا بعض عصاۃ کا دوزخ مین منافی اس بشارت عظمیٰ و اشارت کبری کے نہین ہوسکتا ہے اسلئے کہ اگر بعد اس غفران کے اوس شخص سے کوئی گناہ ہوا اور اوسنے حج کرکے پہر ارتکاب کسی معصیت خدا وحق عبد کا کیا اور اوس سے توبہ نصیب نہوئی اور اللہ نے اوس گناہ کو نہ بخشا تو واسطے جزاء اثم کے جانا اوسکا نار مین ثابت رہا اور ظاہر ہے کہ کوئی بشر سوا انبیاء علیہم السلام کے ایسا نہین ہے جو معصوم ہو ولہذا حضرت نے فرمایا ہے اللّٰہم ان تغفر تغفر جماً واي عبد لك لا الما اور یہ ضرور نہین ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی بندے سے کسی گناہ پر کبھی بھی مواخذہ نکرے بلکہ دن قیامت کے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ معذبین اہل اسلام و توحید زیادہ ہونگے اور ناجین غیر معذب کم مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے ہم گنہگارون کو چہپالے قال تعالیٰ ثلۃ من الاولین وقلیل من الآخرین اس مسئلہ مین بحکم سبقت رحمتی علی غضبی اہلحدیث وشافعیہ نے جانب رجا کو غالب رکہا ہے اور مالکیہ وحنفیہ نے جانب خوف کو سوا اس امت مرحومہ مین ہمیشہ اصناف علماء و صوفیہ رحمہم اللہ تعالیٰ مین اسی دو قسم کے لوگ سلفاً و خلفاً ہوتے آئے ہین کسی پر خوف چیرہ دست تہا کسی پر رجا زبردست تہی ہمراہ حسن عمل کے غلبہ رجا مع الخوف مستحسن ہے اور ہمراہ معاصی کے غلبۂ خوف ہمراہ رجا کے مستحب ہے اور وقت احتضار کے باتفاق اہل علم و اہل دل غلبۂ رجا مطلوب ہے بحدیث انا عند ظن عبدی بی وبدلیل حدیث لا یموتن احدکم الا وھو

یحسن الظن باللہ او کما قال اس باب مین ہمارا رسالہ صدق اللجا اور رسالہ المختصر فی حسن الظن للمحتضر دیکھہ کر کام کرنا چاہیے وباللہ التوفیق وہو المستعان اللہم اغفر

مسئلہ جماعت نماز و اختلاف ائمہ علماء امت کا اِسبات پر اجماع ہے کہ نماز پڑہنا ساتھہ جماعت کے مشروع ہی اور مجاہرت جماعت مین واجب ہے اگر کسی شہر یا گاؤن کے لوگ جماعت سے ممتنع ہون تو اونکے ساتھہ قتال کرنا چاہیے یہانتک کہ قیام بجماعت کرین اور اسمین اختلاف ہے کہ جماعت فرائض پنجگانہ مین سوامی جمعہ کے واجب ہے یا نہین اصحاب امام ابوحنیفہ رح نے کہا ہے کہ جماعت سنت مؤکدہ ہے امام مالک بہی اسیکے قائل ہین شافعیہ بھی اسی طرح مشہور ہے شافعی رح نے نص کی ہے کہ جماعت فرض علی الکفایہ ہے محققین اصحاب شافعی کے نزدیک یہی اصح ہے ایک روایت امام ابوحنیفہ رح سے بھی اسی طرحپر آئی ہے اور امام احمد نے واجب علی الاعیان کہا ہے لکن شرط صحت صلوٰۃ یا ارکان نہین ہے بعض نے کہا فرض عین ہے اور شاید یہ عین مذہب امام احمد ہے اختلاف فقط عبارات مین ہے یہ خلاصہ ہے کلام صاحب کتاب رحمۃ الامہ فی اختلاف الائمہ کا ابن ہمام نے کہا ہے حاصل خلاف کا اس مسئلہ مین یہ ہے کہ جماعت فرض عین ہے مگر عذر سے یہی قول ہے احمد وابوداؤد وعطا وابوثور کا ابن مسعود وابوموسی اشعری وغیرہما نے کہا ہے کہ جسنے اذان سنی اور اجابت نکی اوسکی نماز نہوئی بعض نے کہا علی الکفایہ ہے کتاب الغایہ مین کہا ہے ہمارے عامہ مشائخ کہتے ہین کہ واجب ہے مفید مین کہا ہے کہ انہا واجبۃ وتسمیتہا سنۃ لوجوبہا بالسنۃ بدائع مین کہا ہے کہ واجب ہے عقلاء بالغین احرار پر جنکو قدرت ہے جماعت پر بغیر حرج کے سو ان اقوال مین کچھہ منافات ساتھہ اخبار کے نہین ہے انتہی مین کہتا ہون شوکانی رح نے درر بہیہ مین فرمایا ہے نماز جماعت موکدترین سنن سے ہے دراری مضیہ مین کہا ہے اکد سنن ہے

اور یہ اسلئے ہے کہ اس بارہ مین ترغیبات آئی ہین اور ئمین اس امر کی صراحت ہے کہ نماز جماعت
نماز فرد پر ۲۷ درجہ زیادہ ہے کما فی الصحیحین اور حضرت نے ارادہ کیا تھا کہ متخلفین کے
گھر آگ سے جلادین انتہی ابن القیم نے کہا ولم یکن لیحرق مرتکب صغیرۃ فترک الصلوٰۃ
فی الجماعۃ من الکبائر انتہی حجۃ اللہ البالغہ مین کہا ہے کہ اعذار سے ترک جماعت مین رخصت
ہے انتہی شوکانی فرماتے ہین کہ جماعت دو آدمی سے بھی ہو جاتی ہے اور جتنے آدمی زیادہ
ہونگے اوتنا ہی ثواب بھی زیادہ ہوگا انتہی ف علی قاری کہتے ہین اختلاف ائمہ کا اور
تعدد جماعت کا امور حادثہ مین سے ہے یعنی بدعت ہے حضرت امام انام تھے پھر مرض موت
مین صدیق اکبر کو حکم دیا کہ لوگون کو نماز پڑھاؤ یہ تصریح تھی اسبات کی کہ وہ اولی بالامامۃ ہین اور
تلویح تھی اس امر کی کہ وہ احق بالخلافۃ ہین پھر صدیق کے اشارہ سے عمر بن خطاب اونکی جگہہ
قائم ہوئے اور سارے صحابہ نے اونکے ساتھ موافقت کی اسی طرح انتقال امامت وخلافت
کا طرف عثمان بن عفان کے ہوا پھر طرف علی بن ابی طالب کے باجماع سے اور منشاء اختلاف کا
بعض مواد موجبۂ نزاع تھا اسی طرح بقیہ صحابہ ائمہ تھے کسی ایک نے اونکی اقتدار سے تخلف
نکیا حالانکہ وہ باب روایت و درایت مین مختلف تھے حضرت صلعم کو نور وحی وضیاء الہام سے
حال اختلاف انام کا بعد صحابۂ کرام کے معلوم ہوگیا تھا آپ نے اجتماع امت کا چاہا اور تفرق
جماعت کو مکروہ رکھا ولہذا فرمایا صلوا خلف کل بر وفاجر وجاھدوا مع کل بر وفاجر
رواہ البیہقی عن ابی ھریرۃ وابن ماجۃ والدارقطنی عن واثلۃ ولہذا سلف
صالح مقتدی فجرہ ہوتے تھے جیسے یزید وحجاج وزیاد وسائر ارباب مظالم وفساد اسیطرح
پیچھے امراء بنی امیہ کے نماز پڑھتے تھے جیسے ولید بن مغیرہ اسکو عثمان رضی اللہ عنہ نے والی
کوفہ کر دیا تھا اسنے شراب پی کر مستی مین صبح کی چار رکعت نماز پڑھائی اور جماعت سے کہا کیا مین

اور نماز پڑہاؤن یا اسی قدر پر اکتفا کرون اس سب حال ہین سلف صالح نے ترک جماعت
کو جائز نرکہا یہ کام بغرض محافظت کے تفرقۂ جماعت مسلمین سے کیا تہا کیونکہ حدیث مین
آیا ہے ان الجماعۃ رحمۃ والفرقۃ عقوبۃ کریمہ واعتصموا بحبل اللہ جمیعا
ولا تفرقوا بھی اسی طرف مشیر ہے اس امر کا استمرار زمانہ امام ابوحنیفہ ومالک وشافعی و
احمد وسائر مجتہدین تک رہا کسی ایک امام سے منع اقتدار مخالف کا اہل ملت سے منقول
نہین ہے یہ اسلئے کہ وہ کچھہ اس بات کا یقین نرکہتے تہے کہ ہم البتہ صواب ہی پر ہین اور
ہمارا غیر لا محالہ خطا پر ہے بلکہ امر دین مین مجتہد اور طریق مولی مین طالب اولی تہے طرف سے
فروع فقہیہ کے ادلۂ ظنیہ سے ہان اصول دینیہ مین جنکا مدار ادلۂ یقینیہ پر ہے سبکا اتفاق
تہا جسطرح کہ حدیث العلماء ورثۃ الانبیاء رواہ احمد والاربعۃ عن ابی الدرداء
اسپر دلیل ہے سوا ائمہ مجتہدین مثل صحابہ کے ہین جس کسی کی کوئی اقتدا کریگا وہ مہتدی ہوگا
اختلاف انکا راجع ہے طرف اختلاف صحابہ کے ویشیر الیہ قولہ تعالی فاسئلوا اہل
الذکر ان کنتم لا تعلمون ظاہر اس آیت شریف کا یہ ہے کہ اقتدا مفضول کی باوجود
افضل کے جائز ہے یہی ہمارا مذہب مختار ہے قول بعض ہمارے مشائخ کا من تبع عالما
لقی اللہ سالما بھی اسیکا مؤید ہے اسمین شک نہین کہ تقلید افضل کی اکمل ہے ولہذا
حدیث مین آیا ہے اقتدوا بالذین من بعدی ابی بکر وعمر امام احمد اور ایک
گروہ نے کہا ہے کہ باوجود فاضل کی تقلید مفضول کی جائز نہین ہے سو یہ ایک وجہ ہے
ہمارے بعض اصحاب کی بھی اور یہی اظہر ہے بعض نے کہا ہے مقلد امام کو چاہیے کہ یہ اعتقاد
رکہے کہ وہ صواب پر ہے اور خطا کا احتمال ہے اور غیر اوسکا خطا پر ہے اور صواب کا احتمال ہے
ومن ھنا کل حزب بما لدیہم فرحون ویستدلون بما یوافقہم ویصححون و

قد علم کل اناس مشربہم و کل طائفۃ منہاج مذہبہم انتہی مین یہ
کہتا ہون مذہب راجح یہ ہے کہ اقتدا پیچھے مفضول کے صحیح ہے حضرت صلعم نے پیچھے ابو بکر وغیرہ
صحابہ کے نماز پڑہی تھی کما فی الصحیح اور کوئی دلیل ایسی موجود نہین ہے جس سے یہ
بات ثابت ہو کہ امام کا افضل ہونا ضرور ہے اتنی بات چاہئے کہ امام قائم بارکان و اذکار
نماز ہو اور نماز صورت مجزیہ سے خارج نہو نے پائے اگرچہ امام مجتنب بمعاصی و متورع نہ ہو
ولہذا شارع نے اعتبار حسن قراءت و علم و سن کا کیا ہے نہ ورع و عدالت کا ہان امام کا خیار
مین سے ہونا اولیٰ تر ہے بنص حدیث اجعلوا أئمتکم خیارکم رواہ الدارقطنی عن
ابن عباس منح المنح مین کہا ہے کہ حضرت امامت اعمی کی اور غلامون کی جائز رکھتے
تھے سالم مولی ابی حذیفہ مہاجرین اولین کو نماز پڑہاتے جبکہ وہ قبا مین آکر اوترے تھے
اسلئے کہ سالم کو قرآن زیادہ یاد تہا اور صحابہ نے پیچھے حجاج کے نماز پڑہی تہی حالانکہ اوسنے
ایک لاکھ بیس ہزار صحابہ و تابعین کو قتل کیا تہا **ف** عامۂ مشائخ حنفیہ جیسے شمس الائمہ حلوانی
و شمس الاسلام و فقیہ ابو اللیث اور صاحب ہدایہ و قاضی خان وغیرہم کا مذہب یہ ہے کہ اقتدا
مخالف کی جائز ہے جبکہ وہ مواضع خلاف مین محتاط ہو و الا فلا بلکہ بعض نے اسپر دعوی اجماع
کا کیا ہے معنی اسکے یہ ہوئے کہ یہ اقتدا پیچھے مراعی کے بلا کراہت جائز ہے اور پیچھے غیر مراعی کے
بکراہت نہ یہ کہ سرے سے اوسکی اقتدا ہی صحیح نہین ہے علی قاری کہتے ہین اس قول
مین کچھہ شک و شبہ نہین ہے کہ مخالف جب مراعات اختلاف ائمہ کی کرکے عہدۂ خلاف سے
جو کہ بالاجماع مستحب ہے خارج ہوگا تو اوسکی نماز صحیح ہوگی بغیر نزاع کے اور اوس موافق کی
نماز سے جو احتیاط نہین کرتا ہے اولیٰ تر ٹہیریگی نہایت الامر یہ ہے کہ اوسکی نماز خود نزدیک
اوسکے صحیح ہے نہ نزدیک اوسکے غیر کے وشتان بین الطریقین ولہذا صوفیہ سافریہ

رحمہم اللہ تعالیٰ نے اسی طریقۂ مرضیہ کو اختیار کیا ہے لیکن وجود ایسے امام کا مثل عنقا کے درمیان
زمانہ کے ہے بلکہ وجود ایسے شخص کا جو کہ رعایت جمع کی درمیان متفرقات مذہب کے کرے
ان ایام مین کالمعدوم ہے ف مواضع مہمہ واسطے مراعات کے حق مین مخالف کے
یہ ہین کہ فصد و حجامت و قی و رعاف و قہقہہ سے وضو کرے مگر قلتین سے جسمین نجاست
پڑی ہو وضو نکرے یا اوس پانی سے جسپر آب مستعمل غالب ہے اور منی کو دہو ڈالے یا چھیل
ڈالے جبکہ بقدر مانع ہو اور مسح سر مین کم پر ربع سر سے اقتصار نکرے بلکہ سارے سر کا
مسح کرے تاکہ خلاف سے امام مالک کے نکل جائے خصوصاً جس صورت مین کہ مسح سارے سر کا
سنت سے ثابت ہے اور غسل جنابت مین مضمضہ و استنشاق کو ترک نکرے اسی طرح وہ امور
جو کہ مبطل مذہب غیر مخالف ہین رہتے ہین مراعات اون بعض افعال کے جو کہ نزدیک مخالف
کے سنت ہین اور غیر کے نزدیک مکروہ ہین جیسے رفع الیدین وقت انتقال کے اور جہر و اخفاء
بسملہ کا اور بسط یدین قنوت مین سو یہ افعال اور اونکی امثال اوس جنس کے ہین کہ جمع درمیان
انکے ممکن نہین ہے اور عہدۂ خلاف سے اس جگہہ باہر آنا متصور نہین ہو سکتا ہے فکل
یتبع مذھبہ ولا یمنع مشربہ یہ قول صاحب فتاوای خانیہ کا کہ جب کوئی شافعی المذہب
یون کہے کہ الھی ما عرفناک حق معرفتک یا انا مومن انشاء اللہ تعالیٰ
کہے یا قائل اس بات کا ہو کہ عمل داخل ایمان ہے یا کہے کہ ایمان بڑہتا اور گہٹتا ہے تو نماز
پڑہنا پیچھے اوسکے کفایت نہین کرتا انتہیٰ غریب ہے اور یہ ایک خلاف لفظی ہے نہ تحقیقی
ہمنے بیان اسکا شرح فقہ اکبر مین کیا ہے حالانکہ اسکو کچھہ دخل فروع مین نہین ہے بلکہ یہ مسئلہ
اصول کا ہے اور علمانے اجماع کیا ہے اسبات پر کہ ائمۂ اربعہ اکابر اہل سنت و جماعت تھے
اور اسمین کچھہ خلاف نہین ہے کہ یہ سب باب اعتقاد مین جسکی بنیاد کتاب و سنت پر ہو برسر صواب

ہین خلاف اگر ہے تو انکے فروع مین ہے بخلاف مبتدعہ جیسے معتزلہ و قدریہ و مرجیہ کہ وہ اصول
مین بھی مخالف یکدیگر ہین اسی طرح یہ قول فقیہ ابو اللیث کا بھی غریب ہے کہ اگر حنفی کسی
شخص کو دیکھے کہ گوشت لوکھڑی یا سوسمار کا کہاتا ہے اور برخلاف مذہب حنفی عمل کرتا ہے
تو اسکو اقتدا کرنا اوسکی جائز نہین ہے انتہی یہ اسلیے کہ اکل لحم مختلف فی الحل کو باب اقتدا
مین کچھ دخل نہین ہے غایت یہ ہے کہ وہ فاسق ہوگا اوسکے زعم مین سو اقتدا بالفاسق بالاتفاق جائز ہے
شاید مراد یہ ہے کہ اقتدا اوسکی بغیر کراہت کے جائز نہین ہے اور مطلقاً ایسا کہدینا غالباً واسطے
تنفیر کے ہے اقتدا کرنیسے اس حالت مین صاحب مبسوط نے کہا ہے نماز پیچھے شافعی المذہب
کے جائز ہے جبکہ قبلہ سے مائل نہو انتہی سو یہ میل مذہب شافعیہ مین معروف نہین ہے بلکہ
اونکا مذہب تو اس مسئلہ مین بنسبت اونکے غیر کے اضیق تر ہے اسلیے کہ وہ اصابت عین قبلہ
کو شرط کرتے ہین اور تحری جہت پر مکتفی نہین ہوتے اور یہ بھی کہا ہے کہ وہ متعصب
نہو انتہی سو غایت تعصب کا نتیجہ یہی ہوگا کہ تعصب موجب فسق کا ہے حالانکہ ایسا تعصب
کرنا غیر شافعی المذہب سے بھی مذموم ہے انتہی کلام القاری مین کہتا ہون جو اقوال اس مقام
مین ملا علی قاری نے فقہاء حنفیہ سے نقل کیے ہین اور پھر اونکی تاویل کی ہے یہ نہایت
درجہ کا سلوک طریق ادب و حفظ رتبہ من تقدم ہے ورنہ نفس الامر مین یہ اقوال اس قابل
نہین ہین کہ کوئی فقیہ اونکو نقل کرکے اونکی رد مین مشغول ہو اور اپنی اوقات عزیزہ کو ضائع
کرے ہم کوئی ایسی دلیل نہین پاتے جو بعض اہل سنت وجماعت کو اقتدا بعض دیگر اہلسنت
وجماعت سے نماز و نحوہا مین منع کرے یہ محض تعصب ہے تقلید مذاہب و تقیید مشارب کا ورنہ
جو شخص تلمیذ خاص قرآن کریم اور مرید مخلص سنت مطہرہ ہے وہ ہرگز ایسے اقوال کاسدہ
و حکایات فاسدہ پر التفات نہین کرتا ہے بلکہ وہ نماز مین ہر مومن سُنّی کی اقتدا کرتا ہے خواہ

وہ مومن آپکو حنفی کہے یا شافعی یا مالکی یا حنبلی یا شیعہ یا رافضی خارجی وغیرہا جنکی عیب حد کفر تک پہونچی ہے اونکی اقتدا کرنا کافی نہوگا اسی طرح جو مقلد غیر مقلد کہ عقیدہ یا عمل مین مشرک ہے اوسکے پیچھے بھی نماز درست نہین باقی رہا فسق اور بدع غیر مکفرہ سو وہ کچھہ مانع اجزا نماز و اقتدا ارفساق نہین ہے واللہ اعلم **ف** ایک جماعت حنفیہ اسطرف گئی ہے کہ اقتدا مخالف کی جائز ہے جبکہ یقیناً وقوع ان اشیا کا اوس سے معلوم نہوا اور اگر معلوم ہو تو پھر اقتدا نجاست ہے خواہر زادہ نے اسی کو صحیح کہا ہے شیخ الاسلام کا قول بھی اسکی تائید کرتا ہے کہ اگر اوسکو حجامت کرتے دیکھا ہے اور اوسنے وضو نکیا اور موضع حجامت کو دہو ڈالا تو صحیح یہی ہے کہ اقتدا اوسکی جائز نہین ہے اور اگر وہ آنکھہ سے غائب ہوگیا ہے پھر اوسکو نماز پڑھاتے ہوئے دیکھا تو صحیح یہ ہے کہ اقتدا اوسکی جائز ہے انتہی اسکی بنیاد حسن ظن پر ہے اوسکے حق مین فتاوی غیاثیہ مین کہا ہے مختار یہ ہے کہ جب ان اشیا کو اوس سے معلوم نکیا تو اقتدا بلا کراہت جائز ہے کیونکہ اصل عدم وجود ہے انتہی یہ اطلاق اس بات کو مفید ہے کہ جب اوسکا حال یون معلوم ہے کہ وہ حافظ مواضع خلاف نہین ہے تو اقتدا اوسکی جائز ٹھیری علی قاری کہتے ہین کہ یہ قول اعدل اقوال ہے اور علامہ ابراہیم حلبی شارح منیہ نے اس امر کی تصریح کی ہے کہ اقتدا مخالف فی الفروع کی جیسے کوئی شافعی ہو جائز ہے جبتک کہ کوئی شی مفسد صلوٰۃ اعتقاد مقتدی پر اوس سے معلوم نہوا اسی پر اجماع ہے اور خلاف فقط کراہت مین ہے **ف** ابوالیسر کہتے ہین اقتدا حنفی کی ساتھہ شافعی کے جائز نہین ہے اسلئے کہ مکحول نسفی نے روایت کیا ہے کہ رفع یدین کرنا نماز مین وقت رکوع و رفع راس کے رکوع سے مفسد نماز ہے اسلئے کہ عمل کثیر ہے ابن الہمام نے کہا صاحب ہدایہ نے اخذ جواز اقتدا کا پیچھے شافعیہ کے جہت روایت سے کیا ہے اور نہایہ مین اسکے شاذ ہونے کی تصریح کی ہے اور مختار تفسیر عمل کثیر مین یہ ہے کہ

اگر کوئی شخص دور سے اوسکو دیکہے تو یہ گمان کرے کہ وہ نماز مین نہین ہے انتہی اور ذخیرہ
مین کہا ہے کہ رفع یدین مفسد نماز نہین ہے اسی طرح جامع الفتاوی مین لکھا ہے اسلیئے کہ
مفسد صلوٰۃ وہ چیز ہوتی ہے جسکا قربت ہونا معلوم نہو اور رفع یدین وتر و عیدین مین
اجماعًا سنت ہے ابوبکر حدادی نے سراج وہاج مین کہا ہے کہ ہمارے اصحاب نے جواز اقتدا
پر ساتھہ مخالف مذہب کے چند مسائل سے استدلال کیا ہے از انجملہ ایک یہ ہے کہ اوسکی اقتدا کر
جو فجر مین قنوت پڑہتا ہے اس صورت مین ابوحنیفہ و محمد رح نے کہا مقتدی خاموش رہے
متابعت امام کی نکرے ابو یوسف نے کہا نہین بلکہ متابعت کرے کیونکہ وہ تابع امام ہے
اور مسئلہ مجتہد فیہ ہے پہر نزدیک ان دونون کے کہڑا رہے تاکہ جس امر مین متابعت واجب ہے
اوسمین متابعت کرے اور بعض نے خلاف ان دونون کے کہا ہے لکن وہ قائل فقیہ نہین
ہے یعنی یہ کہا ہے کہ بیٹہہ جاے اور سجدہ کرے واسطے تحقیق مخالفت کے اسی طرح اگر جنازہ
مین پانچ تکبیرین کہے تو نزدیک ابوحنیفہ و محمد رحمہما اللہ تعالی کے پانچوین تکبیر مین متابعت
نکرے اور جب متابعت نہ کی تو بعض نے کہا ساکت رہے تاکہ مخالف اپنے امام کا غیر مشروع
مین نہ ہوئے اور بعض نے کہا کہ امام سے پہلے سلام پہیر دے لکن صواب یہ ہے کہ خاموش رہے
یہی حکم نماز عید کا ہے جبکہ امام تین تکبیر سے زیادہ کہے ابوحنیفہ و محمد کے نزدیک خاموش رہے
اور قول ابو یوسف پر متابعت کرے لکن یہ چاہیئے کہ دونون ہاتہہ بالاتفاق نہ اوٹہائے انتہی
کلام القاری مین کہتا ہون کہ بنیاد اس خلاف کی جمود تقلید مذہب پر ہے اور یہ جمود امام کو
حکم پیغمبر مین کرتا ہے کیونکہ یہ شان پیغمبر کی ہے کہ مقتدی کسی امر مین خلاف شارع کے نکرے
اما دامت مین کوئی ورد ایسی نہین ہے کہ مقابلہ پیغمبر مین اوسکے حکم کی بجا آوری مقدم ہو
اگرچہ سکوت ہی کیون نہو خواہ امام ہو یا مجتہد یا صوفی یا متکلم ہماری سمجہہ مین نہین آتا کہ جیسے قرئت

یا پنج تکبیر جنازہ یا تکبیرات عیدین یا رفع یدین وقت انتقالات کے قطع نظر مذہب شافعی کی احادیث
صحیحہ سے ثابت ہے تو پھر اوسکے مقابلہ مین اس درجہ پابندی مذہب امام کی کرنا کہ تارک یا ساکت
یا قاعد ہو لیعنی چہ یہ اگر شرک فی الرسالۃ نہین ہے تو پھر کیا ہے خصوصًا قول اون فقہاء کا
جو رفع الیدین کو مثلًا مفسد نماز کہتے ہین کما تقدم ونعوذ باللّٰہ من غضب اللّٰہ اور جتنے
تعلیلات ان اقوال کے اصحاب اقوال نے بطور استدلال کے ذکر کئے ہین اور اوپر گزر چکے وہ سب
دلائل عقلیہ محضہ ہین کسی روایت صحیحہ و درایت صریحہ پر بنیاد اونکی نہین رکھی گئی واذا جاء
نھر اللّٰہ بطل نھر معقل **ف** اور بعض حنفیہ اسطرف گئے ہین کہ یہ اقتدا مطلقًا جائز
ہے انہون نے قول ابوبکر رازی پر قیاس کیا ہے کیونکہ اونہون نے کہا ہے کہ اقتدا حنفی کی
ایسے شخص کے ساتھ جو اس رکعتین پر سلام پھیرتا ہے نماز وتر مین جائز ہے یہ اپنی بقیہ نماز اوسکے
ساتھ پڑھ لے اسلئے کہ اوسکا امام اس سلام سے نزدیک اوسکے نماز سے باہر نہین ہوا ہے کیونکہ مجتہد
فیہ ہے یہ ویسی بات ہے جیسے نکسیر پھوٹنے والے کی اقتدا کرے لکن جمہور مشائخ برخلاف اسکے
ہین شیخ کمال الدین شارح ہدایہ نے کہا ہے ہمارے شیخ سراج الدین اسی قول رازی کے
معتقد تھے اور نماز کے فاسد ہونیکا انکار کرتے تھے بحسب روایت متقدمین یہانتک کہ مینے
اونکو مسائل جامع کی یاد دلائی حق مین اون لوگون کے جنہون نے اندھیری رات مین تحری کر
نماز پڑہی اور ہر شخص نے ایک جہت کی طرف ایک شخص کی اقتدا کی سو جواب اس مسئلہ کا یہ ہے
کہ جسکو حال اپنے امام کا معلوم تھا اوسکی نماز فاسد ہوئی بسبب اس اعتقاد کے کہ اوسکا امام
خطا پر ہے انتہی لکن جواب اسکا یہ ہے کہ فساد نماز مقتدی کا مسئلہ تحری مین مستلزم فساد نماز امام
کو نہین ہے بموجب قول رازی کے اسلئے کہ مقتدی صورت اولی مین اس امر کا معتقد ہے
کہ اوسکا امام خطاکار ہے ایسے امر مین جو کہ نماز مین قطعی الثبوت ہے یعنی استقبال قبلہ اور

صورت دوم مین اعتقاد مقتدی کا یہ ہے کہ امام اوسکا ایک امر ظنی مین مخطی ہے جو کہ مجتہد فیہ ہے
فشتان ما بینھما انتہی کلام القاری مین کہتا ہون جوبات ابوبکر رازی نے کہی ہے کہ
اقتدا اسطلقا پیچھے مخالف مذہب کے روا ہے یہی قول موافق طریقۂ سلف صالح کے ہے سارے
صحابہ و تابعین و تبع تابعین ایسی سیرت صالحہ پر گذرے ہین اور یہ تعلیل مستل جو خلف نے لکی ہے
خیال مختل ہے پس بس اسمین تفرقہ ڈالنا ہے درمیان جماعت اسلامیہ کے جس سے شارع
نے نہی فرمائی ہے کتاباً و سنۃً کما لا یخفی علی ماھر القرآن والحدیث **ف** بعض
علماء حنفیہ کا مذہب یہ بھی ہے کہ اگرچہ امام جمیع مواضع خلاف مین محتاط ہو تب بھی اقتدا
اوسکی مکروہ ہے فتاوی غیاثیہ مین کہا ہے اولی یہ ہے کہ اوسکے پیچھے نماز نہ پڑہے اور فتاوی
خانیہ مین کہا ہے معہذا اگر پیچھے اوسکے نماز پڑہیگا تو مسئی ہوگا اور کفایہ و مفتاح السعادۃ مین
کہا ہے کہ نماز جائز ہے ہمراہ کراہت کے شاید وجہ اسکی یہی ہے کہ بعض شافعیہ نے کہا ہے کہ اقتدا
شافعی کی ساتھ حنفی کے صحیح نہین ہے اگرچہ جمیع واجبات پر محافظت کرے اسلئے کہ اوسنے
اِس نماز کو اعتقاد واجبات پر ادا نہین کیا ہے اور یہ قول ساقط الاعتبار ہے بدلیل ورود انبیا
کیونکہ حضرت نے اصحاب کرام کو افعال نماز کے قولاً و عملاً بر وجہ ابہام تعلیم کئے تھے یہ بیان
نہین کیا تھا کہ یہ فرض ہے اور یہ واجب اور یہ سنت اور یہ شرط اور یہ رکن اور اگر علم ساتھہ تفصیل
اعمال کے واجب ہوتا تو حضرت امت کے لئے بیان فرما دیتے اسلئے کہ حضرت مبین امر تعین
فی الملۃ تھے اور اس صورت مین اختلاف مجتہدین کا فروع شریعت مین واقع نہوتا شاید حکمت
اس امر مین وہی ہے جسکی طرف حدیث اختلاف امتی رحمۃ مین اشارہ کیا ہے ذکرہ
ابو النصر المقدسی فی الحجۃ والبیھقی فی الرسالۃ الاشعریۃ بغیر سند واورد
الحلیمی والقاضی حسین وامام الحرمین وغیرھم اور یہ حدیث شاید بعض کتب

کراہت اقتدا حنفی بشافعی

حفاظ مین ہو گی جسکی سند ہم تک نہین پہنچی ذکرہ السیوطی فی الجامع الصغیر ملا علی قاری
نے اپنے رسالہ مین کہا ہے کہ ذکرہ السیوطی فی الجامع الصغیر نقلا عن اصحاب الصحاح
سو یہ قول النکا غریب تر ہے علی قاری کہتے ہین وانت تدری انہ لا یوجد لہ سند ضعیف فضلا
عن ان ینسب الی اصحاب الصحاح المراد بہم اصحاب الکتب الستۃ انتہے مین
کہتا ہون اسجگہ ملا علی قاری رحمہ اللہ نے نہایت انصاف اختیار کیا ہے واقع مین یہ حدیث نہ صحاح
مین ہے اور نہ سنن مین بلکہ کسی عالم کا قول ہے حدیث نہین ہے اور اگر حدیث ہونا ثابت ہو تو
یہ حدیث ماؤل ٹھیریگی اسکی تفصیل دلیل الطالب مین مرقوم ہے **ف** تکرار جماعت کی نزدیک
حنفیہ کے مکروہ ہے مالک و شافعی بھی قول اصح مین اسیکے قائل ہین خلافا لاحمد پھر بعض
علماء حنفیہ نے اسکو مکروہ تحریمی کہا ہے جسطرح کہ کافی مین ہے تکرار الجماعۃ لا یجوز اور شرح
منظومہ و مجمع مین کہا ہے لا یباح اور شرح جامع صغیر مین بدعت کہا ہے اور بعض کتب مین لکھا ہے
کہ تکرار جماعت کی جائز ہے بلا اذان و اقامت ثانیہ کے اتفاقاً اور بعض مین اجماعاً بلا کراہت
کہا ہے شرح درر مین کہا ہے کہ وھو الصحیح اور ابو یوسف سے مروی ہے کہ اونکے نزدیک نماز
مسجد مین مرۃ بعد اخری لا باس بہ ہے جبکہ امام ثانی موضع امام اول مین کھڑا نہو سو اسی پر عمل ہے
اور اسی کا معمول علیہ ہونا چاہیے قنیہ مین کہا ہے کہ اگر محلہ نے اہل مسجد کو تقسیم کر لیا ہے اور دیوارین
بنا لیں ہین اور ہر ایک کا ایک علیحدہ امام و موذن ہے تو اوسمین کچھ ڈر نہین ہے انتہی یہ روایت
اقرب روایات ہے طرف اوس صنیع کے جو کہ لوگ آجکل کرتے ہین کیونکہ جہات چہارگانہ بمنزلہ
مساجد کے ہین ولہذا اللہ نے حق مسجد الحرام مین فرمایا ہے انما یعمر مساجد اللہ بصیغہ
جمع مجمع و شرح مجمع مین نقلا عن المشائخ کہا ہے کہ نماز ہمراہ جماعت ثانیہ کے مسجد جماعت خاصہ
مین بتکرار اذان و اقامت مکروہ ہے اور جو مسجد بر سر راہ ہے یا مسجد جامع ہے اور وہان لوگ بعد

مسئلہ تکرار جماعت

یکمد گر آتے رہتے ہین وہان تکرار مین کچہہ کراہت نہین ہے اگرچہ جماعات کثیرہ ہون شارح منیہ نے کہا نزدیک امام محمد وابی یوسف کے ہے اور نزدیک امام ابو حنیفہ کے اگر جماعت ثانیہ تین سے زیادہ ہو تو تکرار مکروہ ہے ورنہ لا اور ابو یوسف نے کہا اگر ہیئت جماعت اولی پر نہو تو مکروہ نہین وھو الصحیح اور محراب سے عدول کرنے مین شکل بدل جاتی ہے کذا فی بزازیہ پس اوس وقت ہے کہ تکرار جماعت کی مذہب احد پر ہو اور جب تکرار جماعت کی بسبب اختلاف ائمہ کے ہو تو ہرگز کوئی وجہ کراہت کی نہین ہے اور نہ ہمنے اس مسئلہ مین کوئی نقل سنی ہے اور یہ دعوی بعض اشخاص کا کہ علما مذاہب اربعہ کا اجماع ہے کراہت پر بلکہ حرمت پر ایسی جماعات کے باطل ہے کوئی فائدہ اسمین نہین ہے اور یہ بات معلوم ہے کہ اصل ہر مسئلہ مین صحت بلا کراہت ہوتی ہے اور قول بکراہت و فساد محتاج حجت کا کتاب و سنت و اجماع امت سے ہوتا ہے فمن ادعی اثبات ھذا الشان فعلیہ بالبیان فی میدان التبیان اور جسنے تکرار کو مکروہ کہا ہے اور انکار مین تشدد کیا ہے اور اوسکو حکم مسجد ضرار مین رکہا ہے اوسکا قول نہایت بعید ہے اور وہ علم تفسیر سے جاہل ہے اور اوسے خبر نہین ہے کہ اہل مسجد ضرار کا قصد اوس فساد و نکیر سے کیا تہا علما کا تو اسبات پر اجماع ہے کہ تعدد مساجد کا محلات مین واسطے گنجائش اجتماع کی سائر حالات مین مستحب ہے اور ہمنے جو یہ بات کہی ہے کہ کراہت محمول ہے تکرار جماعت پر سو یہ جب ہے کہ وہ جماعت بروجہ مخالفت نہو بخلاف اوس حالت کے جسمین اہل حرمین وغیرہم اختلاف اما مین سے مبتلا ہین کہ کلام کرنا اسمین محتاج ہے تفصیل دافع نزاع کا

ف سو یہ بات معلوم کر لینا چاہیے کہ تعدد جماعت کا ازمنہ سابقہ مین نہ تہا اسلئے کہ علما امت مین تعصب ظاہر نہوا تہا مسجد حرام و سائر بقاع عظام مین ایک ہی امام حنفی یا مالکی بحسب غالب امام ہوتا تہا اور اون ایام مین قلیل تابع کثیر تہے پہر جب شافعی ظاہر ہوئے اور اونکے

وجہ تعدد جماعات بزمان سلف

مذہب نے بعض اماکن کرام مین انتشار پایا اور اتباع شافعیؒ اغیار پر غالب آئے خواہ براہ شرہ یا شوکت تو او نہون نے اپنا امام موافق اپنے مرام کے مقدم کیا اور غیر او نکی اقتدا کرنے لگے کام اسی طرح پر چلتا رہا یہانتک کہ طرفین سے تعصب ظاہر ہوا اور بعض نے کہا کہ نماز پیچھے مخالف کے مکروہ ہے اگرچہ رعایت مذہب کرے اور بعض نے کہا مطلقاً صحیح نہین ہے یعنی جمیع مراتب مین اس جگہہ سے اختلاف اس خلاف پر ناشی ہوا ہر گروہ نے اپنے امام موافق مذہب اور ملائم مشرب کے ساتہہ نماز پڑہنا شروع کیا سو یہ بات اگرچہ بدعت ہے لکن حسنہ ہے اور بحسب نقول متفاوتہ کے مراتب عقول مین مستحسنہ ہے ابن مسعود سے مروی ہے کہ ما رأہ المومنون حسنا فھو عند اللہ حسن اور دلیل استحسان پر اس تعدد کی یہ ہے کہ اگر تفرد مستمر رہے اور بعض حنفیہ امام شافعیہ کو دیکھین کہ اوسنے نکسیر پہوٹنے پر وضو نہین کیا تو او سکو عار آئیگی اور وہ تنہا نماز پڑہ لیگا مسجد حرام مین اور یہ محذور ہے یا آپنے گہر مین پڑہیگا اور یہ مخطور ہے اسیطرح اگر شخص شافعی نے امام حنفی کو دیکہا کہ اوسنے کسی عورت کو ہاتہہ لگایا اور وضو نہ کیا تو وہ بہی عار کریگا اور وہی دو منکر مذکور صادر ہونگے اِس سے ظاہر ہوا کہ یہ تکرار جماعت وائمہ کی رحمت ہے بہ نسبت عموم امت کے اور اس سے قول مُلا رحمۃ اللہ سندی رحمہ اللہ کا دفع ہوا کہ ان ھذا الوجہ الذی یصلون علیہ فی الحرمین الشریفین مکروہ بالاتفاق مگر یہ کہ مراد اس کراہت سے تنزیہہ ہو جسکو بلفظ خلاف اولی تعبیر کیا جاتا ہے بہ نسبت احری واولی کے کیونکہ اولی یہ ہے کہ سب مسلمان ایک امام پر جو کہ اقرء واعلم واورع ومراعی موضع خلاف ہے بقدر الامکن اتفاق کرین ولکن یہ امر متعسر بلکہ متعذر ہے بسبب ظہور بطلان کے اِس شان مین کیونکہ ابتو مناصب علیہ بغیر استحقاق فی القضیہ کے حاصل کرتے ہین تو نے دیکہا ہوگا کہ انمین سے کوئی شخص آگے بڑہکر دست چپ دست راست پر رکہتا ہے یا تو وہ مسئلہ

سے جاہل ہے یا اس حالت سے اوسکو غفلت ہے اور کبھی کوئی اَمرد صبیح الوجہ صاحب ملاحت اور
مثل اوسکے بغرض طلب نظیفہ محرمہ کے آگے جا کھڑا ہوتا ہے اور یہ قول رحمت اللہ کا کہ ان
الانفراد افضل من ھذہ الجماعۃ المکروھۃ تحقیق سے بہت دور ہے کس طرح
سنت موکدہ بلکہ واجب بلکہ فرض کفایۃ بلکہ فرض عین علی الاعیان ترک ہوسکتی ہے یہ تو
منجملہ شعائر اہل ایمان کے ہے اور تکرار جماعت کی اہل علم واتقان سے واقع ہوئی ہے اور
اسمین کونسا محذور اور محظور ہے کہ انفراد محرم کا جو کہ اقوی منکرات وشعائر اہل بدع ونفاق و
ارباب ضلالات سے ہے تکثر طاعات وتعدد جماعات سے افضل تر ٹھیرے خصوصًا جبکہ ہر طائفہ
اپنے امام مختار کا مقتدی ہو واللہ تعالی ولی دینہ وناصر سنۃ نبیہ صلعم انتہی
کلام القاری مین کہتا ہون یہ انتقاد ملا علی قاری کا رحمت اللہ سندی پر کما ینبغی نہین ہے
اور بدعت حسنہ کہنا اس تعدد مصلات حرم کے کا بالکل خلاف تحقیق ہے اول تو کوئی بدعت
حسنہ نہین ہوتی بلکہ بحکم کل بدعۃ ضلالۃ ہر بدعت گمراہی ہے گو بعض بدعت مکفرہ نہو
دوسرے احداث اس بدعت کا بعد ایک زمان دراز کے فوت اسلام سے ہوا ہے فرج بن
برقوق والی مصر نے چار مصلے ایجاد کیے اور چار امام ٹھیرائے اسکو فقط سات آٹھ سو برس کا
زمانہ ہوتا ہے ورنہ پہلے مسجد الحرام مین ایک ہی مصلی ایک ہی امام تھا اور جتنے علماء محققین
گزرے ہین سب نے ان تعدد مصلات کو موجب تفرق جماعات کا سمجھکر بدعت منکر کہا ہے
علماء یمن مین امام ربانی قاضی محمد بن علی شوکانی کہ اعلم علماء متاخرین تھے اسکے قائل
ہین اور ہندوستان مین شاہ عبد العزیز دہلوی نے تفسیر فتح العزیز مین ہر چہار مصلای حرم کو
بدعت ٹھیرایا ہے وکذا غیرھما اور یہ بدعت رافع سنت صحیحہ ہے زمانۂ نبوت سے
تا آخر خلافت خلفای عباسیہ کبھی چار مصلے مقرر نہین ہوئے اور اس تعدد مصلات سے

تعصب مذاہب غایۃ الغایہ اور نہایۃ النہایہ کو پہنچ گیا اور جمود تقلید پر اور تصمیم رای مجرد پر حد سے متجاوز
ہوگئی اور اب تو نوبت عصبیت رای وحمیت جاہلیت کی یہانتک پہنچی کہ اہل مذاہب اربعہ مین
ہر ایک مذہب الا دوسرے مذہب والے کو خارج ملت اسلام سے کہنے اور سمجھنے لگا اور حدیث
ابن مسعود کی کسی طرح دلیل تحسین بدعت پر نہین ہوسکتی ہے اسلئے کہ لفظ مومنین سے تمام اہل ملت
اسلام مراد ہین یا سلف صالح نہ آحاد امت و مردم عوام یا بعض افراد فقہا ر ہان یہ بات درست ہے
کہ اب اس زمانۂ آخر مین رفع اس بدعت کا ممکن نہین معلوم ہوتا اس صورت مین ترک کرنا جماعت
حاضرہ کا گو وہ جماعت کسی مذہب کی مذاہب ائمۂ اربعہ اہلسنت سے ہو نچاہیے بلکہ وقت حضور
مسجد الحرام کے جو امام قائم بنماز ہو اوسکے پیچھے اقتدا کرے بے شبہ نماز اوسکی صحیح ہوگی یہ جواز اقتدا
کا ویسا ہے جیسے کہ نماز پیچھے ہر بر و فاجر کے صحیح ہوجاتی ہے امام کا اعتقاد فرعی کسی مسئلۂ
فرعیہ مین برخلاف عقیدۂ مقتدی کے نماز مقتدی مین کوئی فساد نہین لاسکتا ہے کہ انما الاعمال
بالنیات اور جو شخص تابع سنت صحیحہ ہے وہ ان نزاعات لاطائلہ اور نزعات لایعنی سے ہمیشہ
عافیت مین رہتا ہے اوسکو کوئی تکرار د انکار نماز پڑہنے سے پیچھے کسی حنفی شافعی مالکی حنبلی
کے نہین ہے ہان جو امام دلیل کی راہ سے نزدیک اس مقتدی تابع کے اصول عقائد مین مشرک
ہوگا کسی نوع شرک سے اوسکے پیچھے نہ اس مقتدی متبع کی نماز اور نہ کسی اور مقلد کی نماز صحیح ہوگی
حاصل کلام کا یہ ٹہیرا کہ مانع اقتدا و اجزا نماز کو خلاف اصول مذہب کا ہے نہ فروع مشرب کا
واللہ اعلم ف علی قاری کہتے ہین کہ یہ بات جانلو کہ اس مدت مین نماز بلا کراہت ہمراہ کسی
امام کے پائی نہین جاتی خواہ جماعت اہل موافقت کی ہو یا طائفہ مخالف کی لکن یہ نہین کہا جا سکتا
کہ انفراد اولی ہے اسلئے کہ یہ قول مؤدی طرف ترک شعائر اسلام کے ہوتا ہے
جسپر علمار اعلام کا اجماع ہے کہ یہ شعار فرض علی الانام ہے اس صورت مین مخلص

اختلاف سے اس جگہہ مین یون ہی ہوگا کہ ہر صاحب مذہب اپنے امام موافق کے ساتھہ جو کہ مراعات
شرائط مذہب فرائض وسنن وآداب کی کرتا ہے نماز پڑہے اسیہ قول کہ بر تقدیر تعدد جماعت کی
اقتدا بالاولی اَولیٰ ہے علی الاطلاق صحیح نہین ہے کیونکہ اگر دو امام حنفی فرض کرین اور ایک نماز
صبح کو غلس مین پڑہے اور دوسرا اسفار تک تاخیر کرے تو اقتدا امام ثانی کی اولی ہے کیونکہ
اسنے رعایت سنت کی کی کہ حضرت نے فرمایا ہے أسفروا بالفجر فانه اعظم للاجر
رواه الترمذی والنسائی وابن حبان اور یہ کچہہ منافی اس حدیث کی نہین ہے کہ
اول الوقت رضوان الله اسلئے کہ مراد اول سے وقت مختار ہے جمعا بین الاخبار
اس سے قول ہمارے بعض علماء حنفیہ کا مندفع ہوگیا جو کہ اسبات کے قائل ہین کہ جماعت
اولی اَولیٰ ہے اس تعلیل سے کہ اللہ نے انبیاء کی یہ مدح کی ہے کہ وہ طرف خیرات کے شتابی کرتے
ہین اور وقت ایک سیف قاطع ہے اور عمر پر اعتماد نہین ہے اور مومن کو چاہیے کہ ہر نفس کو اپنے
انفاس مین سے آخر عہد خود دنیا سے جانے اور عافیت وعدم حلول مانع کو درمیان ادا
اور ادار فرض خدا کے غنیمت سمجہے اور تاخیر مین آفات ہین سو یہ قائل اپنے مذہب کے روایت سے
غافل رہا اور جو درایت تاخیر بعض صلوات مین آئی ہے اس سے ذاہل ہوا جیسے حدیث
متقدم اور حدیث ابردوا بالظهر فان شدة الحر من فيح جهنم اخرجه جماعة من
المخرجين عن جماعة من الصحابة اور حدیث لولا ان اشق على امتي لاخرت
صلوة العشاء الى ثلث الليل رواه جماعة حالانکہ حدیث مین یہ بہی آیا ہے کہ
القاعد في المسجد ينتظر الصلوة كالقانت رواه ابن المبارك حاصل یہ ہے
کہ ائمہ حنفیہ نے تاخیر نماز کی نماز شافعیہ سے انہین احادیث کی راہ سے اختیار کی ہے اسیطرح
نماز عصر مین کیونکہ اس تاخیر مین خروج ہے خلاف سے تعیین وقت مین بخلاف نماز مغرب

کہ افضل اوقات نماز مغرب اوّل وقت ہے اجماعاً بلکہ اس نماز کا وقت مذہب مالک مین تنگ
ہے اور قول شافعی کا بھی اسیطرح پر ہے واسطے اکابر بالکلیہ نماز مغرب مین اقتدا حنفیہ کی کرتے مین
اور شافعیہ اپنے تعصب سے اس جگہہ مراعات افضلیت وقت کی نہین رکہتے اور خلاف سے
خارج ہونا چاہتے ہین حالانکہ بالاجماع مستحب ہے سو بعض حنفیہ سے بڑا تعجب ہے کہ اونہون نے
علی الاطلاق یہ کہدیا کہ جماعت اُولی اَولی ہے بدلیل حدیث اذا اقیمت الصلوٰۃ فلا
صلوٰۃ الا المکتوبۃ رواہ مسلم والاربعۃ عن ابی ھریرۃ اور یہ نجانا کہ یہ حدیث
محمول ہے نفی کمال پر نہ نفی صحت پر اور محل اس حکم کا وہان ہے کہ خوف فوت جماعت کا
بالکلیہ ہو جسطرح کہ ہدایہ مین تصریح کی ہے کہ اگر سنت فجر کا پڑہنا ممکن ہو اور رکعت ثانیہ پا سکتا
ہو بلکہ تشہد تو پہلے سنت فجر پڑہے پہر اقتدا کرے بالجملہ حاصل کلام کا جسطرح کہ ابن اہمام نے
کہا ہے یہ ہے کہ جب جمع مین الفضیلتین ممکن ہو تو ارتکاب ارجح کا کرے سو فضیلت
فرض کی ساتہہ جماعت کے افضل ہے فضیلت دو رکعت سنت فجر سے اسلئے کہ جماعت
فرض منفرد پر ۲۷ چند فاضل تر ہے اور دو رکعت فجر کی ایک چند کو بہی نہین پہنچتین کیونکہ
جماعت اضعاف فرض ہے اور جو وعید ترک جماعت پر آئی ہے وہ دو رکعت فجر سے لازم تر
ہے انتہی اور مخفی نہین ہے کہ جب اقامت نماز کی ہوگئی اور وہ وجہ سنت پر نہین ہے
بلکہ وجہ کراہت پر ہے اور یہ شخص اقامت نماز پر بروجہ فضیلت قادر ہے تو تاخیر کرنا اسکا
نماز کو مکروہ نہین ہے بسبب ادراک وجہ اکمل ترکے فتاملؔ روایت تجنیس بہی اسیکو موید ہے کہ
اگر ایک مسجد مین بعض لوگ آئے اور اذان کہکر چکے سے نماز پڑہ گئے پہر باقی لوگ آئے تو اونکو
پہنچتا ہے کہ نماز جماعت سے پڑہین اسلئے کہ اگلی نماز بروجہ سنت قائم نہین ہوئی تہی اظہار
اذان سے تو اب حق باقی لوگون کا باطل نہین ہوا انتہی اور خلاصہ مین جو یہ کہا ہے کہ تطوع

مسجد مین مکروہ ہے جبکہ لوگ نماز فرض مین ہون سو یہ محمول ہے اوس صورت پر کہ جماعت
غیر متعدد ہو کیونکہ اسمین اعراض ہے جماعت سے اور ایک شبہ ہے مشابہ اہل بدعت کے بلکہ اولی
حق مین اوسکے بعد اقامت صبح کے یہ ہے کہ تطوع اپنے گہر آکر یا مسجد کے دروازے پر یا اوآخر
مسجد مین پیچہے ستون کے پڑہے اسطرح کہ کوئی اوسپر مطلع نہو کیونکہ بعید ہے واسطے اوسکے تہمت سے
اور جبکہ ائمہ متعدد ہون اور مذاہب مختلف تو اوس وقت یہ توہم نہین ہوسکتا ہے بلکہ برابر ہے
کہ وقت اقامت مخالف کے نماز پڑہے یا انتظار مین اقامت موافق کے بیٹہا رہے الی آخر الموفق
انتہی کلام القاری رحمہ مین کہتا ہون جو تقریر ملا علی قاری رحمہ نے اس مقام پر بحوالہ بعض احادیث
لکہی ہے اون احادیث کو مدعا پر دلالت واضح نہین ہے اقتدار امام مسفر بالصبح کو مطابق سنت
کے ٹہیرایا ہے حالانکہ حدیث اسفار کی سنن مین ہے اور احادیث غلس کی صحاح مین ہین
غایت یہ ہے کہ غلس اکثر تہا اور اسفار اقل تو پہر کوئی وجہ ترجیح اسفار کی غلس پر نہین ہے
اسی طرح جو ادلہ بقیہ صلوات ظہر و عصر مین ذکر کئے ہین اونکے مقابلہ مین احادیث صحاح موجود
ہین جو کہ ادل اوقات صلوات پر نص صریح ہین ان ادلہ کا معلوم کرنا ہو تو کتاب نیل الاوطار
و کتاب مسک الختام موجود ہے اسی طرح مسئلہ جواز تطوع کا باوجود اقامت مکتوبہ کے بالکل
خلاف حدیث صحیح ہے اور حمل کرنا نص کا کمال پر نہ صحت پر ترجیح بلا مرجح ہے اسکی بحث کتب
فقہ سنت مین مفصلاً موجود ہے اور حمل اہل مکہ اس بارہ مین ہرگز حجت نہین ہوسکتا ہے تعامل
بلد یا بلاد کوئی حجت شرعی نہین ہوتی ہے اور کلام فقہا کا اس مسئلہ مین مبنی رای و قیاس مجرد
پر ہے اسی جگہہ سے فقہاء حنفیہ پر اطلاق اہل الرای کا اکثر کتب اسلام مین موجود ہے ہمین کچہہ
زیادہ بحث کرنا اور رد کرنا اس مقام مین مقصود نہین ہے اور اسی لئے ہمنے تنقیح مسئلہ کا حوالہ کتب
فقہ سنت پر کیا ہے اور یہ کتب بحمدہ تعالی اس زمانہ مین سہل الحصول ہین ف بعض علماء حنفیہ

نے نہایت غریب بات کہی ہے کہ بعض ائمہ ہمارے کہتے ہین کہ اگر ایک شخص نے نماز فرض پڑہنا
شروع کیا اور جماعت قائم ہوئی تو وہ اپنی نماز توڑ کر داخل جماعت ہوجائے اسی طرح اگر دوسری
رکعت کے لئے کہڑا ہوگیا ہے اور ابہی اوس رکعت کو مقید بسجدہ نہین کیا ہے تو بہی نماز کو قطع
کردے کیونکہ حضرت نے فرمایا ہے اذا اتی احدکم الصلوٰۃ والامام علی حال فلیصنع
کما یصنع الامام رواہ مسلم والترمذی عن علی ومعاذ رضی اللہ عنہما
انتہیٰ حالانکہ یہ بات مخفی نہین ہے کہ اس حدیث کو کچھہ دخل اس مسئلہ مین نہین ہے اسلئے کہ
اس حدیث کے یہ معنی نہین ہین کہ جسنے تنہا فرض پڑہنا شروع کیا تہا اور جماعت قائم ہوگئی
تو اوسکو درست ہے کہ نماز قطع کرکے داخل جماعت ہوجائے بلکہ اسکے یہ معنی ہین کہ مسبوق جو
بعد اقامت جماعت کے آیا ہے وہ شامل جماعت ہوجائے صاحب ہدایہ کہتے ہین کہ یہ قطع واسطے
اکمال کے ہے گویا ایسی بات ہے کہ کسینے ایک مسجد ویران کو ڈہا دیا تاکہ دوسری مسجد جدید بنائے
ورنہ اللہ تعالیٰ نے کہا ہے لا تبطلوا اعمالکم اور اسی جگہہ سے علماء حنفیہ کہتے ہین کہ نفل
شروع کرنیسے لازم ہوجاتا ہے توجب حکم فرض کا یہ ٹہیرا تو نفل بالاولیٰ قطع کرنا چاہئے لیکن
اسکا محل وہان ہے کہ خوف فوت جماعت کا ہو بالکلیہ ابن ہمام نے کہا ہے جواب اس مسئلہ
کا مقید ہے ساتہہ اس امر کے کہ مسجد متحد ہو اور اگر ایک شخص اپنے گہر مین مثلاً نماز پڑہ رہا ہے
اور اقامت نماز ہوئی یا مسجد مین ہے اور اقامت ہوئی دوسری مسجد مین تو وہ مطلقاً نماز کو
قطع نکرے ذکرہ المرغینانی **ف** خلاصہ کلام اس مقام مین یہ ہے کہ حضرت اور
کسی صحابی اور امام سے یہ نہین آیا ہے کہ اقتدا بالمخالف ناجائز یا مکروہ ہے بلکہ جو آیا ہے وہ
یہ ہے صلوا خلف کل بر و فاجر اور ظاہر اس حدیث کا مفید تعمیم ہے اور اختلاف مشائخ
اسطابق ظہور رائے کے اس مقام مین ہوا ہے اور اس تفرقۂ روایات کو بحسب اختلاف حالات

بحث اقتدا بالمخالف

جمع کرنا کچھ دور نہین ہے یا یون کہا جائے کہ جسنے ناجائز کہا ہے مراد اوسکی تنزیہ کراہت ہے اور جسنے
مکروہ کہا ہے مراد اوسکی کراہت تنزیہ ہے جسکو خلاف اولیٰ کہتے ہین یا محمول ہے اسپر کہ جب امام
مخالف سے ایسی چیز کا مشاہدہ کرے جس سے مقتدی کے اعتقاد مین فساد نماز آتا ہے تو اس صورت
مین وہ مذہب صحیح جسپر جمہور ہین یہ ہے کہ جواز و عدم جواز نماز مین رای مقتدی کا اعتبار ہے
حق مین اوسکے نفس کے نہ رای امام کا پھر اگر ایسے امام کے ساتھ نماز پڑہی ہے تو اوسکا اعادہ
کرلے کما صرح بہ العبد والشھید اور اگر امام سے ایسی چیز دیکھے کہ جو امام کے نزدیک
مفسد نماز ہے نہ نزدیک مقتدی کے جیسے مس زن و ذکر تو اکثر علما اسپر ہین کہ نماز جائز ہے اور
یہی اصح ہے اور مختار ہندوانی اور ایک جماعت کا یہ ہے کہ جائز نہین ہے پھر یہ سب اختلاف
دربارۂ فرائض ہے رہے نوافل سو امر نوافل کا اوسع تر ہے طرف سے روایت و درایت کے
اور ہمنے نہین دیکھا کہ کسینے تصریح منع یا کراہت کی کی ہو بلکہ متون صحیحہ مین عبارات معتبرہ
آئی ہین کہ اقتدا متنفل کے ساتھ مفترض کے جائز ہے اور نفل شامل ہے سنن موکدہ اور مستحبہ
کو ہمنے اپنے شیخ بدرالدین شہناوی حنفی مفتی حرم مکی کو سنا ہے کہ وہ کہتے تھے کہ اقتدا النفل
ہرگز مکروہ نہین ہے ملا رحمت اللہ نے جو یہ کہا ہے کہ یہ اقتدا خالی فساد یا کراہت سے نہین ہے
سو یہ قول انکا نہ مطابق روایت ہے اور نہ موافق درایت **ف** علی قاری کہتے ہین مین اس
مسئلہ کی تفصیل حسن بیان کرتا ہون جو کہ حنفی کو ساتھ شافعی کے نماز پنجگانہ مین واحدۃً بعد
واحدۃً کرنا چاہیے سو نماز مین اولیٰ بحق حنفی وہی ہے جو حق مین اوسکے غیر کے اولیٰ ہے کہ
گھر مین پڑھ کر مسجد مین آوے اور طواف کرے اگر کر سکتا ہو ورنہ مسجد مین آکر سنت پڑھے
کہ یہ قایم مقام تحیت مسجد کے ہے اور صف نماز شافعیہ سے دور بیٹھے تاکہ اوپر قاطع فضیلت کا نہو
جسکو تعلق اتصال صف سے ہے اور ظاہر اطلاقات روایات کا یہ ہے کہ اقتدا کرنا ساتھ

شافعی کے سنت فجر مین جائز ہے لیکن ظاہر یہ ہے کہ خالی کراہت سے نہین ہے کیونکہ یہ سنت
اقوی سنن ہے بلکہ اسکو واجب کہا گیا ہے حسن نے ابو حنیفہؒ سے روایت کیا ہے کہ اگر بیٹھکر
بغیر عذر کے پڑھیگا تو جائز نہین ہے اور کہا ہے کہ اگر عالم مرجع فتوی ہو تو اوسکو ترک کرنا سائر سنن کا
واسطے حاجت مردم کے جائز ہے مگر سنت فجر اسلئے کہ یہ اقوی سنن ہے یعنی قریب وجوب کے ہے
اور وہ جو بعض لوگ مدعیان فضیلت و فتنہ مین سے یہ کام کرتے ہین کہ اولًا اقتدا فرض مین ساتھ
شافعی کے کرتے ہین پھر اعادہ اوسکا ساتھ حنفی کے کرتے ہین اور اونکے گمان مین یہ فعل اولی اور یہ مقام اعلی ہے
سو یہ اونکا وہم و غفلت ہے روایت و درایت سے اوسکی کوئی نماز ان دو نمازون مین سے خالی از کراہت نہین
ہوتی پہلی نماز اسلئے کہ امام اوسکا مخالف اور غیر مراعی ہے اور معتاد تارک اسفار ہے جسکی
فضیلت ثابت ہو چکی ہے اور دوسری نماز اسلئے کہ وہ یا تو اعادہ فرض کا ہے یا بطور نفل کے
ہے اور یہ دونون نزدیک حنفیہ کے مکروہ ہین اول کی دلیل حدیث سلیمان بن یسار ہے
کہ مین پاس ابن عمر کے بلاط پر گیا اور وہ نماز پڑھ رہے تھے مینے کہا تم ان لوگون کے ساتھ
نماز نہین پڑھتے کہا مین پڑھ چکا ہون مینے حضرت کو سُنا فرماتے تھے لاتصلوا صلاۃ
فی یوم مرتین رواہ ابو داؤد والنسائی اور مالک نے موطا مین روایت کیا ہے کہ
نافع نے کہا ایک شخص نے ابن عمر سے پوچھا کہ مین گھر مین نماز پڑھتا ہون پھر نماز کو امام کے ساتھ
پا لون تو کیا اوسکے ساتھ پھر پڑھ لون کہا ہان یہ دلیل ہے اسبات پر کہ مراد روایت سلیمان بن
یسار سے پڑھنا نماز کا بطور فرض کے ہے اور جبکہ ہمراہ جماعت کے پڑھ لی ہے تو اب اعادہ نکرے
انتہی اور کچھہ دور نہین ہے کہ اگر مراد نفی سے اعادۂ صلوٰۃ ہو جبکہ وقت مکروہ ہو جیسے نماز صبح
و عصر اور مراد جواز ہو جبکہ وقت غیر مکروہ ہو جیسے ظہر و عشا روایت ابراہیم نخعی اسی کی مؤید ہے عمر
رضی اللہ عنہ نے کہا ہے کہ بعد نماز کے اوس جیسی نماز نہ پڑھے ابن مسعودؓ نے کہا ہے

لا یصلی علی اثر صلوٰۃ مثلہا ابن ہمام نے کہا اسمین نفی ہے قول شافعیہ کی کہ وہ اعادہ
کو مطلقاً مباح کہتے ہین اگرچہ جماعت مین پڑہ چکا ہو یزید بن اسود نے کہا ہے مین حجۃ الوداع
مین ہمراہ حضرت کے حاضر تہا آپ کے ساتہہ نماز صبح کی مسجد خیف مین پڑہی جب حضرت نماز پڑہ چکے
دو آدمی دیکہے کہ آخر قوم مین تہے اونہون نے حضرت کے ساتہہ نماز نہین پڑہی حضرت نے فرمایا انکو
بلاؤ میں اون دونون کو بلا لایا اونکے شانے کانپتے تہے فرمایا تمنے ہمارے ساتہہ نماز کیون نہین
پڑہی کہا ای رسول خدا ہم اپنے رحال مین پڑہ چکے تہے فرمایا تم ایسا نہ کیا کرو جب اپنی رحال
یعنی منازل مین نماز پڑہ چکے ہو پہر تم مسجد جماعت مین آؤ تو ہمراہ اونکے نماز پڑہو فانہا
لکما نافلۃ رواہ الترمذی والنسائی وابوداؤد وقال الترمذی حسن صحیح
ابن ہمام نے کہا مگر نہی نفل سے بعد فرض صبح کے اور عدم مشروعیت نفل کے ساتہہ وتر کی
اور مخالفت امام کی جو ایک رکعت کی زیادتی سے مغرب مین لازم آتی ہے اوسکا اطلاق ومورد
عارضی ہے پس ظہر وعشا مین معارض سے سالم رہے تو ان دو وقت مین اوسپر عمل کرنا
چاہیئے فقط اور دلیل نماز ثانی کی ادا کرنا غایۃ کا ہے اوقات مکروہہ مین اور یہ مشہور وغیر مخصوص
ہے رہا یہ قول بعض کا کہ ہم فرض ہمراہ شافعی کے پڑہتے ہین اور یہ نماز کراہت کے ساتہہ ادا ہوتی
ہے پہر ہم اوسکا اعادہ کر لیتے ہین یہ قول حقیقۃً بہت دور ہے اسلیئے کہ اونہون نے یون
کہا ہے کہ جو نماز بوجہ کراہت ادا کیجائے اوسکو غیر وجہ کراہت پر اعادہ کرے اور اعادہ کرنا
وقت کراہت کے اشد تر ہے ہر کراہت سے حالانکہ مراد اونکی یہ ہے کہ جس شخص سے وقوع کراہت
کا بغیر اختیار کے ہو جائے وہ واسطے جبر انکسار کے اعادہ کرے یہ معنی نہین ہین کہ عمداً کراہت
کو اختیار کرے پہر واسطے دفع ملال کے اوسکا اعادہ کرے کہ یہ تو ویسی بات ہوئی جیسے کوئی
اپنا بدن یا کپڑا نجاست مین بہر لے بعدہ اوسکے پاک کرنے مین مشغول ہو اور اقل مراتب

کراہت یہ ہے کہ ترک کرنا اوسکا فعل سے اولی تر ہے الحاصل شروع کرنا نماز مین ہمراہ احتمال فساد وکراہت کے بنہایت قبیح ہے کیونکہ اسمین عرض کرنا ہے عمل کا بطلان یا نقصان پر اسلئے اس زمانے مین اوس سے احتراز کرنا متعین ہے خصوصًا ارباب علم واصحاب شان کو رہی نماظہرسو اولی حق مین حنفی کے یہ ہے کہ سنت موکدہ کو تنہا جداگانہ پڑہے پہر شافعی کا نفلًا مقتدی بنے تاکہ عہدہ کراہت سے خارج ہوکر مدرک فضیلت جماعت ہوجائے حدیث اذا صلی احدکم فی رحلہ ثم ادرك الامام فلیصل فانہا لہ نافلۃ رواہ ابوداؤد والحاکم والبیہقی فی السنن عن یزید بن الاسود اسی طرف مشیر ہے اور اگر اسپر اقتصار کرے کہ پیچہے نماز فرض شافعی کے اقتدا سنت کی کرے تو یہ ایک وجہ وجیہ ہے اسی طرح یہ بھی مستحسن ہے کہ پیچہے شافعی کے اقتدا فرض کی کرے پہر پیچہے حنفی کے اقتدا نفل کی کرے رہی یہ بات کہ شافعی کے ساتہہ فرض پڑہ کر کنفی ہوجائے تو اسمین ہرگز کوئی فضیلت نہین ہے اگرچہ بعض علماء حنفیہ نے اسپر عمل کیا ہے اسلئے کہ اسوقت کے علماء کے افعال کا کچھہ اعتبار نہین ہے خصوصًا کہ اس صورت مین جمہور اہل علم برخلاف اوسکے ہین اور اگر کوئی اقتدا حنفی پر اکتفا کرے تو یہ کچھہ اوسکے حق مین مکروہ نہین ہے اور یہ حدیث محجن بن الادرع کے رفعًا کہ اذا جئت فصل مع الناس وان کنت قد صلیت رواہ مالك والشافعی والنسائی وابن حبان سوا اسکے یہ معنی ہین کہ امام کے ساتہہ نفل پڑہ اگرچہ تو نے فرض کو تنہا پڑہ لیا ہو یہ اسلئے ہے کہ مشابہ منافقین ومبتدعین کے نہ بنے ترک جماعت مین جسپر کہ مدار اہل سنت ہے اور روایت طبرانی مین محجن سے رفعًا آیا ہے کہ حضرت نے فرمایا مامنعك ان تصلی مع الناس الست برجل مسلم اذا جئت فصل مع الجماعۃ وان کنت قد صلیت یہ سب اوس جگہہ ہے کہ جہان ایک ہی جماعت ہوتی ہے اور اگر جماعات متعدد ہون اور پہلی و دوسری

جماعت کے ساتھہ نماز پڑھ چکا ہے تو پھر اوس سے ملامت مرفوع اور نہ بہت مدفوع ہے بالکل
اب باقی رہی نماز عصر سو اوس سے پہلے سنت پڑھنا مستحسن ہے بلکہ قریب نافلہ کے ہے اسمین
اقتدا شافعیہ کی کرلے پھر فرض حنفی کے ساتھہ پڑھے اور اسکا عکس اسجگہ متعذر ہے کیونکہ نزدیک
حنفیہ کے وقت کراہت کا آجاتا ہے اور وہ جو بعض علماء ہمارے اولاً فرض مین اقتدا شافعی
کی کرلیتے تھے سو محمول ہے جواز پر نہ یہ کہ افضل ہو جسطرح کہ بعض نے توہم کیا ہے اور بباعث
نے موافقت اونکی نہ کی بلکہ اونکے عمل کو مکروہ جانا اور اس عمل سے اونکے نقصان علم پر
استدلال کیا یا وقوع پر کسی ضرورت کے حق مین اونکے حمل کیا یا تبیین جواز پر واسطے غیر کے
اور مثل اسکے جس سے حسن ظن واجب ہو محجن کہتے مین مینے ظہر یا عصر اپنے گھر مین پڑھی پھر
حضرت کے پاس آیا اور بیٹھا اتنے مین اقامت نماز کی ہوئی حضرت نے نماز پڑھی اور مینے نہ پڑھی
پھر نماز پڑھکر مجھسے فرمایا الست بمسلم کیا تو مسلمان نہین ہے مین نے کہا ہان فرمایا فما بالک لم
تصل مینے عرض کیا انی صلیت فی رحلی فرمایا اذا اقیمت الصلوٰۃ فصل مع
الناس وان کنت قد صلیت رواہ عبدالرزاق سو محمول ہے اتقدم پر اور ظاہر
یہ ہے کہ شک طرف غیر کے ہے اور اگر خود محجن کا شک ہے اور نماز عصر ہی اونکے ثابت ہوئی
ہے تو جواب اسکا یہ ہے کہ شاید یہ بات قبل ورود نہی کے نوافل سے بعد عصر کے ہوگی رہی نماز
مغرب کی سو یہ بات متعین ہے کہ فرض نماز ہمراہ حنفی کے پڑھے اور اقتدا بالشافعی کرنے سے
بعد اوسکے مطلقاً ممتنع رہے اگر نیت فرض کی ہے تو بسبب کراہت اعادہ کے اور اگر نیت نفل
کی ہے تو قاضی خان نے شرح جامع مین تصریح کی ہے تحریم نفل کی ساتھہ تین رکعت کے نماز مغرب
مین اسی طرح تحریم مخالفت امام کی اگرچہ چوتھی رکعت کو ملائے اور جسنے یہ کہا کہ ہم مذہب شافعی
کے مقلد ہین اور ثانیاً اقتدا کرلیتے ہین کیونکہ اونکے نزدیک اعادہ مین کراہت نہین ہے اسمین

نے یہ نہ جانا کہ جب اونکی تقلید کی اور جمیع شرائط نماز شافعیہ کی رعایت نہ کی اور معتقد اونکے وجوب نوافض کا نہوا تو اسکی نماز ہی صحیح نہوئی تو یہ لوگ اسجگہ مثل مذبذبین بین ذلک لاالی ھؤلاء ولا الی ھؤلاء ہوئے لکن جب مسجد مین بعد فراغ امام حنفیہ کے داخل ہوا اور نماز شافعیہ کی اقامت ہووے تو اونکا مقتدی بنجائے تنہا نماز نہ پڑھے اسلئے کہ جس حنفی یا شافعی نے یہ کہا ہے کہ انفراد افضل ہے نماز سے پیچھے مخالف کے اوسکا قول ساقط الاعتبار ہے نزدیک جمیع علماء ابرار کے بلکہ معارض کتاب وسنت وآثار ہے رہی نماز عشا سو سنت ماقبل مستحب ہے اسمین اقتدا شافعی کی بنیت سنت یا نافلہ کی کرلے یا مطلق نیت تاکہ فضیلت جماعت کی پالے پہر نماز فرض ہمراہ حنفی کے پڑہے اس مقام مین حدیث معاذ سے استیناس ہوسکتا ہے کہ وہ پیچھے حضرت کے نماز پڑہتے تہے پہر اپنی قوم کی امامت کرتے تہے اس کو علماء حنفیہ نے جیسے زیلعی شارح کنز وغیرہ نے حمل کیا ہے اس بات پر کہ وہ نماز اونکی ہمراہ حضرت کے نافلہ تہی اور ہمراہ قوم کے فریضہ وہ اسطرح پر فضیلت نماز کو خلف النبی صلعم اور فضیلت جماعت کو ہمراہ قوم کے جمع کرتے تہے پس مراد اس قول آنحضرت سے کہ اذا اقیمت الصلوۃ فلا صلوۃ الا المکتوبۃ نہی ہے انفراد وفوت فضیلت جماعت سے اور یہ تاویل اس حدیث کی کہ نماز معاذ کو پیچھے حضرت کے حنفیہ نے نافلہ پر حمل کیا ہے اولیٰ تر ہے تاویل غیر سے جو یہ کہتے ہین کہ معاذ ہمراہ حضرت کے نماز فرض پڑہتے تہے اور ہمراہ قوم کے نماز نفل ادا کرتے اور اس تاویل ثانی کی بنیاد پر استدلال کیا ہے اس حدیث سے کہ اقتداء مفترض کی ساتھہ متنفل کے جائز ہے حالانکہ ہمراہ احتمال کے استدلال صحیح نہین ہوتا ہے پہر حمل کرنا فعل صحابی کا متفق علیہ پر اولیٰ ہے حمل کرنے سے مختلف فیہ پر انتہی تقریر القادری رح مین کہتا ہون یہ ساری تقریر یکار ہے حاصل اسکا یہی ہوتا ہے کہ حنفی پیچھے شافعی کے نماز پنجگانہ فرض مین اقتدا

نکرے سو یہ بات کسی دلیل صاف وصحیح سے ثابت نہین ہوتی ہے مگر آثار رجال سے اور راجح یہی ہے کہ معاذ نماز فرض کی پیچھے حضرت کے پڑھتے تھے اور اپنی قوم کو نفلاً امامت کرتے تھے اور جو جوابات علی قاری نے قول مخالف کے دئے ہین اور اخبار کی تاویل کی ہے اوسکا جواب کتب فقہ سنت مین بحوالہ احادیث صحیحہ موجود ہے جیسے نیل ومسک الختام وغیرہ اس جگہ اگر ہر فصل پر بحث کیجائیگی تو احزار کے اجزا مستغرق ہوجائینگے اسلئے حوالہ پر اکتفا کیا گیا

ف اسکے بعد ملا علی قاریؒ نے کہا ہے کہ خلاصہ رسالہ وزبدۂ مقالہ یہ ہے کہ اقتدا ساتھہ شافعی کے جبکہ اوس سے کوئی عمل منافی نماز کے بغیر کراہت کے یقیناً معلوم نہو تو بالاجماع جائز ہے اور افضل یہی ہے کہ اقتدا ساتھہ موافق کے کرے خواہ متاخر ہو یا متقدم اسی کو عامہ مسلمین نے مستحسن کہا ہے اور جمہور مومنین نے اوسپر عمل کیا ہے حرمین وقدس ومصر وشام وغیرہ مین اور انہین جو کوئی شاذ ومنفرد ہوا ہے اوسکا اعتبار نہین اسلئے حضرت نے حدیث ابن عمر مین فرمایا ہے ان اللہ لایجمع امتی علی ضلالۃ ویداللہ علی الجماعۃ ومن شذ شذ الی النار رواہ الترمذی سو اختلاف علما وامت کا رحمت ہے نہ جہالت بخلاف امم سالفہ کہ اونکا اختلاف ضلالت پر تہا اور معنی اس آیت کے ولا یزالون مختلفین یہ ہین کہ مراد وہ اختلاف ہے جو کہ موجب نقمت ہو الا من رحم ربک یعنی من ھذہ الامۃ کیونکہ اس امت کا اختلاف رحمت ہے اور اوسپر مزید نعمت مترتب ہے کہ کوئی شخص اس امت کا ارادہ نماز کا اول وقت مین کرتا ہے اور کوئی ارادہ اوسکا افضل ساعات مین رکہتا ہے اور کوئی حاضر ہوتا ہے تو وہ امام اول کے ساتھہ نماز پڑہ لیتا ہے اور کوئی غائب ہوتا ہے وہ دوسرے امام کی اقتدا کرتا ہے اسطرح پر ہر ایک ثواب جماعت کا پالیتا ہے پہر کبھی اقتدا امام متقدم کو راجح جانکر تقدیم کرتا ہے اور کبھی اقتدا امام متاخر کو اولی سمجہکر تاخیر کرتا ہے غرضکہ ہر ایک مثاب ہے اپنے قصد پر فقد بدع کرۃ المتعصب

جواز اقتدا بالشافعی

و تلك التادب فان الائمة المجتهدين كلهم على سبق قدم فى الدين وائمهم
عمدة اهل السنة والجماعة والكل مستمسكون بالكتاب والسنة
والصواب والخطا منهم فى حقهم غير مقطوع بالنسبة الى احدهم فرضى الله
عنهم وعن اتباعهم واشياعهم الى يوم الدين انتهى الرسالة مین کہتا ہون یہ بات
بی شبہ مسلم الثبوت ہے کہ ائمہ اربعہ مجتہدین اور اونکے اقران و امثال سباق غایات دین وحذاق
مراتب شرع مبین تہے اور سب کا قصد یہی تمسک کرنا تہا ساتہہ کتاب و سنت کے لکن معنا البشر ہتے
اور مجتہد مخطی و مصیب ہوتا ہے اور اللہ نے انبیاء علیہم السلام مین بعض کو بعض پر فضیلت دی
ہے پہر علماء امت و مجتہدین ملت و آحاد اہل اسلام کا کیا ذکر ہے پہر ان مجتہدین مین کوئی اعلم بحدیث
تہا اور کوئی قلیل العلم بالحدیث اور کوئی مفضول تہا اور کوئی فاضل اور ہر ایک مجتہد سے اونکے
اجتہاد مین خطا ہوگئی ہے یا اونے کسی جانب ضعیف کو اختیار کیا ہے یہ بات کتب فقہ مذاہب
اربعہ وغیرہم سے بخوبی وقت عرض فروع کے اصول پر ثابت ہے اور یہ بات متفق علیہ اہل علم
ہے کہ سوا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے کوئی واجب الاتباع مفترض الطاعۃ نہین ہے اس بناء
پر اولی و افضل حق مین ہر مسلمان کے یہی ہے کہ ہر مسئلہ مین خواہ تعلق اوسکا عقائد سے ہو یا
عبادات سے یا معاملات سے اتباع سنت کو مقدم رکہے یہ تفریعات فتاوی فقہ جسکی بنیاد رای محض
وقیاس مجرد پر ہے کچہہ حیز نہین ہین معہذا باہم انکے باوجود اتحاد مذہب کے ایسا اختلاف کثیر
ہے جسکا حصر نہین ہوسکتا یہی تقریر ملا علی قاری کی دلیل ہے کثرت اختلاف و تعصب
پر مسئلہ واحدہ مین ایک مذہب والون کے اندر پہر اہل مذاہب کا کیا ذکر ہے ان مسائل
مین اگر ملا صاحب تجرید نظر طرف اصول مسائل کے کرتے تو اتنا کہکر اونکو خاموش ہوجانا مناسب
تہا کہ بلا تخصیص حرم شریف مکے کے ہر مسلمان ہر شہر مین ہر وقت کی نماز ہمراہ جماعت کے پیچہے

امام حاضر ہر مذہب کے مذاہب اہلسنت مین سے حنفین مقلدین ائمۂ اربعہ اور ظاہریہ اور سارے
اہل حدیث داخل ہین بلا کراہت پڑہ سکتا ہے گو وہ امام اپنے مذہب کے موافق نیت کرے
اور اس مقتدی کی نیت اپنے طریقہ پر ہو اور پہر اعادہ اوس نماز کا اپنے گہر یا کسی مسجد دیگر یا
اوسی مسجد مین کچہہ ضرور نہین ہے یہ بات ہمنے اسجگہ اسلئے کہی ہے کہ رفع اختلاف اس امت سے
ناممکن الحصول ہو گیا ہے بلکہ بیان اختلاف کا ذکر کرنا فضول ہے کاش باوجود اس اختلاف
کے تعصب نہوتا تو بہی غنیمت تہا لکن اب یہ اختلاف فروع منجر بتکفیر یکدیگر ہوتا ہے اور غربت
و جہالت نے ہر طرف سے محاصرہ حصن اسلام کا کر لیا ہے نہ علماء ربانی اللہ باقی رہے اور نہ اہل اللہ اب
تو وہ لوگ رہ گئے ہین جنکا علم بہی خلاف و جدل ہے اور مفاخرت و مباہات کرنا اہل عصر پر
سو وہ بہی براہ ناصواب طریقۂ انصاف اور تفقہ و تدین فی الحال عبارت اس سے ہی کہ ہر کسا کو
اگرچہ کم علم ہو بلکہ کسی طرحکی بہی بصر و بصیرت نرکہتا ہو اور مقلد بحت ہو وہ محقق پر رد لکہے
اگرچہ ایسا مناظرہ بسبب عدم مساوات منزلت ذیلقین کے سرے ہی سے صحیح نہین ہے کیونکہ
کلام مقلد کا محقق پر حجت نہین ہو سکتا ہے بخلاف کلام محقق کے کہ وہ ہر مقلد پر حجت ہے اسلئے
کہ استدلال محقق کا روایت سے ہوتا ہے نہ رای بحت سے اور روایت حدیث اور درایت کتاب ہر مسلم
پر حجت اور واجب القبول ہے اور رد کرنا اوسکا بعد ظہور حجت کے خوف کفر کا دلاتا ہے بحسب اقوال
اقوال و احوال ردآد ملا علی قاری نے باوجود جمود و تقلید مذہب حنفی کے بہت جگہہ کام تحقیقات
سے بہی لیا ہے اللہ اونپر رحمت کرے لکن اس رسالہ مین بالکل حنفی جامد ہو گئے اور نماز سی
چیز کے بیان مین وہ عبارات فقہ نقل کئے ہین جو کہ آراء مجردۂ رجال ہین اور جنکو محل استدلال
و ترجیح مین کچہہ دخل نہ تہا سو یہی حال ہر مقلد مذہب کا بابت اپنے طریقہ کے ہوتا ہے کہ تعصب
مذہب اوسکو از اتباع محض سنت مطہرہ سے ضرور ہی رد کر دیتا ہے اور اگر وہ کسی جگہہ عمل

بالسنت کا فاعل یا قائل یا مائل ہوتا ہے تو وہ بھی تبعیت مذہب کا اوسکے امام نے اوس فعل کو
سنت کہا ہے یا اوسکے فقہار مذہب نے مسنون بتایا ہے اسلئے وہ بھی مان گیا نہ اسلئے کہ مذہب سے
قطع نظر کرکے بوجہ ورود حدیث صحیح یا حسن اوسکو قبول کیا ہے سو ایسی صورت مین وہ باوجود
عمل کے متبع سنت نہین ٹھہرتا ہی اور نہ مستحق اجر عمل بالسنہ کا ہوتا ہے اگر اوسی کام کو یہ سمجھ کر
کہ ارشاد عالیجناب سید المرسلین خاتم النبیین ہے بجالاتا تو کیسا کچھہ رتبہ واجر و ثواب کا مستحق
ہوتا خصوصًا اس زمان مین کہ ہر طرف امت مین فساد برپا ہے ایک سنت پر عمل کرنے سے سو شہید
کا اجر ملتا ہے لکن خاص وعام اس عصر کے کچھہ قدر اس نعمت عظمی کی نہین پہچانتے ہو صفت
عدم اختلاف اقوال ومسائل کا اسی طریقۂ اتباع سنت ہین منحصر ہے لاغیر مذاہب اہل حدیث کو
دیکھو ماشاء اللہ کہین ہزاروان حصہ اس اختلاف فقہار کا اونکے کلام مین نہین ہے کتب فقہ
سنت کو کتب فتاوای فقہ رائی سے ملاؤ زمین آسمان کا تفاوت ہوگا قرآن تمام جہان
مین ایک ہے اور کتب احادیث صحیحہ معدود ہین انہین پر دار مدار اسلام وصحت ایمان کا ہے
بخلاف کتب فروع کہ اونکا شمار حصر حاصر سے باہر ہے یہ بات کچھہ بنسبت مجموع کتب مذاہب
اربعہ کے نہین کہی گئی ہے بلکہ ہر چہار مذاہب مین سے جس مذہب کو دیکھوگے ہزارہا کتب پاؤگے
پھر ہر کتاب کے مسائل دوسری کتاب سے بعض بلکہ اکثر جگہہ مخالف ہونگے روایات واقوال
کا اختلاف موجود ہوگا پھر ایسے فقہار جو اوس اختلاف مین تنقیح کرسکین ایک مشت بھر بھی
نہین ملینگے اور جو لوگ فی الجملہ ترجیح وتنقید کیا کرتے ہین اونمین بھی یہ بات موجود ہے کہ بعض
بوجہ قلت علم کے قول ضعیف کے طرفدار ہوکر اوسکو راجح بنانا چاہتے ہین اور بعض دیدہ و
دانستہ فرع کو اصل صحیح پر تقدیم دیتے ہین عیاذًا باللہ من ہذا الاجترا غرضکہ
یہ سارے زلازل وقلاقل اسی عرصات آرار رجال مین ہو چکے ہین اور ہوتے رہتے ہین

اور تا قیامت ہوا کرینگے ولذلک خلقہم فقط ایک گروہ اہل حدیث کا ایسا ہے کہ باہم ایک نہ
پکھہ زیادہ خلاف ہے اور نہ مخالفت اور اگر ظاہر حال مین فی الحال کسی جگہہ باہم اختلاف معلوم
ہوتا ہے تو وہ اس جہت سے ہے کہ علماء حدیث کو کلام محققین اہل حدیث پر عبور بہت کم ہے اور جاہل
لوگ باوجود قلت درایت کے اوسمین دخل دینے لگے ہین اور آپ کو مولوی و مشائخ سمجھتے
ہین واللہ الہادی +

مسئلہ نماز جنازہ در مسجد نماز جنازہ مسجد الحرام مین بغیر کراہت تخصیص اس مقام کے
جائز ہے نہ مکروہ بلکہ اَوْلی یہی ہے کہ مسجد الحرام ہی مین نماز جنازہ کی پڑہے اسلئے کہ کوئی دلیل
منافی اس جواز کی نہین ہے بلکہ خود دلیل اس جواز کو معاضد و مقوّی ہے کیونکہ اللہ تعالی
نے اس مسجد کو اوّل عبادت خانہ مردم بنایا ہے اور ابراہیم خلیل و اسمعیل جلیل علیہما السلام
کو حکم دیا ہے کہ وہ اللہ کے اس بیت شریف کو مطہر کرین پھر اس گہر کو اپنی طرف اضافت
کیا اور واسطے طائفین و عاکفین و راکعین و ساجدین کے مقرر فرمایا اور ایک آیت مین والقائمین
والرکع السجود آیا ہے اور اس جمع عبادات مین اسبات کا اشعار ہے کہ یہ مسجد واسطے جمیع
مراتب شہود کے وضع کی گئی ہے ایک دلیل اسپر یہ بھی ہے کہ حضرت کے زمانہ مبارک سے اِس
ہمارے زمانہ تک سب لوگ صحابہ کرام و تابعین عظام و سائر علماء اعلام سے نماز جنائز کی اِس
مقام مین پڑہا کئے اور یہ بات منقول نہین ہے کہ وہان خاص کوئی مسجد واسطے اس کام کے
بنائی گئی تھی اور ابن مسعود سے وقفًا و رفعًا ثابت کیا ہے کہ ما رأہ المومنون حسنا
فھو عند اللہ حسن اور روایت طویل ابن عساکر مین آیا ہے کہ جب آدم علیہ السلام کا انتقال
ہوا تو اونکو غسل و کفن و حنوط کر کے کعبہ مین لائے یہان جبریل علیہ السلام نے اونپر نماز جنازہ
کی پڑہی اور چار تکبیرین کہین اور متصل قبلہ کے نزدیک قبور کے جنازہ رکھا پھر مسجد خیف مین

دفن کیا کذا فی الدر المنثور للسیوطی یہ حس الی الکعبہ محتمل ہے کہ داخل کعبہ تھا یا خارج کعبہ
لکن متصل قبلہ کے رکھنا اسی پر دلالت کرتا ہے کہ خارج کعبہ تھا اور قبور سے مراد وہ قبور ہین جو
بعد آدم کے حادث ہوئے جیسے قبور انبیاء علیہم السلام اواخر حطیم مین درمیان حجر اسود و مقام
و زمزم کے اس سے یہہ مستفاد ہوا کہ نماز جنازہ کی پاس باب کعبہ کے سامنے قبور کے پڑہی
گئی اہل حرم محترم اسی پر ہین اور چونکہ یہ مسجد معظم و مشہد مکرم قبلہ تمام اہل عالم ہے اسلئے مناسب
بھی یہی ہے کہ واسطے جمیع عبادات بنی آدم کے موضوع ہو کیا نماز جماعت اور کیا جمعہ و عیدین
و خسوف و کسوف و استسقاء و جنازہ وغیرہا جسطرح کہ کریمۂ انما یعمر مساجد اللہ
بصیغۂ جمع اس طرف مشیر ہے کیونکہ مراد مساجد سے اسجگہ مسجد الحرام ہے جسکو اللہ نے سائر
احکام مین واسطے لوگون کے یکسان رکہا ہے اور یہ کچہہ منافی اوس نکتہ جمع کی نہین ہے
کہ یہ مسجد قبلۂ مساجد ہی اور ہر جہت اسکی ایک مسجد ہے یا ہر جز اسکا ایک مشہد ہے یا یہ اکبر مساجد
ہے وضعًا و شرعًا لہذا صیغہ جمع کا بولا ہے تعظیمًا و شرفًا رہی مسجد مدینہ سکینہ سو اسمین شک نہین
ہے کہ وہ اصل مین موضوع ہے واسطے جمعہ و جماعت کے نہ کسی اور کام کے لئے اس دلیل سے کہ حضرت
نماز عید کی مصلے مین پڑہتے تہے اور نماز جنازہ کی محل موضوع للجنائز مین پڑہتے تہے مگر نادرًا
اور یہ کسی عذر سے پڑہنا تہا یا واسطے بیان جواز کے پس دلیل ہے اسبات پر کہ نماز جنازہ غیر مسجد
مدینہ مین و دیگر مساجد مین افضل ہے علی قاری کہتے ہین یہ مسئلہ ہمارے ائمہ حنفیہ کے نزدیک
ہے برخلاف علماء شافعیہ کہ اونہون نے عکس القضیہ کیا ہے ہم یہ بات نہین کہتے کہ اتساع
مسجد سبب جواز کا ہے تاکہ ہم پر مسجد اقصیٰ و نحوہ کا ایراد آئے حالانکہ ہم دیکہتے ہین کہ اوسمین
نمازین عیدین و جنازہ وغیرہا کی پڑہی جاتی ہین اور یہ دونون مسجدین منجملہ بناء آلہی کے ہین
جسطرح کہ صحیحین مین آیا ہے اس صورت مین قول بعض متفقہین کا کہ یہ بات کہان سے ثابت

ہے کہ مسجد الحرام واسطے جمیع صلوات کے بنائی گئی ہے بے معنی ہے کیونکہ اصل شرعی میں
اطلاق ہے یہانتک کہ کوئی دلیل خصوصیت کی ثابت ہو ہان کلانی ہر دو مسجد کی بعد حضرت
کے حادث ہوئی ہے اور کا علت ہونا اس مقام مین صحیح نہین ہے اور تحقیق مسجد مدینہ مین بھی
یہی ہے کہ وہ بھی واسطے سب نمازون کے بنائی گئی ہے ولہذا احیاناً اوسمین پڑہنا نماز جنازہ
کا ثابت ہے اسی طرح عمر رضی اللہ عنہ نے اوسمین نماز عید کی عذر بارش سے پڑہی تہی اور اگر نکلنا
حضرت کا اکثر اوقات مین واسطے جنازہ و عیدین کے ثابت ہو تا تو ہم یہی کہتے کہ ادا کرنا ان دونون
نمازون کا مسجد شریف مین افضل ہے حاصل یہ ہے کہ وسعت کا اعتبار نہین ہے جسطرح
بعض شافعیہ نے کہا ہے اسلئے کہ جب مسجد اہل جمعہ کو جو کہ نماز فرض ہے اور لوگ بھی اوسمین
زیادہ ہوتے ہین گنجایش کرتی ہے تو نماز جنازہ کے لئے بالاولی گنجایش کریگی تو اب واسطے
نکلنے کے مسجد سے سوای اس علت کے ایک اور علت چاہئے بعض اشخاص متفقہ نے اطلاقات
عبارات اصحاب سے تعلق کیا ہے سو یہ نہایت غریب ہے کیونکہ یہ شان اہل تقلید کی ہے نہ
اہل تحقیق و تائید کی سوئید اس مذہب حنفیہ کی یہ حدیث صحیح مسلم ہے کہ جب سعد بن ابی وقاص
کا انتقال ہوا تو عائشہ نے کہا اونکو مسجد مین لاؤ کہ مین و نپر نماز پڑہون لوگون نے اسبات پر اونکا
کیا عائشہ نے کہا واللہ حضرت نے نماز جنازہ کی ہر دو پسر بیضا سہیل اور اوسکے بھائی پر مسجد
مین پڑہی تہی اور جبکہ انکار صحابہ و تابعین پر عائشہ نے کوئی عذر اپنے اور حضرت کے فعل کا ذکر
نکیا تو یہ دلیل ہوئی جواز پر اور انکار بعض کا عائشہ پر محمول ٹہیرا ترک افضل پر فتدبر و تامل
دوسری دلیل جواز بغیر کراہت کے حدیث عائشہ ہے نزدیک بیہقی کے کہ دفن کئے گئے ابو بکر
شب سہ شنبہ کو اور نماز پڑہی گئی اونپر مسجد مین اور موطا مین نافع عن ابن عمر سے آیا ہے کہ نماز
پڑہی گئی عمر پر مسجد مین اور مسند عبد الرزاق مین آیا ہے کہ عروہ نے کچہہ لوگون کو مسجد سے

واسطے نماز جنازہ کے باہر آتے دیکھنے کر کہا یہ لوگ کیا کرتے ہین واللہ نہین پڑھی گئی نماز میرے باپ
پر مگر مسجد مین یہ سب روایات دلیل ہین جواز پر اور یہ کچھ منافی اسکی نہین ہے کہ خارج مسجد پڑھنا اوسکا
افضل اور ثواب مین اکمل ہو اور اس حدیث ابوہریرہ مین کہ من صلی علی میت فی المسجد
فلا أجر له رواه أحمد وابوداؤد وابن ماجة والطحاوی اسناد اً کلام ہے اور متن
اسکا مضطرب ہے ایک روایت مین فلا شئ له آیا ہے اور دوسری روایت مین فلا شئ علیہ
بلکہ ابن عبد البر نے کہا ہے کہ روایت فلا اجر له خطا ر فاحش ہے اور صحیح فلا شئ له ہے اور عنایہ
سروجی مین کہا ہے کہ لفظ لا اجر له کتب حدیث مین نہین آیا ہے انتہی اور ابن العربی نے
مشکلات ہدایہ مین کہا ہے کہ روایت صحیحہ مین فلا شئ له ہے مین کہتا ہون کہ اس تقدیر پر
کہ یہ حدیث ثابت ٹہیری محمول ہوگی نفی اجر کامل پر کہ جو بات فاضل تھی وہ ترک کردے
حالانکہ سلب اجر کا واسطے ثبوت استحقاق وزر کے مستلزم نہین ہے کیونکہ فلا شئ علیہ استفادۂ اباحت
کا کرنا جائز ہے یا یہ معنی کہ اوسکو کوئی فضیلت نہین ہے پس یہ کہنا کہ پڑھنا نماز جنازہ کا مسجد
مین مکروہ تحریمی ہے بی وجہ ہے غایت الامر یہ ہے کہ مفید کراہت تنزیہ ہو کیونکہ یہ نہ کوئی نہی
غیر مصروف ہے اور نہ کوئی فعل مقرون بوعید ہے جسطرح کہ ابن ہمام نے تحقیق کیا ہے
اسکی تائید یہ بھی ہے کہ صیام شنبہ کے حق مین آیا ہے لا لك ولا علیك حالانکہ کوئی عالم
اس دن کی روزی کی کراہت وحرمت کا قائل نہین ہے بلکہ یہ محمول ہے خلاف افضل پر
فتامل اس صورت مین قول خلاصہ کا کہ یہ نماز مکروہ ہے خواہ مردہ وقوم مسجد مین ہو یا مردہ
مسجد سے باہر اور امام وقوم مسجد مین یا امام مع بعض قوم مسجد مین ہو اور باقی قوم مسجد مین یا مردہ
مسجد مین اور امام وقوم خارج مسجد انتہی محمول ہے کراہت تنزیہ پر اور یہ قول اوسکا فتاوی
صغری مین کہ ھو المختار لما اورده النسفی مشیر ہے طرف اسکے کہ یہ اختیار بعض کا برخلاف

مختار نسفی کے ہے کیونکہ نسفی او رتابعین اونکے مطلقاً قائل کراہت کے نہین ہین بلکہ اباحت
اوسکے وارد کہتے ہین جسطرح کہ ابو یوسف سے مروی ہے اور وہ جو ابن ہمام نے بتبعیت بعض
اسلام کہا ہے کہ یہ اطلاق کراہت کا اس بنا پر ہے کہ بنا مسجد کی واسطے نماز فرض و توابع
نماز کے ہے جیسے نوافل و ذکر و تدریس علم و نحوہا سو یہ قول تحقیق مقام سے خارج ہے کیونکہ جب
نوافل اسمین جائز ہوئی تو فرض کفایہ بالاولی جائز ہوگا اور جب ذکر و تدریس کہ داخل مفہوم نماز نہین
ہین جائز ٹھیری تو جسپر اطلاق اسم نماز کا فی الجملہ جائز ہے وہ بالاولی جائز ہوگا جیسے کہ ظاہر
کریمہ وصل علیہم ان صلاتك سكن لهم ہے وكقوله تعالىٰ ولا تصل على
احد منهم مات ابدا پہر حصر کرنا اس چیز مین جو واسطے نماز فرض کے بنائی گئی الخ شرع سے
مستفاد نہین ہے بلکہ بلا فرع سے ماخوذ ہے اور وارد ہے کہ ایک شخص مسجد مین کچہہ ڈہونڈہتا تہا اور کہتا
تہا من دعا الى الجمل الاحمر حضرت نے فرمایا لا وجدت انما بنيت المساجد
لما بنيت له یعنی مسجد تو واسطے نماز و ذکر و قراءت و دعا و امثال ذلک کے بنائی گئی ہے نہ
کسی گم شدہ چیز کی جستجو کے لئے دوسری روایت مین یون ہے کہ ان المساجد لم تبن لهذا
اى لهذا و نحوه اس جگہ علت بنا کی خود طرف سے صاحب شریعت کے وارد ہوئی ہے تاکہ امت
جہت منع کو طریق سنت بنبیہ سے معلوم کرلے پہر کہا ہے کہ اس منع مین ہر وہ امر داخل ہے
جسکے لئے بنا مسجد کی نہین ہوئی ہے جیسے بیع و شرا و کلام دنیا و اشغال دنیا و خیاطت و کتابت
باجرت و تعلیم اولاد و نحوہا ایسی ہی وہ چیز جو نمازی کو مشغول کردے اور تشویش مین ڈالے یہانتک
کہ ہمارے بعض علما نے کہا ہے کہ چلا کر بولنا اگرچہ ساتہہ ذکر کے ہو مسجد مین حرام ہے ف اور بعض
سلف صدقہ کرنے سے سائل پر جو کہ مسجد مین متعرض سوال ہوتا ہے منع کرتے تہے بلکہ بعض نے کہا ہے کہ دینا
سائل متعرض کا جو کہ چلاتا ہے یا الحاح و مبالغہ کرتا ہے یا صف سے متجاوز ہوتا ہے یا لوگون کی گردن

[illegible]

پاؤن رکھتا ہے یا سائل خطبہ مین سوال کرتا ہے حرام ہے بلکہ خلف بن ایوب نے کہا ہے اگر مین قاضی ہوتا
تو ایسے شخص کی جو کہ ایسے سائل کو صدقہ دیتا ہے گواہی قبول نکرتا اور اسمعیل مستملی نے کہا ہے کہ ھذا
فلس واحد یحتاج الی سبعین فلسا لتکفارۃ یعنی یہ ایک ایسا پیسہ ہے کہ جسکے کفارہ
کے لئے ستر پیسے اور درکار ہین جس شخص نے نماز جنازہ کو ذیل مین ان اشیاء کے درج کیا ہے
اور مکروہ یا حرام کہا ہے اور اوسکو امور مباحہ مجوزہ مین داخل نہین رکھا وہ بہت دور گیا
ہے منجملہ منکرات کے ایک بیٹھنا ہے فقراء کا دیوار کعبہ سے ملکر اور طائفین کو تنگ کرنا اور جماعت
داعیین وذاکرین کو تشویش مین ڈالنا اور اس اثم مین وہ شخص بھی شریک ہے جو انکے ساتھ
احسان کرتا ہے یا اولی الامر ہو کر ان لوگون کو اوسجگہ سے نکال نہین دیتا جیسے مشائخ حرم ودیگر
اہل قدرت ابن ہمام نے کہا ہے نفس نماز ایک سبب موضوع ہے واسطے ثواب کے پس سلب ثواب کا
ہمراہ نماز کے نہوگا مگر باعتبار اقتران اثم بمقام ثواب مذکور اور اسمین نظر ہے انتہی شاید نظر یہ ہو
کہ ثواب ہمراہ ادائے نماز کے بروجہ تحریم محض مجتمع ہوتا ہے جسطرح کہ زمین کو غصب کرلے تو اجتماع
ثواب کا ہمراہ کراہت تنزیہیہ یا تحریمیہ کے بالاولی ہوگا بخلاف شافعیہ کے جو کہ قائل عدم اجتماع
ثواب کے ہمراہ کراہت کے ہین یہانتک کہ اونھون نے کہا ہے کہ جسنے صف کو قطع کیا اوس کو
ثواب جماعت کا نہین ہوتا ہے ہمارے بعض فقہاء کہتے ہین کہ کراہت نہین ہے جبکہ میت
خارج مسجد ہو اسلئے کہ احتمال ہے کہ یہ کراہت بسبب تلویث کے ہو وھذا واضح جدًا اور شاید
یہی وجہ اسکی ہو کہ حضرت نے غالب ایام مین ادا کرنا نماز جنازہ کا خارج مسجد اختیار کیا تھا آمین
اشارہ ہے طرف اسکے کہ نماز جنازہ کی مسجد مین مکروہ تنزیہی ہے بسبب احتمال تلویث کے اور یہ
احتمال حد کراہت تحریمی تک نہین پہنچتا ہے کیونکہ یہ احتمال اصحاب اعذار وغیرہم مین حتی کہ
اہل نعال مین بھی واقع ہے حالانکہ کسی نے یہ نہین کہا ہے کہ دخول اونکا مسجد مین مکروہ یا حرام ہے

بوجہ احتمال تلویث کے یا باحتمال کراہت تحریم کے استدلال مین عذر کیا ہو کیونکہ یہ بات اہل کمال
سے بعید ہے حالانکہ مجکو ایک مدت دراز مسجد الحرام میں گزری ہے کبہی نہین دیکہا کہ وہ جنازہ سے
ملوث ہو گئی ہو محقق ابن ہمام سے تعجب ہے کہ اونہون نے اس تاویل کو بلفظ قیل تعبیر کر کے
کہا ہے کہ اگر ابو ہریرہ راوی اس حدیث کو علم اس خبر کا ہوتا تو وہ وقت کلام عائشہ کے ساکت
نرہتے سو یہ قول مدفوع ہے کیونکہ غایت اس سکوت کی باوجود علم کے یہی ہوتی ہے کہ ابو ہریرہ
وغیرہ نے اجتہاد کو جائز رکہا اور وہ انکار جسپر عدم سکوت واجب ہے وہ امر منکر عاصی ہے
نہ فضول مجتہد فیہا اور صحابہ اہل لجاج نہ تہے خصوصًا ساتہہ اہل اجتہاد کے انتہی اور یہ بات مخفی
نہین ہے کہ جب درمیان مجتہدین کے جواز و انکار مین خلاف واقع ہو تو جسکے پاس علم اخبار
ہے اوسپر واجب ہے کہ اظہار ترجیح کا کرے ورنہ وعید کتم علم مین باوجود قدرت و اختیار کے داخل
ہو گا اظہر یہ ہے کہ نکلنا حضرت کا واسطے نماز جنازہ کے بغرض اشاعت و کثرت جماعت کے تہا
گویا یہ نکلنا بمنزلہ اذان کے وقت نماز مین تہا صحیحین مین ابو ہریرہ سے آیا ہے کہ حضرت نے خبر موت
نجاشی کی اوسی دن دی جسدن کہ وہ مرا تہا پہر سب کو لیکر باہر نکلے اور عیدگاہ مین صف باندہکر
چار تکبیرین کہین یہ حدیث تعلیل تلویث کو رد کرتی ہے توضیح جنائز قریب مسجد کے تہا جسکا ذکر
کہ بخاری مین ہے اور ابن بطال نے ابن حبیب سے حکایت کیا ہے کہ مصلی جنائز کا مدینہ مین
مسجد نبوی سے بطرف ناحیہ مشرق کے ملصق تہا اس سے مستفاد ہوا کہ نماز پڑہنا بعض جنائز
پر مسجد مین کسی امر عارض یا بیان جواز کے لئے تہا و ہو الاظہر اور بعض نے جو یہ کہا ہے
کہ مطر یا اعتکاف کی وجہ سے تہا سو یہ بے محل ہے کیونکہ جنازہ کی نماز فرض کفایہ ہے
اوسکے لئے ارتکاب کراہت کا باوجود سقوط کے غیر کے پڑہنے سے لیتی جیہ اور حدیث مسلم
مین آیا ہے ماصلی رسول اللّٰہ صلعم علی سہیل ابن بیضاء الا فی المسجد اخرجہ مسلم

اور اسپر جسنے انکار کیا ہے اوسکا انکار بوجہ عدم اطلاع کے حدیث عائشہ پر تہا اور یہ کہنا بعض
فقہاء ہمارے کا کہ صحابہ نے اس انکار پر اجماع کیا ہے اسکی اصل نہین ہے اسی طرح یہ قول
بعض کا کہ منسوخ ہے بسبب اجماع صحابہ کے انکار پر کیونکہ بر تقدیر انکار جمیع صحابہ کے بہی
یہ نسخ ثابت نہین ہوتا ہے باوجود اتفاق صحابہ کے جنازۂ شیخین پر مسجد نبوی مین رہا یہ
کلام امام محمد بن حسن کا موطا مین کہ لا یصلی علی جنازۃٍ فی المسجد وکذلک بلغنا عن
ابی ہریرۃ وموضع الجنائز بالمدینۃ خارج من المسجد وھو الموضع الذی
کان النبی صلعم یصلی علی الجنازۃ فیہ سو اس سے یہ مستفاد ہوتا ہے کہ نماز جنازہ کی
مسجد مین اولی ہے اسلئے کہ حضرت نے اکثر اوقات مسجد مین نماز نہین پڑہی اور جبکہ حضرت
وصحابہ کا فعل بعد حضرت کے ثابت ہوا تو یہ دلیل ہے جواز وقوع پر بلا کراہت وھذا ھو التحقیق
انتہی اسکے بعد ملا علی قاری نے اتقانی وبلخی وغیرہ فقہاء حنفیہ کے کلام کا بابت انکار نماز
جنازہ فی المسجد کے رد کر کے اور اونکی تعلیلات علیلہ کا جواب دیکر یہ کہا ہے کہ بالجملہ قول تحریم
باطل ہے اور امام اعظم اور اونکے اصحاب سے کوئی روایت دربارۂ تحریم یا کراہت کے اس مسئلہ
مین منقول نہین ہوئی ہے مشائخ فقہ نے اپنی رای سے بغیر تحقیق سند وتدقیق معتمد کے
تعلیلات کیئے ہین ولہذا اونکے علل واحکام مین اضطراب واقع ہوا ہے لہذا ہمنے رجوع طرف
اوسکے کیا جو کہ اصل مسئلہ مین احکام سنت سے آیا ہے بقول امام احمد خذوا علمکم من حیث
اخذ الائمۃ ولا تقنعوا بالتقلید فان ذلک عمی فی البصیرۃ حاصل یہ ہے کہ جو کچھ
ہمارے ائمہ متقدمین کہتے ہین وہ سر وآنکہون پر ہے ہم اونکی تقلید کرتے ہین اسلئے کہ وہ بالیقین
ہمسے اعلم تہے رہے مشائخ سو وہ بہی رجال ہین اور ہم بہی رجال ہین حالانکہ امام ابوحنیفہ رحمہ سے
ثابت ہوا ہے کہ لا یحل لاحد ان یقول بقولنا ما لم یعلم انا من این قلنا اور دوسرے

رسالہ مین آتا اور زیادہ کیا ہے وقد تبعہ الشافعی فی ہذا المقال بقولہ اذا صح الحدیث
فہو مذہبی واضربوا بقولی الحائط سو اللہ تعالی اونسے راضی ہوکر اونہون سے نے
ہمکو اس بات پر آگاہ کر دیا کہ ساری امت پر ائمہ ہون یا عامہ یہی متابعت کتاب وسنت کی
واجب ہے فمن جاوزہما وقع فی الکفر والبدعۃ انتہی کلام القاری مین کہتا ہون
اسجگہ فیصلہ ملا علی قاری کا یہ ٹھیرا کہ ائمہ کی تقلید کرنا چاہیئے اور مشائخ فقہ مذاہب جو بعد
اونکے آئے ہین اور اپنی رای سے علل واحکام مسائل کے لکھتے اور بتاتے ہین وہ اور ہم
برابر ہین اونکی تقلید ضرور نہین ہے سو یہ بات درست ہے اور تقلید ائمہ سے مراد اگر اونکی اقتدا
ہے اتباع کتاب وسنت مین تو یہ بھی ٹھیک ہے کیونکہ اطلاق تقلید کا اقتدا پر مجازاً ہو سکتا ہے
اور یہی اسجگہ مراد ہے بدلیل قول امام احمد کہ جہان سے ائمہ نے علم حاصل کیا ہے یعنی قرآن
وحدیث کے وہانسے تم بھی علم حاصل کرو اور تقلید مصطلح پر قانع نہو کہ اسمین بصیرت اندہی جاتی
ہے اور اگر مراد تقلید ائمہ سے تقلید کذائی ہے تو وہ ہرگز درست نہین ہے کیونکہ قرآن وحدیث
مشحون ہے ذم تقلید اور امر بالاتباع سے اور اگر امام اعظم رح یا کوئی اور امام اپنی تقلید سے ہمکو
منع نکرتے تب بھی ہمکو تقلید کسی امام کی درست نہوتی اسلئے کہ سوا معصوم مرسل کے کوئی
فرد بشر واجب الاتباع نہین ہے اور ہر کسیکا قول مقبول و مردود ہوتا ہے مگر رسول خدا صلعم
پس اصح اقوال یہی قول علی قاری رح ہے کہ رضی اللہ عنہ عن ابی حنیفہ رح حیث نبّہنا
علی ان الواجب علی الامۃ کافۃ من الائمۃ والعامۃ متابعۃ الکتاب والسنۃ
فمن جاوزہما فقد وقع فی الکفر والبدعۃ انتہی اور جسطرح امام اعظم رح نے یہ ہدایت
فرمائی ہے اور اپنی تقلید سے منع کیا ہے اسی طرح بقیہ ائمہ وسائر علماء سلف نے تقلید سے
نہی کی ہے اقوال ائمہ اس شان کے رسائل قول مفید ورسالہ فلانی وادب الطلب ودین خالص

وغیرہا مین مع الاسناد بحوالہ کتب علماء حنفیہ وغیرہم منقول و مذکور ہین ولله الحمد ف ایک مسئلہ متعلق اس مقام کے قرات سورۂ فاتحہ ہے نماز جنازہ مین علی قاری کہتے ہین بہتر ہے کہ مصلی نماز جنازہ پر سورۂ فاتحہ پڑہے تاکہ خلاف سے خارج ہو جائے کہ یہ بالاجماع مستحب ہے خصوصاً جبکہ امام ہو اس صورت مین باعث نزاع کا صحت اقتدا بالشافعی ہے قاضی خان نے کہا ہے ویدعو فی صلوة الجنازة بالادعیة المعروفة ولا یقرء فاتحة الکتاب وان قرأها بنیة الثناء فلا بأس به وان قرأها بنیة القرءة کره ذلك انتهی سو یہ محمول ہے کراہت تنزیہ پر جو کہ خلاف اولی ہے کما لا یخفی ورنہ نہی قصد قرات سے نہین آئی ہے ہان حضرت سے قرات کرنا نماز جنازہ مین ثابت نہین ہوا ہے اور ہر شئی جسکا فعل حضرت سے ثابت نہین ہوا ہے اوس سے کچھ یہ لازم نہین آتا ہے کہ وہ حرام یا مکروہ ہو بلکہ حکم اوسکا موقوف ہے نہی قطعی یا ظنی پر اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ قرات طواف مین مکروہ نہین ہے ہان افضل یہ ہے کہ جو ادعیہ سنت مین آئی ہین وہ پڑہا ہے موطا مین نافع سے آیا ہے کہ ابن عمر نماز جنازہ مین فاتحہ نہ پڑہتے تھے اور ابن مسعود نے کہا ہے کہ انہ صلعم لم یوقت شیئا من القرآن فی صلاة الجنازة مالک بھی اسکے قائل ہین اور مستدرک حاکم مین آیا ہے کہ ابن عباس جب میت پر نماز پڑہتے تو تکبیر کہتے اور فاتحہ پڑہتے اسکا حمل کرنا قصد ثنا پر بعید ہے حالانکہ عموم قول نبوت لا صلوة الا بفاتحة الکتاب اس نماز کو بھی شامل ہے فتحرر ان الاحوط قراءة الفاتحة لان فوتها بطلان الصلوة عند الشافعیة وفی قراءتها کراهة الصلاة عند الحنفیة ففعلها أهون من ترکها دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ تکبیرات جنازہ نزدیک حنفیہ کے ارکان ہین جب امام سلام پہیرے تو مسبوق باقی تکبیرات کہہ کر سلام پہیرے اکثر سفہاء بلکہ فقہاء مسبوق ہوتے ہین

ف قرات فاتحہ در نماز جنازہ

اور پہرا دا مام کے بعد تمام نماز کے سلام پہیر دیتے ہین تیسرا مسئلہ یہ ہے کہ جب امام شافعیہ غائب
پر نماز پڑہی تو حنفی کو جائز ہے کہ اوسکی تقلید کرے اور اوسکے ساتھہ نماز پڑہے لیکن اس شرط سے
کہ اومین فاتحہ بہی ہو کیونکہ یہ ایک رکن ہے نزدیک شافعیہ کے اسی طرح فرائض و نواقض وضو
مین مراعات شافعیہ کی کرے انتہی کلام القاری رحمہ ؛

مسئلہ خوف خاتمہ قال تعالیٰ افامنوا مکر اللہ فلا یامن مکر اللہ الا

القوم الخاسرون مراد وہ لوگ ہین جنہون نے نقصان کیا ہے اپنی جان کا ساتھہ کفر و ترک
نظر و تامل کے امر الٰہی مین اور اللہ کا مکر استعارہ ہے کہ وہ بندہ کے ساتھہ آلاء و نعماء سے استدراج
کرتا ہے پہر بار و ضرار مین اسطرح پکڑ لیتا ہے کہ معلوم بہی نہین ہوتا منجملہ اسکے کرامات
بعض اولیاء کو بہی گنا ہے اور فرمایا انہ لا ییأس من روح اللہ الا القوم الکافرون اس
صورت مین ہر مومن پر واجب ہے کہ انتہار مین درمیان خوف و رجا و قبول و رد کے رہے اور اسباب
پر دہوکا نکہائے کہ وہ بسبب ظاہر صورت صلحاء سیرت صلحاء پر رہے اسی طرح رحمت خدا سے
ناامید بہی نہو اگرچہ طریقۂ فساق و جہلاء مین کیون نہو اسلئے کہ اعتبار خاتمہ لاحقہ کا بروفق جریان
قلم کے ساعت سابقہ پر ہے اور حدیث صحاح ستہ مین ابن مسعود سے رفعاً آیا ہے کہ آفرینش
ایک تمہارے کی شکم مین اوسکی مان کے جمع کیجاتی ہے چالیس دن تک پہر اتنی ہی مدت مین وہ
ایک پہٹکی ہوتی ہے پہر لوتہڑی گوشت کی اتنی ہی مدت مین پہر اللہ تعالیٰ ایک فرشتہ بہیجتا ہے اور
اوسکو چار کلمون کا حکم ہوتا ہے اور کہا جاتا ہے کہ اوسکا عمل و رزق و اجل اور سعید ہے یا
شقی لکہہ پہر اومین روح پہونکی جاتی ہے پس تم مین سے کوئی شخص اہل جنت کا سا عمل کرتا
یہانتک کہ نہین ہوتا درمیان اوسکے اور درمیان جنت کے مگر ایک ذراع پہر اوس شخص پر کتاب سبقت کرتی ہے وہ
اہل نار کا سا عمل کرنے لگتا ہے پہر دوزخ مین جاتا ہے اور کوئی آدمی اہل نار کا سا عمل کرتا ہے

مسئلہ خوف خاتمہ

یہانتک کہ نہین ہوتا درمیان اوسکے اور دوزخ کے مگر ایک ذراع پہر اوس آدمی پر کتاب سبقت کرتی ہے وہ اہل جنت کا سا عمل کرنے لگتا ہے پہر جنت مین جاتا ہے آیات و احادیث اس معنی و مبنی مین کثیر و شہیر ہین اور متن عقائد مین جو کہ مواقف مواقف و مقاصد کے ہے لکہا ہے کہ یاس اللہ سے کفر ہے اسی طرح امن اللہ سے کفر ہے جب یہ بات معلوم کر لی تو اب وہ جو بعض مشہورین بالمشیخہ سے ہمارے اس زمانہ مین منقول ہے کہ وہ تفوہ ساتہہ مثل اس قول کے من رأنی دخل الجنة اولم یدخل النار کرتے ہین باطل و ساقط ہے درجۂ اعتبار اگرچہ اسکے ساتہہ بعض فجار متعلق ہوکر معاصی کبار پر جرأت کرین اس اعتقاد پر کہ او نہون نے اس شیخ کو بعض دیار مین دیکہا ہے کیونکہ اس قائل کو اتنی قدرت تو ہے ہی نہین کہ وہ اپنی موت کا ایمان پر جزم کر سکے تو پہر وہ اپنے غیر کے لئے کیونکر اور کسطرح سبب امن و امان کا متصور ہو سکتا ہے پہر خود درماندہ شفاعت کجا یہ کلام اس شیخ کا منجملہ اون شطحیات کے ہے جو کہ سبیل شریعت و منہاج طریقت و حقیقت سے خارج ہوتے ہین حالانکہ یہ اطلاق کفار و فجار کو بھی شامل ہے جنہون نے اسکو دیکہا ہے ولکن ؏

دیدن روی نبی سود نداشت	ہر کہ او روی بہ بہبود نداشت

اور اگر اس دیدو وادید کو مقید کرین ساتہہ مومن کے تو پہر بھی یہ کہان سے معلوم ہوا کہ وہ ایمان ہی پر مریگا اور دوزخ مین بچایگا آخر اوس سے کوئی معصیت صغیرہ یا کبیرہ ضرور واقع ہوئی ہوگی اور اگر وہ مومن مراد ہے کہ جسنے اسکو دیکہا ہے اور ایمان پر مرا ہے اور وہ مخلد اداخل نار نہوگا یا وہ آخر امر مین بدخول سؤ بدا داخل جنت ہوگا تو یہ بات خود حدیث نبوی صلعم سے ثابت ہے کہ جسنے لا الہ الا اللہ کہا ہے وہ جنت مین جائیگا یعنی مستحق دخول بہشت کا ہے اگر کوئی مانع وصول بہشت سے واقع نہوا اور یہ ایک امر عام ہے رائی اور غیر رائی دونون کو شامل ہے بلکہ اکثر یہ ہوگا

کہ رائی معذب ہوگا اور تیرا رائی مغفور ہو گیا ادا استثناء اللہ تعالیٰ اور بعض کا یہ دعویٰ ہے
کہ مجھکو اس فصل مین مزید فضل حاصل ہے حالانکہ وہ معرفت فرع و اصل سے خالی اور جہل مرکب
سے مالی ہے یہ گویا نظیر قول نبوی ہے حق مین اویس قرنی کے کہ انہ بتشفع لمثل ربیعۃ ومضر الا
اکثر من ربیعۃ و مضر سو قیاس سلوک کا مدادین پر نہین ہوتا ہے اور نہ طائفہ انبیا کا
فقیر صعلوک پر حضرت کا کلام صدق ہے اور آپکا خبر دینا برحق اور تیرا حضرت کا حال معلوم نہین
ہو سکتا کہ وہ کس کیا کریگا نہ دنیا مین اور نہ آخرت مین ابدا وما تدری نفس ماذا تکسب
غدا کوئی یہ کہے کہ شاید اس شیخ کو یہ انکشاف ہوا ہو کہ وہ اوس مقدار مین شفاعت کریگا سو
جواب اسکا یہ ہے کہ مکاشفات اولیا اور مخاطرات اصفیا کا کچھ اعتبار نہین ہے کہ امور
شرعیہ و اطوار حقیقیہ مین کلیۃً اونپر اعتماد کیا جائے کیونکہ انسان جبتک کہ اس دار
آمیختہ باکدار مین ہے تب تک اسرار و اسطے اوسکے صاف اور انوار منجلی نہین ہوتے بخلاف
انبیا و ابرار و رسل کبار کے وکذا قال تعالیٰ لقد کنت فی غفلۃ من ھذا فکشفنا
عنک غطاءک فبصرک الیوم حدید ہان جس چیز کا علاقہ عقائد دینیہ سے بروفق
کتاب و سنت نبویہ کے ہے صاحب اوس شئی کا جبکہ مرتبۂ علیہ مین ہوگا تو وہ لائق اسکے ہے
کہ یون کہے لو کشف الغطاء ما ازددت یقینا و لہذا ہمارے امام اعظم و ہمام اقدم نے
کہا ہے سبحانک ما عرفناک حق معرفتک وما عبدناک حق عبادتک
کما قال فی العقیدۃ الاکبر فتامل و تدبر فقہ اکبر مین یہ بھی ذکر کیا ہے و والدا رسول
اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ما تا علی الکفر و رسول اللہ صلعم مات
علی الایمان سو پہلے مسئلہ مین مینے ایک رسالہ مستقلہ لکھا ہے اور مسئلۂ اخیرہ مین وقت
شرح کے مین حیرت رہا یہانتک کہ اللہ نے میرا سینہ کھول دیا اور بعض مقصود سمجھہ مین آگیا

ف والدین کریمین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم

یعنی آنحضرت صلعم اس حیثیت سے کہ ایک نبی ہین منجملہ انبیاء کے اور انبیاء سب کے سب ابتدا وانتہا مین معصوم ہین اسلئے ہمارا یہ اعتقاد ہے کہ وہ ایمان پر مرے ہین رہے اولیاء و علماء و صفیا سو ہم جزم اونکے مرنیکا ایمان پر نہین کرتے ہین اگرچہ اونسے خوارق عادات وکمال حالات وجمال انواع طاعات کیون نہ ظاہر ہوئے ہون اسلئے کہ بنیاد اس امر کی عیان پر ہے اور یہ چشم افراد انسان سے مستور ہے والہذا عشرۂ مبشرہ اور اونکی امثال ہمیشہ انقلاب احوال وسوء مآل سے مآل مین خائف دلرزان و ترسان رہتے تھے اور سلف کی شہادت بالجنۃ مین تین قول ہین ایک یہ کہ گواہی نہ دیجائے واسطے کسی کے مگر واسطے انبیاء علیہم السلام کے یہ محمد بن حنفیہ سے منقول ہے اور اسی کو ہمارے ائمۂ حنفیہ نے اختیار کیا ہے کیونکہ یہ ایک قضیۂ قطعیہ ہے دوسرا قول یہ ہے کہ ہر اوس مومن کے لئے گواہی دیجائے جسکے حق مین نص آچکی ہے یہی قول ہے اکثر علما کا لکن یہ حکم اصل مین ظنی ہے تیسرا قول یہ ہے کہ جسکے لئے مومنین شہادت جنت کی دین وہ مشہود بالجنۃ ہے جسطرح کہ صحیحین مین آیا ہے کہ ایک جنازہ گذرا لوگون نے اوسپر ثنا کی حضرت نے فرمایا وجبت دوسرا جنازہ نکلا اوسکو برا کہا فرمایا واجب ہوگئی عمر رضی اللہ عنہ نے کہا ای رسول خدا کیا چیز واجب ہوئی فرمایا اوسکو تمنے اچھا کہا تھا اوسکے لئے جنت واجب ہوگئی اسکو تمنے برا کہا اسکے لئے دوزخ واجب ہوگئی انتم شہداء اللہ فی الارض تم زمین مین اللہ کے گواہ ہو یہ دلیل ہے اسپر کہ ہم حکم بالظاہر کرتے ہین اور اللہ تعالی عالم بالسرائر ہے اور اس حدیث مین دلیل ہے اسپر کہ یہ امت ضلالت پر مجتمع نہوگی اب کسیکو نہین پہنچتا ہے کہ کسی کے لئے ارباب اس امت سے شہادت عدم دخول نار یا وصول جنت و انہار کی دے ہان یہ جائز ہے کہ شاہد بالثنا رہو اگر اوسمین خیر دیکھے بموجب حسن ظن و رعایت کے یا بسبب ظہور علم وعمل وصلاح و دیانت کے اسی طرح شہادت ثنا و شر کی دیسکتا ہے اگر کوئی دلیل نفاق پر پائے یا مشاہدہ بعض کبائر و شقاق کا کرے

شہادت بالجنۃ

جیسے اکل مال حرام و اخذ مال وقف بغیر مراعات قیام بحق جو کہ اسپر واجب ہے اور اسی قبیل
دعوی بے معنی سے وہ بات ہے جسکا ذکر بعض جہلا کرتے ہین کہ ایک شخص ارباب کشف
سے روایت کرتا تھا جبکہ اوسپر یہ بات ظاہر ہوئی کہ اوسکے اہل ہین سے ایک شخص عذاب مین سے ہے
اور وہ ابن عربی سے جا کر ملا ابن عربی نے یہ شطح کیا کہ اوسنے مجھے نہین دیکھا اور وہ بغداد مین نہین
تھا اور مثل اسکے اور باتین جو کہ ظاہر الفساد ہین کوئی کہے کہ شاید اس قائل نے جمال حضرت
صلعم کو خواب مین دیکھا ہو اور حضرت نے طرف اس مقام کے اشارہ فرمایا ہو تو یہ قول ناجائز
ہے اسلئے کہ خلاف قواعد ایمان و احکام اسلام ہے کوئی کہے کہ حدیث مین آیا ہے من رآنی
فی المنام فقد رآنی فان الشیطان لا یتمثل بی تو اس حدیث کی تحقیق مین کلام کثیر
ہے جسکا ذکر ہمنے شرح شمائل مین ارباب فضائل سے نقل کیا ہے اور مجمل کلام مرام اس مقام
مین وہ ہے جو کہ حجۃ الاسلام نے کہا ہے کہ مراد فقد رآنی سے رؤیت جسم نہین ہے
بلکہ رؤیت مثال ہے جو کہ ایک آلہ ہے واسطے ادای معنی نفس الامر کے بطور حقیقت یا
بطور خیال اور نفس مثال تخیل کے سوا ہے پس شکل مرئی نہ روح حضرت ہے اور نہ شخص
حضرت بلکہ ایک مثال ہے علی التحقیق واللہ اعلم الحاصل رؤیت پر غیر حق انبیاء علیہم السلام
مین کچھ اعتماد نہین ہے حالانکہ رؤیا اکثر محتاج تعبیر کی مناسب حال رائی وغیرہ کے ہوتی ہے
پس اگر فرض کرین کہ ایک شخص نے حضرت صلعم کو خواب مین دیکھا اور حضرت نے اوسکو کسی فعل
یا ترک کا برخلاف قواعد اسلام کے حکم دیا تو اوسکو بجا لانا اوس امر کا باجماع علماء اعلام
نہین پہنچتا ہے اسی جگہہ سے صاحب مواقف نے کہا ہے اما الرؤیا فخیال باطل
یعنی نزدیک متکلمین کے خواب مین کوئی طائل نہین ہے اور معتزلہ کے نزدیک بسبب فقد
شرائط ادراک کے اور اصحاب شرع کے نزدیک کہ وہ اشتراط کسی شئی کا نہین کرتے ہین اسلئے

رؤیت نبوی در خواب

تا معتبر ہو کہ خلاف عادت ہے یعنی اوسپر کسی شئی متعلق بامر عبادت کے بنا نہین ہوتی اور
نہ کسی پر حکم شقاوت وسعادت کا سنانا ہو سکتا ہے اسکی ایک تائید یہ ہے کہ مشائخ کرام اور
علماء اعلام بہ نسبت سائر انام کے اخوف للہ تعالی تھے جسطرح کہ کریمۂ انما یخشی اللہ من
عبادہ العلماء اس طرف مشیر ہے اور حدیث انا اخشاکم للہ اسپر دلیل ہے اسی
جگہہ سے جب نزدیک حسن بصری کے کہ سید تابعین تھے یہ ذکر ہوا کہ ان آخر من یخرج من
النار رجل یقال لہ ہناد بعد ما عذب الف عام ینادی یا حنان یا منان
تو حسن نے رو کر یہ کہا یا لیتنی کنت ہنادا لوگون نے تعجب کیا حسن نے کہا
ویحکم الیس یوما یخرج فی الجملہ ولا یخلد فیہا **حکایت** حجۃ الاسلام
کہتے ہین ہکو یہ بات پہنچی ہے کہ یوسف بن اسباط نے کہا کہ مین پاس سفیان ثوری کے
گیا وہ ایک شب تمام شب روتے رہے مینے کہا کیا یہ رونا تمہارا گناہون پر ہے اونہون نے
زمین پر سے ایک تنکا اوٹھا کر کہا الذنوب اہون علی اللہ من ہذا یعنی گناہون کی
ہستی نزدیک خدا کے اتنی بھی نہین ہے جتنا کہ یہ ایک ذرا سا تنکا ہے لکن انما اخشی
ان یسلبنی اللہ الاسلام یعنی ڈر اسبات کا ہے کہ کہین اللہ مجھسے اسلام کو سلب نہ کرے
انتہی **حکایت** سلطان العارفین ابو یزید بسطامیؒ نے آئینہ اوٹھا کر دیکھا پھر کہا ظہر
الشیب ولم یذہب العیب وما ادری ما فی الغیب اسمین اشارہ ہے طرف اس
آیت کے وما تدری نفس ماذا تکسب غدا اور طرف اس حدیث کے انما الاعمال
بالخواتیم **حکایت** ایک فقیر نے انکا امتحان لیا کہا تمہاری داڑہی بہتر ہے یا کتے
کی دم رو کر کہا ان مت علی الاسلام فلحیتی خیر والا فذنب الکلب یعنی اگر مین اسلام
پر مرگیا تو یہ میری داڑہی بہتر ہے ورنہ کتے کی دم گویا انہون نے اس آیت مین تامل کیا

واتل علیہم نبأ الذی اٰتیناہ اٰیاتنا فانسلخ منہا فاتبعہ الشیطان فکان من الغاوین ولو شئنا لرفعناہ بہا ولکنہ اخلد الی الارض واتبع ہواہ فمثلہ کمثل الکلب او طرف قصۂ اہل کہف کے نظر کی وکلبہم باسط ذراعیہ بالوصید روایت مین آیا ہے کہ بلعم صورت مین کلب اصحاب کہف کے داخل نار ہوگا اور کلب اصحاب کہف صورت بلعم مین داخل جنت ہوگا بلعم بن باعورا کا یہ حال تہا کہ جب نظر کرتا عرش کو دیکہہ لیتا اوسکی مجلس مین بارہ ہزار دوات والے متعلم تہے جو کہ اوس سے کتابت علم کی کرتے بلعم سے فقط ایک لغزش ہوگئی تہی کہ وہ طرف دنیا اور اہل دنیا کے مائل ہوگیا تہا اور اوسنے ایک ولی کی اولیا خدا میں سے حرمت ترک کردی تہی اللہ نے اوس سے معرفت طلب کر لی اور اوسکو مستحق عقوبت سجلہ و مؤجلہ کر دیا بالجملہ قرآن پاک مین عالم دنیا دار کو سگ سے تشبیہ دی ہے اور عالم بے عمل کو مشابہ خر کے فرمایا ہے کمثل الحمار یحمل اسفارا

حکایت ایک شاگرد فضیل بن عیاض کو وفات حاضر ہوئی فضیل آکر پاس اوسکے سر کے بیٹھے اور سورۂ یٰس پڑہی اوسنے کہا اے استاد یہ نہ پڑہو وہ چپ ہوگئے پہر اوسکو تلقین کی اور کہا لا الہ الا اللہ کہہ اوسنے کہا لا اقولہا لانی بری منہا یعنی مین اس کلمہ کو نہ کہونگا مین اس سے بری ہون پہر اسی پر مر گیا فضیل اپنے گہر مین آکر رونے لگے اور چالیس دن تک گہر سے باہر نہ نکلے رویا کیے پہر اوس شاگرد کو خواب مین دیکہا کہ اوسکو گہسیٹے ہوئے جہنم کی طرف لئے جاتے ہین کہا اللہ تعالی نے کس سبب سے تجہسے اپنی معرفت چہین لی حالانکہ تو میرے شاگردون مین اعلم تہا کہا تین چیزون کے سبب سے ایک نمیمہ دوسرے حسد تیسرے یہ کہ مجکو ایک علت یعنی بیماری تہی مینے طبیب سے سوال کیا اوسنے کہا ہر سال ایک ساغر شراب کا پیا کر اگر تو ایسا کریگا تو یہ بیماری تیری نہ جائیگی مین ایک ساغر خمر پیا کرتا تہا

نعوذ باللہ من سخطہ الذی لا طاقۃ لنا بہ سفیان ثوری فرمایا کرتے تھے ما من احد
علی دینہ الا سلب یعنی مطمئن نہین ہوتا کوئی شخص اپنے دین پر لیکن اوسکا دین سلب ہوجاتا ہے یہ
اسلئے کہ امن اللہ کے خوف سے کفر ہے بعض سلف نے کہا ہے توجب کفار کا ذکر اونکے حال اور خلود کا نام
مین سنے تو اپنے نفس پر اس حالت مین امن پذیر نہو کیونکہ امر خطر پر ہے اور تو نہین جانتا کہ انجام
کیا ہوگا اور تیرے لئے سابقہ ازل کا کیا ہوچکا ہے اور صفا اوقات پر مغتر نہو کہ نیچے اوسکے
غوامض آفات ہین اور بعض نے کہا یا معشر المغترین بالعصم ان تحتھا انواع النقم
اللہ پاک نے ابلیس کو دقائق نعمت سے مزین کیا تہا اور وہ نزدیک اللہ کے حقائق لعنت مین تہا
اور بلعم بن باعورا کو انوار ولایت سے آراستہ فرمایا تہا اور وہ نزدیک خدا کے اطوار عداوت مین تہا
ابراہیم بن ادہم فرماتے تہے مین کیونکر امن مین ہون اور ابراہیم خلیل کہتے ہین واجنبنی
وبنی ان نعبد الاصنام اور یوسف صدیق کہتے ہین توفنی مسلما والحقنی بالصالحین
غرضکہ امر مبہم ہے اور خطر معظم سوا انبیاء علیہم السلام کے کوئی نہین جانتا کہ وہ دو فرقون مین سے
کس فرقہ مین ہے **قال تعالی** فریق فی الجنۃ وفریق فی السعیر **وقال تعالی**
ھو الذی خلقکم فمنکم کافر ومنکم مومن **وقولہ تعالی** یوم تبیض وجوہ
وتسود وجوہ فاما الذین اسودت وجوھھم اکفرتم بعد ایمانکم فذوقوا
العذاب بما کنتم تکفرون واما الذین ابیضت وجوھھم ففی رحمۃ اللہ ھم فیھا خالدون
اسی جگہہ سے عمر بن خطاب نے درمیان خوف عقاب و رجاء ثواب کے تھے کہا ہے کہ لو قیل لی
لن ید خل الجنۃ الا واحد ارجوان اکون انا وان قیل لن ید خل النار الا واحد
اخاف ان اکون انا بالجملہ تحقیق اس مقام کی مستدعی اطناب فی الکلام ہے اس لئے
اس مرام سے اعراض کیا گیا کوئی کیسے احوال اولیا اور اقوال اونکے تسلیم کئے جاتے ہین

توہم کہینگے کہ یہ بات مسلم نہین ہے دیکھو شیخ الاسلام قطب الانام ندیم الباری عبداللہ انصاری نے ابویزید بسطامی قدس سرہ سے حکایت کیا ہے کہ اونہون نے کہا ہے ذھبت من العرش وضربت خیمۃ مقابلۃ العرش بہر کہا کہ یہ قول اونپر جھوٹ باندھا گیا ہے کیونکہ یہ کلام شریعت مین کفر اور حقیقت مین بعد و ہجر ہے اور قاضی عیاض نے کتاب الشفا مین لکھا ہے کہ فقہاء بغداد نے ایام مقتدر مین قتل و صلب حلاج پر بسبب دعوی الہیت و قول بالحلول اور قول انا الحق کے اجماع کیا تھا حالانکہ حلاج ظاہر مین متمسک بشریعت تھی معہذا اوکی توبہ قبول نہ کی اور شیخ علاء الدولہ سمنانی نے ابن عربی پر اس قول مین اعتراض کیا ہے جوکہ اوائل فتوحات مین لکہا ہے سبحان من اوجد الاشیاء وھو عینہا اور بنیاد اس قال کی تکفیر کی ہے ہمنے ایضاح اس مسئلہ کا ایک رسالہ مستقلہ مین کیا ہے اور ابن المقری نے کتاب الارشاد مین کہا ہے ان من شک فی ان طائفۃ ابن عربی شر من الیھود والنصاری فقد کفر ملا علی قاری کہتے ہین وقد صدق فی ذلک لانہم سبب الضلالۃ وباعث الجہالۃ فیما بین المسلمین لاسیما وقد اشتہر انہم من المتصوفین والعامۃ لم یفرقوا بین توحید الملحد وتوحید الموحد فعلیک بما قالہ الجنید سید الطائفۃ وشیخ الطریقۃ ان طریقتنا ھذہ مقیدۃ بالکتاب والسنۃ من لم یحفظ القرآن ولم یکتب الحدیث ولم یتفقہ فلا یقتدی بہ اسیکی لگ بہگ امام مالک سے مروی ہے کہ اونہون نے کہا ہے من تصوف ولم یتفقہ فقد تزندق ومن تفقہ ولم یتصوف فقد تفسق ومن جمع بینہما فقد تحقق انتہی یہ تمام کلام آغاز سے تا انجام ملا علی قاری کا ہے اور اس مقام مین جوبات ملا صاحب نے لکہی ہے وہ بہت ٹھیک ہے بی شبہ جو شخص کہ قائل کلمات کفریہ کا ہوگا یا معتقد

دست وجود کا وہ طریقۂ اسلام سے خارج ہے اور علما آخرت و فضلا دیندار کی یہی شان ہوتی ہے کہ وہ ہمیشہ دین حق و شرع خالص سے ذبّ اہل خلاف کرتے ہین اور تحریف غالین اور انتحال مبطلین اور تاویل جاہلین کو اس ملت صادقہ سے دور کرتے رہتے ہین لکن عقیدۂ اتحاد کو اہل حق نے کتب و کلام ابن عربی مین مدسوس کہا ہے اور اونکو اس قول سے بری رکھا ہے بلکہ جسقدر کلمات اونکے خلاف ظاہر شریعت تھے اور نفس الامر مین اونکے لئے تاویل تھی اونکی توجیہ کی ہے اس باب مین کتاب یواقیت و جواہر شاہد عدل ہے و لہذا امام ربانی قاضی محمد بن علی شوکانی نے بھی بعد چالیس برس کی تکفیر صاحب فتوحات سے رجوع کر کے فرمایا ہے کہ کلام اونکا ماؤل ہے اور جنہون نے رجوع نہین کیا وہ اسطرح پر معذور ہین کہ اونکو برارت شیخ کی اقوال مذکورہ سے ثابت نہین ہوئی اونھون نے ظاہر حال و قال پر حکم اسلام کا جاری رکھا اگر اونکو یہ بات معلوم ہو جاتی کہ شیخ نے اسطرح نہین کہا ہے یاروں نے اونکی کتاب مین شطحیات ملا دئے ہین یا بعض کلام اونکا ماؤل ہے تو وہ بھی یقیناً رجوع کرتے جیسے شیخ الاسلام ابن تیمیہ اور اونکے امثال یا جیسے جناب شیخ احمد مجدد الف ثانی کہ اپر بعض مضامین ابن عربی مستور رہے و لہذا اگرچہ اونہون نے حضرت شیخ کی تکفیر و تحقیر نہین فرمائی لکن اونکے بعض کلمات سے تعجب ظاہر کیا اور اون الفاظ کو خلاف اعتقاد اہل سنت سمجھا چنانچہ مکتوب عقائد وغیرہ سے ظاہر ہے بہرحال مومن خوش عقیدہ کو یہ لازم ہے کہ ہر مسئلہ و حکم مین عقیدہ اپنا مطابق ظاہر مجمع علیہ کتاب و سنت کے رکھے اور وہ اولیا جنکا علم و تقوی متفق علیہ ہے اونکے ساتھ نیک گمان رہے اگر کوئی قول اونکا خلاف قرآن و حدیث کے معلوم ہو اور محمل صدق و حق پر ماؤل ہو سکے تو تاویل کرے نہ تکفیر و تضلیل اور جسکی تاویل نہو سکے اوسپر اپنا اعتقاد نہ لائے اور قطع نظر کرے

قال تعالی واذا مروا باللغو مروا کراما ۝

اگر من ناجوان مردم بکردار | تو بر من چون جوانمردان گذر کن

اور بلا تعیین کسی شخص کی بابت اوس قول کفر و کلمہ ضلال کے اگر اجمالاً یون فتوی دے کہ یہ بات قولاً و عملاً کفر ہے تو یہی چاہئے اور اوس کلمہ کے قائل کو اولیا و زہاد و صوفیہ و الاتقیا مین سے باسم تعیین کی کافر کہنے مین کیا معلوم ہے کہ وہ بات یقیناً اوسنے کہی ہے یا نہین ظاہر یہی ہے کہ نہ کہی ہو اسلئے کہ کوئی مسلمان دیدہ و دانستہ خصوصاً عالم عارف اپنے لئے تکلم ساتھ ایسے کلام کے ہرگز پسند نہین کر سکتا ہے جسمین کہ اوسکا ایمان سلب ہو یا عمل باطل ہو اور اگر فرضاً وہ کلمہ اوسکے منہہ سے نکلا ہوگا تو عالم بیہوشی و سکر و مستی مین کہدیا ہوگا و احادیث السکاری تطوی و لا تروی ؀

نتوان عردہ با چشم تو کردن آرے | بتواضع گذرانند ز خود مستان را

اور اگر فرضاً ہوش مین کہا ہے تو کیا معلوم ہے شاید اوس سے رجوع کر لیا ہو یا مرنے سے پہلے موفق بتوبہ و انابت ہو گیا ہو کیونکہ اعتبار خاتمہ عمل کا ہے ؀

آدمی را بچشم حال نگر | از خیال پری و دمی بگذر

بہرحال مخطی ہونا عدم تکفیر مین بہتر ہے جرأت کرنیسے تکفیر پر کسی شخص خاص مسلمان کے ہان ہمکو اظہار حق و دفع باطل اور رد کلمات کفر و اقوال باطلہ و اعتقادات فاسدہ مین توقف کرنا درست نہین ہے ہم بیشک جواب سائل مسائل دین مین بے تکلف بکمال اتقان و یقین کے ساتھہ بپابندی احکام شرع و حکم ایمان ودین یہ بات کہین گے اور لکہین گے کہ فلان عقیدہ اور قول و فعل شرک ہے یا کفر یا بدعت جیسے اعتقاد وحدت وجود اور مغفرت جمیع بنی فاطمہ تا یوم القیام و نحوہا اس سے گویہ بات لازم آتی ہے کہ جو کوئی اسکا قائل تہا وہ کافر تہا اور یہ لزوم دور دور تک بڑے بڑے اکابر کو شامل ہوتا ہے لیکن مسئلہ اصول فقہ کا یہ ہے کہ لازم مذہب قائل کا مذہب نہین ہوتا ہے علاوہ اسکے جو

مذکورہ حق مین اوس قائل کے جاری ہوسکتے ہین جسکے قول کی تاویل کسی منہج پر ممکن نہو اور وہ عمداً التفوہ بکلمۂ کفر کرے جسنے بیان خوف ورجا کا رسالہ صدق اللجا مین استقلالاً لکہا ہے اور بعض رسائل مین بیان حسن خاتمہ وسوء خاتمہ کا اور ان دونون کے اسباب کا کیا ہے اونکی طرف رجوع کرنا چاہیے اور اس تقریر ملا صاحب مین اشارہ طرف عدم اعتبار منام علی الاطلاق کے گذر چکا سو تحقیق حقیق برخلاف اسکے ہے یعنی نفس رؤیا دین اسلام مین ثابت ہے اور ایک جزء ہے ہم جزء نبوت سے اور منجملہ مبشرات کے ہے خصوصاً جبکہ مطابق شرائط صحیحہ کے پائی جائے رہی یہ بات کہ اثبات احکام ومسائل اصول وفروع مین بہی مستقل ہے یا نہین سو نہین ہے اور ظاہراً نفی رؤیت وعدم اعتداد منام سے مراد ملا صاحب کی یہی شق اخیر ہے سو یہ ٹہیک ہے

چو غلام آفتابم ہمہ ز آفتاب گویم		نہ شبم نہ شب پرستم کہ حدیث خواب گویم	

رزقنا الله حسن العقيدة والتوبة الصحيحة الوثيقة وتوفيق العلم النافع والعمل الصالح المقرونين بالاخلاص الرافع وحسن الخاتمة في آخر النفس لواقم بان قرن بين علم اليقين والعين اليقين وقر عيننا بكشف مقام حق اليقين وسلام على المرسلين والحمد لله رب العالمين +

مسئلۂ حج اکبر علما کا اختلاف ہے کہ معنی حج اکبر ویوم الحج الاکبر کے کیا ہین بعض نے کہا حج کو حج اکبر اسلیے کہتے ہین کہ عمرہ حج اصغر ہے کیونکہ اعمال عمرہ کے قلیل ہین اور مشقت اوسمین کم ہے یا مرتبہ ومقام عمرہ کا حج سے ناقص ہے مجاہد نے کہا حج اکبر قران ہے اور حج اصغر افراد یہی ہمارے مذہب کے ملائم حال ہے اور اسی کو جمہور علماء محققین وفقہاء ومحدثین اور جامعین طرق احادیث نے مطابق بیان حافظ ابن حزم کے جو کہ اونہون نے ایک تصنیف مختص بہذا الباب مین لکہا ہے اختیار کیا ہے اور امام نووی وغیرہ نے بہ تبعیت کلام مذکور ہو الصواب کہا ہے اور ابن عباس کہتے ہین

یوم الحج الاکبر عرفہ کا دن ہے اگرچہ اوسدن جمعہ نہو اور یہ رفعًا بھی مروی ہے اور اسی طرح
عمر بن خطاب وغیرہ اصحاب سے موقوفًا بھی آیا ہے اور یہی قول ایک جماعت اکابر تابعین کا بھی ہے
جیسے عطا و طاؤس و مجاہد و سعید بن المسیب وغیرہم اور ائمۂ دین بھی اسیکے قائل ہین مسور بن
مخرمہ نے تفسیر یوم الحج الاکبر مین رفعًا کہا ہے کہ یوم عرفة هذا يوم الحج الاکبر رواه
ابن ابی حاتم وابن مردویہ وغیرهما ابن عباس نے کہا عرفہ کا دن حج اکبر کا دن اور
مباہات کا دن ہے اللہ تعالیٰ اسدن مین ملائکہ آسمان پر ساتھہ اہل ارض کے مباہات کرتا ہے
اور فرماتا ہے جاؤنی شعثا غبرا آمنوا بی ولم یرونی وعراتی وجلالی لاعفرن
لهم رواه ابن المنذر وغیره ابن ابی شیبہ اور ایک جماعت نے عمر رضی اللہ عنہ سے
روایت کیا ہے کہ حج اکبر یوم عرفہ ہے ابن جریر نے ابن الزبیر سے نقل کیا ہے کہ حج اکبر یوم عرفہ ہے
یہی قول علی مرتضی کا بھی ہے ایک جماعت نے کہا یوم الحج الاکبر یوم نحر ہے یحیی بن الجزار
کہتے ہین علی مرتضی دن نحر کے ایک بغلۂ بیضا پر طرف جبانہ یعنی عیدگاہ کے نکلے ایک آدمی
نے آکر باگ اونکے دابہ کی پکڑ کر کہا کہ یوم الحج الاکبر کیا ہے کہا یومك هذا وخل سبيلها
وکذا روی الترمذی عنه وابو داؤد عن ابی هريرة اسی طرح عبد اللہ بن ابی اوفی
و مغیرہ بن شعبہ سے بھی مروی ہے شعبی و نخعی و سعید بن جبیر و سدی بھی اسیکے قائل ہین
شاید اسکا نام حج اکبر اسلئے رکھا ہے کہ اکثر اعمال حج کے اسی مین ادا کئے جاتے ہین جیسے
رمی و ذبح و حلق وغیرہا ولہذا ابن ابی اوفی کہتے ہین کہ حج اکبر یوم النحر ہے اس دن مین
سر کے بال اوتارے جاتے ہین خون بہایا جاتا ہے اور جو چیز حرام تھی وہ حلال ہوجاتی ہے
سعید بن مسیب نے کہا حج اکبر دوسرا دن نحر کا ہے تو نے نہین دیکھا کہ امام اوسدن خطبہ پڑھتا
ہے بعض نے کہا تقدیر یہ ہے یوم تمام الحج الاکبر اور تاتارخانیہ مین محیط سے نقل کیا ہے

کہ آیت مین مراد حج اکبر سے طواف افاضہ ہے کیونکہ اتمام حج کا اسی سے ہوتا ہے اور یہ آخر ارکان
حج ہے لکن کسی شئی کو کسی شئی کے ساتھہ وصف کرنیسے نفی ماعدا کے اوس شئی سے لازم نہین
آتی ہے اسلئے جمع بین الاقوال یون ہوسکتی ہے کہ مراد یوم سے نہار عرفی نہین ہے بلکہ
مقصود اوس سے معنی لغوی ہین یعنی مطلق ایک وقت اوس زمانے کا جسمین اعمال حج
شرعی کے ادا کئے جاتے ہین اسیکی تقویت اس قول مجاہد مین ہے کہ یوم الحج الاکبر
ایام منیٰ ہین سفیان ثوری کہتے تہے سارے ایام منی کے ہین مثل یوم صفین و یوم بعاث
کہ مراد اس سے حین و زمان ہے کیونکہ جنگ مذکور ایام کثیر تک قائم رہی تہی حاصل یہ ہے
کہ مراد یوم سے نہار نہین ہے جسطرح کہ اطلاق لفظ سے متبادر ہوتا ہے بلکہ یوم بمعنی وقت
مطلق ہے اپنے بعض اطلاقات پر سوا سجگہ بعض وقت مراد ہے اس صورت مین یہی بیا
ہے کہ مراد یوم عرفہ ہو بلکہ یہ دن اولی تر ہے ساتہہ اطلاق یوم الحج کے کیونکہ رکن اعظم حج
کا اسی دن مین واقع ہوتا ہے اور جو شخص عرفہ کے دن وقوف کرتا ہے اوسکا حج تمام ہوا
اور فوت حج کا اوسکے حق مین متصور نہوا ولہذا حضرت نے فرمایا ہے الحج عرفة رواہ احمد
واصحاب السنن الاربعة وغیرہم اور عبداللہ بن حارث بن نوفل نے کہا یوم الحج الاکبر
وہ دن ہے جسمین رسول خدا صلعم نے حج کیا تہا اور یہ ظاہر ہے اسلئے کہ اوسدن عزت مسلمانون
کی اور ذلت مشرکین کی نمایان ہوئی تہی یہی قول ابن سیرین کا بھی ہے انہون نے اسدن کے
اکبر ہونیکی یہ تعلیل کی ہے کہ اوسدن مسلمانون کا حج اور یہود و نصاریٰ و مشرکین کی عید
مجتمع ہوئی تھی یہ اجتماع کبہی پہلے اس سے اور بعد اوسکے نہوا قبلیت اس اجتماع کی مسلم ہے
رہی بعدیت سو اس اعتبار سے ہے کہ اوس موقف مین جناب رسالت بخصوصیت ظاہر تشریف
رکہتے تہے اسمین کچہ شک نہین ہے اور اگر اس خصوصیت سے قطع نظر کرین تو بہی تحقق حج مسلمین کا

دن اونکے ایک یادوعید کے ہوتا ہے اور اکثر افعال یا سارا اعمال دن شنبہ کے کہ یہود کی عید ہے
یا دن یکشنبہ کے کہ نصاریٰ کی عید ہے واقع ہوتی ہین رہی عید مشرکین کی سو باعتبار ارکان کے متصور
ہوسکتی ہے لکن بحمدہ تعالیٰ حق آیا اور باطل گیا توضیح اس بحث کی یہ ہے کہ حدیث مین لفظ یوم
سے ارادہ معنی وقت مطلق کا کیا ہے جو کہ خاص ہے ساتھ دن جمعہ کے کہ عید مومنین ہے اور اسی
دن مین مسلمانون کا حج ہوا تھا اسی طرح روز شنبہ و یکشنبہ سے ہر دو عید اہل کتاب مراد ہین اور
روز دوشنبہ سے وہ دن جسمین عید مشرکین کی ہوا کرتی تھی اس اعتبار سے کہ وہ تیسرے دن
حج کے تفاخر کرتے تھے کما اشار الیہ سبحانہ بقولہ فاذا قضیتم مناسلکم فاذکروا
اللہ کذکرکم آباءکم اواشد ذکرا ای اکثر واوفر عرب جب حج سے فارغ ہوتے منی مین
یا نزدیک کعبہ کے کھڑے ہوکر اپنے آباء و اجداد کے مفاخریان کرتے اللہ تعالیٰ نے اونکو حکم دیا کہ تم
اللہ کا ذکر کرو اوسکا شکر بجالاؤ کہ اوسنے تمپر اور تمہارے آباء پر احسان و انعام کیا ہے الحاصل
یوم الحج الاکبر مین چار قول ہین ایک یہ کہ عرفہ کا دن ہے دوم یہ کہ یوم النحر ہے سوم یہ کہ طواف افاضہ
کا دن ہے چہارم یہ کہ سارے ایام حج ہین اور حقیقت مین کچھہ تعارض ان اقوال مین نہین ہے
اسلئے کہ اکبر و اصغر دو امر نسبی ہین پس جمعہ کے دن کا حج غیر یوم جمعہ سے اکبر ہے اور حج قران
حج افراد سے اکبر ہے اور مطلق حج عمرہ سے اکبر ہے اور ان سب کا نام حج اکبر ہے اور بحسب مقام
امور کے متفاوت ہین اسی طرح ایام مین کہتے ہین کہ یوم عرفہ دن تحصیل حج اکبر کا ہے جو کہ مطلق
حج ہے اور یوم النحر دن تمام حج اکبر کا ہے بسبب تحلیل کے اور دن طواف کا دن تمام تحلل کا ہے تو وہ
سب ایام حج کے ٹھہرے یعنی اعمال حج اور اوسکے ارکان و واجبات ان ایام مین واقع ہوتے
اور تحقیق یہ ہے کہ کریمہ واذان من اللہ ورسولہ الی الناس یوم الحج الاکبر سے
مراد ایام حج ہین سال نہم ہجرت مین حضرت نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو امیر الحاج کرکے بھیجا تھا

اور صدر سورۂ برات کو ہمراہ علی مرتضی کے ارسال کیا تھا کہ کفار کو پڑہکر سنادین تاکہ مشاعر عظام اہل شرک وآثام سے وقت حج رئیس اہل التقوی وسید الانام کے خالی ہوجائین جسطرح کہ یہ ندای منادی آنحضرت مشعر ہے الا لا یحجن بعد العام مشرک اسی کی مؤید یہ حدیث سمرہ ہے نزدیک طبرانی و ابن مردویہ کے کہ حضرت نے فرمایا ہے یوم الحج الاکبر یوم حج ابو بکر بالناس اس قضیہ مین اشارہ جلیہ ہے طرف خلافت ابی بکر صدیق کے کہ حضرت نے اونکو ہر عبادت مین جو کہ قابل خلافت تھی خصوصًا عبادت حج مین کہ مشتمل ہے طاعت بدنیہ ومالیہ پر اپنا نائب مقرر فرمایا تھا ولہذا کہا ہے کہ وہ حج ابو بکر کا تطوع تھا اور حجۃ الاسلام اونھون نے ہمراہ سید الانام علیہ الصلوۃ والسلام کے کیا تھا تاکہ اونکا فرض بر وجہ تمام واقع ہو اس قصہ مین علماء حنفیہ کا ماخذ ہے دربارۂ تجویز ایسے شخص کے جسپر حج واجب ہو اور وہ نیت تطوع کی کرے خلافا للشافعیۃ لکن اتنی بات ہے کہ فرض ہونا حج کا صدیق رضی اللہ عنہ پر ابتداءً معلوم نہین ہے اور بھیجنا علی مرتضی کا واسطے تائید صدیق کے تھا ولہذا جب جناب امیر سے پوچھا کہ تم امیر ہو یا مامور تو کہا بلکہ مامور اور سبب تقویت کا یہ تھا کہ نبذ عہد ایسے شخص کی زبان سے ہونا جو کہ عشیرۂ صاحب عہد سے ہو اقوی وآکد تھا نزدیک عرب کے ولہذا جب حضرت سے ذکر اسبات کا آیا تو فرمایا ارسلت علیا عقب الصدیق اور محتمل ہے کہ نزول سورۂ برات کا بعد خروج صدیق کے ہوا ہو بالجملہ علی مرتضی مامور تھے ساتھ متابعت صدیق کے اس امر مین اسیطرح قضیۂ امامت صدیق مین بھی بزمانۂ مرض نبوی سو یہ ایک اقوی دلیل واونی تعلیل ہے افضلیت صدیق رضی اللہ عنہ پر اور اسبات پر کہ وہ احق ہین ساتھ خلافت عظمی وامامت کبری کے ولہذا وقت اختلاف کے امر خلافت مین بعض اجلاء صحابہ نے کہا تھا کہ جب حضرت نے ابو بکر کو ہمارے امر دین کے لئے پسند فرمایا تو کیا ہم اونکو اپنے دنیا کے لئے اختیار نکرین رہا اطلاق حج اکبر کا حج مخصوص پر بطریق عموم کے یوم عرفہ پر جبکہ وہ دن جمعہ کے

واقع ہو جسطرح کہ لوگونکی زبان پر جاری و مشہور ہے والسنۃ الخلق اعلام الحق سو یہ ایک امر
آخر ہے اور ایک اصطلاح عرفی ہے لکن مارأہ المومنون حسنا فھو عند اللہ حسن ہمارا
مقصود اس رسالہ مین بیان کرنا اسی مسئلہ کا ہے سو امام زیلعی نے شرح کنز الدقائق مین لکھا ہے
اور یہ ایک عالم حنفی اور محدث جلیل ہین ملت حنفیہ کے کہ طلحہ بن عبید اللہ جو کہ عشرہ مبشرہ مین سے
ہین وہ کہتے ہین کہ حضرت نے فرمایا ہے افضل الایام یوم عرفۃ اذا وافق یوم الجمعۃ و
ھو افضل من سبعین حجۃ فی غیر جمعۃ رواہ رزین بن معاویۃ فی تجرید الصحاح
مین کہتا ہون ملا علی قاری نے کہ اس مقام مین وہم ہوا ہے طلحہ وہ نہین ہین جو کہ عشرہ مبشرہ مین ہین
بلکہ یہ طلحہ بن عبید اللہ بن کریز بفتح کاف ایک تابعی ہین کما فی فتح الباری لکن علی قاری نے
یہ بات بتبعیت امام نووی لکھی ہے اور ولی عراقی نے کلام طبری سے اخذ کرکے اوپر اعتراض کیا ہے
کہ وہ تو ایک تابعی ثقہ ہین اس صورت مین یہ حدیث مرسل ٹھیری کذا فی منح الفتاح شرح
الایضاح لابن حجر المکی اور زرقانی شرح موطا مین کہا ہے طلحہ بن عبید اللہ بن کریز بفتح کاف
وکسر راء و سکون تحتیہ و زای منقوطہ خزاعی ہے وثقہ احمد والنسائی وھو تابعی و وھم
من ظنہ احد العشرۃ لانہ تیمی واسم جدہ عثمان وھذا خزاعی جدہ کریز انتہی
اسکے بعد ملا علی قاری کہتے ہین کہ بعض محدثین نے اس حدیث کی اسناد کو ضعیف کہا ہے سو بر تقدیر
عدم صحت کے بھی کچھ مضر مقصود کو نہین ہے اسلئے کہ حدیث ضعیف فضائل اعمال مین نزدیک جمیع
علما و ارباب کمال کے معتبر ہے انتہی مین کہتا ہون یہ دعوی کہ سبکے نزدیک حدیث ضعیف فضائل
اعمال مین اعتبار رکھتی ہے صحیح نہین ہے اسلئے کہ احکام شرع کے متساوی الاقدام ہین اور ثبوت
حکم کا حدیث ضعیف سے نہین ہو سکتا جسطرح کہ کتاب نیل الطالب مین فتاوی شوکانی سے نقل کیا
کہا ہے پھر ملا علی قاری کہتے ہین کہ بعض جہال نے کہا ہے کہ یہ حدیث موضوع اور باطل مصنوع ہے

سو یہ قول مردود علیہ و منقلب الیہ ہے اسلئے کہ امام رزین عبدری کبراء محدثین و عظماء مخرجین مین سے
ہین اونکی نقل ایک سند معتمد ہے نزدیک محققین کے اور اونھون نے اس حدیث کو تجرید صحاح ستہ
مین ذکر کیا ہے سو یہ روایت اگر صحیح نہین ہے تو لااقل ضعیف ہے اور معتضد ہے ساتھ اس روایت کے
کہ ان العبادۃ تضاعف یوم الجمعۃ مطلقا سبعین ضعفا بل بمائۃ ضعف کما
سیاتی اور امام نووی نے اپنے منسک مین ذکر کیا ہے کہ قیل اذا وافق یوم عرفۃ یوم جمعۃ غفر
لکل اھل موقف انتہٰی اور اسکو ابو طالب مکی نے قوت القلوب مین بعض سلف سے نقل کیا ہے
اور ابن جماعۃ نے حضرت تک سند کیا ہے اور سیوطی نے اوسکو محرر و مقرر رکھا اور قاعدہ یہ ہے کہ تعدد
طرق سے حدیث قوی ہو جاتی ہے اور اصلیت پر دلالت کرتی ہے انتہی مین کہتا ہون نووی نے
بلفظ قیل صیغہ تمریض کہا ہے اور ابو طالب صوفی ہین علاوہ اسکے ناقل سلف سے ہین نہ حضرت سے
اور ابن جماعۃ فقیہ ہین اور سیوطی کی تحریر تقریر پر اطلاع نہین ہے کہ کچھ کہا جاوے اور صورت ضعف
مین حجت قوی نہین ہو سکتی ہان استیناس افضلیت کا فی الجملہ ہو سکتا ہے سو اور وجوہ آیندہ
سے بھی پایا جاتا ہے نہ خاص اس حدیث سے واللہ اعلم بعض نے یہ استشکال کیا ہے کہ ان اللہ
یغفر لاھل الموقف مطلقا آیا ہے پھر وجہ تخصیص کے ساتھ یوم جمعہ کے کیا ہے سو جواب
اسکا یہ ہے کہ وقفہ یوم جمعہ مین مغفرت حاج اور غیر حاج سب کی ہوتی ہے جو کوئی اوس دن وہان
حاضر ہوا اور غیر جمعہ مین فقط حاج کی مغفرت ہوتی ہے نہ سائر مردم کی لکن اس جواب مین یہ استشکال
ہے کہ حدیث ابن عمر مین آیا ہے کہ حضرت نے فرمایا لا یبقی احد یوم عرفۃ و فی قلبہ وزن
ذرۃ من ایمان الا غفر لہ فقال لہ رجل یا رسول اللہ الاھل عرفۃ خاصۃ ام للناس
عامۃ فقال بل للناس عامۃ رواہ ابن الجوزی وغیرہ ظاہر اس حدیث کا عام ہے
عرفہ کو خواہ دن جمعہ کے واقع ہو یا نہین حالانکہ عبرت عموم لفظ کو ہے نہ خصوص سبب کو سو دفع اس

اشکال کا یون ممکن ہے کہ روایت طبرانی مین رفعاً آیا ہے ان الرحمۃ تنزل علی اطراف الموقف
ثم تعم ویغفر لمن یحاذی بهم ثم تفرق فی الارض من هنالك کوئی کہے کہ اس حدیث مین
تو فقط مغفران اہل موقف کا دن جمعہ کے ذکر ہے پھر غفران حاج وغیر حاج یعنی چہ تو اسکا جواب
دیتے ہین کہ مراد حاج سے متلبس بنسک ہے اور غیر حاج سے وہ شخص مراد ہے جو کہ متلبس بنسک نہین ہے
یعنی محرم نہو اور بعض نے کہا ہے کہ لفظ اہل موقف شامل ہے اوس مسلمان کو جو کہ زمین عرفہ مین ہے
اور اوس کو جو وہان نہین ہے کیونکہ ہر مسلم اسکی اہلیت رکھتا ہے شاید اظہر یہ ہے
کہ مراد حاج سے کامل الحج ہے جو کہ مراعی شرائط حج کا ہے اور اس بات کا استحقاق رکھتا ہے
کہ یون کہا جاوے کہ اوسکا حج مبرور و مقبول ہے اور مراد غیر حاج سے مقصر فی الامر ہے تصحیح نیت
مین مثلاً جسطرح کہ اکثر لوگ حج بطور افتخار و ریا و سمعہ و تنزہ و تفریح و تجارت اور سائر اغراض فاسدہ و اعوض
کاسدہ کے کیا کرتے ہین اسی معنی مین وہ لوگ بھی ہین جو کہ بعض شرائط و ارکان و واجبات حج کے جہلاً
یا سہواً ترک کرتے ہین یا حج مین مال حرام صرف کرتے ہین اور مثل اسکے جو کہ مستحق اسبات کے ہین کہ
اونکے حج کے حق مین یون کہا جاوے لا لبیك و لا سعدیك و حجك مردود علیك
اور یہ بھی ایک جواب ہو سکتا ہے کہ مراد غیر حاج سے وہ شخص ہے کہ فوات حج پر متاسف ہے حالانکہ حج
پر قادر تھا یا مراد وہ شخص ہے جو کہ آنیسے عاجز رہا حالانکہ تصمیم عزم و قصد جزم رکھتا تھا کیونکہ حدیث
مین آیا ہے کہ نیۃ المومن خیر من عملہ اور حضرت نے بعض غزوات مین اپنے اصحاب سے فرمایا تھا
ما سرتم مسیرا فی سبیل اللہ الا جماعۃ من اهل المدینۃ معکم حیث حبسهم
العذر یا مراد غیر حاج سے وہ شخص ہے جو کہ راہ حج مین مرگیا ہے یا اوس سے وقوف عرفہ کا بسبب
احصار کے فوت ہوگیا ہے اور یہ بھی ممکن ہے کہ ان سب وجوہ کو اخذ کیا جاوے اسلیے کہ اللہ تعالے
کا فضل وسیع اور اوسکا کرم بدیع ہے اور ابن جماعہ نے اصل اشکال کا یہ جواب دیا ہے کہ احتمال

ہے کہ اللہ تعالی سب کو دن جمعہ کے بخشدے بغیر واسطہ اور غیر جمعہ مین ایک قوم کو حوالہ دوسری قوم
کی کرے اسی کو مویّد وہ روایت ہے جو کہ دربارۂ مطلق عرفہ آئی ہے کہ اللہ تعالی اونکی سیئی محسن کو
بخشدیتا ہے کوئی کہے کہ موقف مین ایسے لوگ بھی ہوتے ہین کہ جنکا حج قبول نہین ہوتا تو پھر اوسکی
بخشش کسطرح ہو سکتی ہے تو یہ کہینگے احتمال ہے کہ اوسکے گناہ مغفور ہون اور اوسکو ثواب حج مبرور
کا نہ ملے کیونکہ مغفرت کچھہ مقید بقبول نہین ہے اور یہ تاویل اوسی وقت لازم آتی ہے کہ احادیث
مغفرت کی واسطے جمیع اہل موقف کے ٹھہرین تو اس قید کا ہونا ضرور ہے جسطرح کہ بعض نے ذکر
کیا ہے اسکی مویّد یہ روایت ہے کہ ان حجۃ غیر مقبولۃ خیر من الدنیا ومافیھا
اور محتمل ہے کہ حصول قبول کا بروجہ شمول وصول مغفرت کا بطریق عموم رحمت اختصاص
وقفۂ جمعہ مین سے ہو کوئی کہے کہ جب مغفرت ہر تقدیر پر حاصل ہے تو پھر تخصیص مین کیا فائدہ
ہے واسطے مغفور لہ کے تو اسکا جواب یہ ہے کہ وہ مزید تنویہ بالشرف اور کمال مغفرت و استقلال
رحمت جو کہ اس قرب مین ہے اور یہ قرب محتاج کسی واسطہ کا نہین ہے کافی ہے توضیح اسکی
یہ ہے کہ عوام اسدن واصل رتبۂ خواص اور خواص واصل رتبۂ اخص واہم جدا ہو جاتے ہین اور یہ
بات نہین ہے مگر بسبب تضاعف اجر و ثواب کے باعتبار شرف زمان و تحقق اقتران کے اور
جسطرح کہ امکنۂ مشرفہ کو مزیت بین شرف اعمال کے دخل ہے اسی طرح ازمنۂ مشرفہ کو مزید ثواب
افعال مین تاثیر ہے اور اسمین شک نہین ہے کہ جمعہ کا دن افضل ایام اسبوع ہے اور یوم عرفہ
افضل ایام سال ہے سو جب یہ دونون جمع ہوئے تو وہ حج نوراعلی نور ہو گیا یھدی اللہ لنورہ
من یشاء ومن لم یجعل اللہ لہ نورا فمالہ من نور۔ اور منجملہ مزایای اس اقتران کے ایک
یہ بات ہے کہ جمعہ مین ایک ساعت ایسی ہے کہ اوسمین دعا قبول ہوتی ہے بخلاف غیر جمعہ کیونکہ
جمعہ کو ایک مزیت کاملہ و مرتبۂ فاضلہ حاصل ہے اور جمہور کہتے ہین کہ وہ ساعت جمعہ کے وقت خطبہ

کے ہوتی ہے اور ایک جماعت نے کہا ہے کہ بعد عصر سے تا غروب ہوتی ہے اور کسی نے کہا کہ
زوال سے تا غروب سو یہی انسب بمقام و اقرب بعموم ہے مین کہتا ہون ساعت جمعہ مین قریب
چالیس قول کے ہین اور اقویٰ قول یہ ہے کہ بعد عصر سے متصل غروب تک ہوتی ہے اور یہی وقت
وقوف عرفہ کا ہے ولہٰذا آنحضرت صلعم بعد غروب کے عرفہ سے طرف مزدلفہ کے افاضہ کرتے تھے
واللہ اعلم ازانجملہ ایک مزیت اس دن کو یہ ہے کہ جمعہ کا نام جنت مین یوم المزید ہوگا اوسمین زیادت
نعمت اور رویت لقاء الٰہی اور سماع کلام حق سبحانہ وتعالیٰ ہوگا اور یہ دونون دن جمعہ وعرفہ کے
شاہد ومشہود ہین آیۂ کریمہ مین اور اللہ نے ان دونون کی قسم کھائی ہے علی بن ابی طالب نے
قولہ تعالیٰ وشاھد ومشھود مین کہا ہے کہ شاہد دن جمعہ کا ہے اور مشہود دن عرفہ کا
اور ابوہریرہ نے رفعاً کہا ہے الیوم الموعود یوم القیامۃ والمشھود یوم عرفۃ والشاھد
یوم الجمعۃ ما طلعت الشمس ولا غربت علی یوم افضل من یوم الجمعۃ
رواہ حمید بن زنجویہ یہ دلیل ظاہر ہے اس بات پر کہ تنہا دن جمعہ کا افضل ہے تنہا یوم عرفہ
سے اسی ثابت ہوا کہ یہ دن سید الایام ہے جس طرح کہ السنۂ انام پر مشہور ہے پھر یہ بات ہے کہ دن
جمعہ کا یوم المغفرۃ ہے مثل یوم عرفہ کے انس سے رفعاً آیا ہے ان اللہ تبارک وتعالیٰ
لیس تبارک احدا من المسلمین یوم الجمعۃ الا غفر لہ رواہ ابن عدی
والطبرانی فی الاوسط بسند جید اور یہ دن جمعہ کا یوم العتق ہے مثل یوم عرفہ کے انس
رفعاً کہتے ہین ان یوم الجمعۃ ولیلۃ الجمعۃ اربعۃ وعشرون ساعۃ لیس فیھا ساعۃ
الا وللہ فیھا ستمأۃ عتیق من النار کلھم قد استوجبوا النار رواہ البخاری فی
تاریخہ وابو یعلی واخرجہ ابن عدی والبیھقی فی شعب الایمان بلفظ ان للہ
فی کل جمعۃ ستمأۃ الف عتیق وزید فی روایۃ یعتقھم من النار کلھم قد استوجبوا النار

یہ روایت مناسب اس مقام کے اور موافق قول بعض علمار کرام کے ہے کہ اہل موقف جبکہ لاکھ ہوتے ہین اگر اس سے کم ہوتے ہین تو فرشتون سے گنتی اس عدد کی کامل کیجاتی ہے ملائکہ حاضر ہوجاتے ہین دن جمعہ کا یوم المباہات ہے مثل یوم عرفہ کے ابن سعد نے طبقات مین حسن بن علی رضی اللہ عنہما سے رفعاً روایت کیا ہے کہ ان اللہ تعالی یباھی بالملائکۃ بعبادہ یوم عرفۃ یقول عبادی جاؤنی شعثا غبرا یتعرضون لرحمتی فانی اشھدکم انی قد غفرت لمحسنھم وشفعت محسنھم فی مسیئھم واذا کان یوم الجمعۃ فمثل ذلک یہ برہان واضح ہے اس بات پر کہ اجتماع ان دونون دن کا موجب ہے زیادت مغفرت وشمول رحمت وعموم قبول وشمول حصول وصول کو اور جو شخص اسکا انکار کرے وہ جاہل ہے اوسکو منقول ومعقول پر کچھہ اطلاع نہین ہے جمعہ کے دن حسنہ مضاعف ہوتا ہے طبرانی نے ابو ہریرہ سے رفعاً روایت کیا ہے تضاعف الحسنۃ یوم الجمعۃ ایک حدیث مین ستر ضعف آیا ہے یہی ملائم اس محل کے ہے حمید بن زنجویہ نے فضائل اعمال مین سعید بن رافع سے روایت کیا ہے من عمل یوم الجمعۃ ضعف بعشرۃ اضعافہ فی سائر الایام اس حساب سے مضاعفت ستر ضعف پر بھی زیادہ ہوتی ہے اور سو عدد تک پہنچتی ہے یہی مطابق اس قول آنحضرت کے ہے اذا وافق یوم عرفۃ یوم جمعۃ فھو افضل من سبعین حجۃ اس سے ظاہر ہوا کہ مراد سبعین سے کثرت ہے نہ تحدید وتعیین حضرت کا حج دن جمعہ کے واقع ہوا تھا اسمین موافقت ہے ساتھہ حضرت کے اور اللہ تعالی افضل ہی کو بروجہ اکمل واسطے سید رسل کے اختیار کرتا ہے **ف** بیان اسکا یہ ہے کہ حضرت نے ادا ےحج مین بعد وجوب کے تاخیر کی باوجود تحقق اس آیت کریمہ کے سارعوا الی مغفرۃ من ربکم اس جگہہ سے علمائ کا اختلاف ہوا سبب تاخیر مین باوجود وجوب حج کے علی الفور بعد ثبوت شرائط وجوب وادا کے نزدیک اکثر علمار کے بعض نے کہا یہ تاخیر بسبب وقوع نسیئی کی طرف سے کفار کے ہوئی تھی جس سے ادا کرنا حج کا

بعض عوام میں مشہور ہے کہ حج میں التزام تھا اس سے بطلان اس قول کا کہ ابو بکر نے حج ذی قعدہ میں
کیا تھا ثابت ہوا بلکہ اونکا حج ذیحجہ ہی میں ہوا تھا بعض نے اسکا سبب تاخیر کا یہ لکھا کہ جب حضرت نے
ارادہ حج کا کیا تو لوگوں نے ذکر کیا کہ کفار طواف بیت کا برہنہ ہوکر کرتے ہیں اور مسلمان مشرکین کے ساتھ ہو جاتے ہیں
کیونکہ مشرکین کو امن دی گئی تھی ایک مدت معلوم تک اور اونکا عہد ہو گیا تھا اسکے سوا اور سبب
تاخیر کے تھے اسلئے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو امیر حج بناکر بھیجا اور پیچھے علی مرتضیٰ کو واسطے سورۂ براءت دیکر
روانہ کیا کہ کفار پر نبذ عہد کا مضمون پڑھ دیں اور کہدیں کہ لا یحج بعد العام مشرک کما
اشار الیہ سبحانہ وتعالیٰ بقولہ یا ایہا الذین امنوا انما المشرکون نجس فلا یقربوا
المسجد الحرام بعد عامہم ہذا اور ننگی حرام ہوئی وغیر ذلک اور کچھ دور نہیں ہے کہ تاخیر حج کی
اسلئے ہوئی ہو کہ سید الانام کا حج سید الایام والاعوام میں واقع ہو کہ یہی لائق تر بمقام جناب رسالت
مآب تھا اور یہ حج شرعاً حج سے افضل تر ہو واسطے جبر فوات حج کے بعد ہجرت کے کوئی کہے کہ ظاہر نص
مسائل دلیل ہے جواز تاخیر حج پر وقت وجوب سے تو اسکا جواب یہ ہے کہ حضرت کو وحی سے معلوم ہو گیا
ہوگا کہ وہ تا حیات رہینگے کہ حج کریں اور دین خدا تمام ہو یا محمول ہے فقد بعض شروط وجوب وادا
پر اس صورت میں تمسک نہیں ہو سکتا کیونکہ استدلال کو ہمراہ احتمال کے استقلال نہیں ہوتا ہے دوسرے
یہ کہ عدد عشرہ کو ہر مرتبہ میں مراتب حساب سے ایک طرح کا کمال ہے کما اومی الیہ قولہ تعالیٰ تلک عشرۃ
کاملۃ وقولہ سبحانہ واتممناها بعشر وقولہ تعالیٰ ولیال عشر اسی بنا پر ہے
عشرہ مبشرہ واصابع عشرہ بھی ہیں ونحو ذلک من الامور المعتبرۃ تیسرے یہ کہ اوس دن
یہ آیت اتری الیوم اکملت لکم دینکم علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں جب یہ آیت اتری عشیہ عرفہ
کو تو حضرت عرفہ میں کھڑے تھے رواہ ابن جریر وابن مردویہ اور باسانید متعددہ ابن عباس
وقتادہ وسعید بن جبیر وشعبی سے آیا ہے کہ یہ آیت نازل ہوئی اور حضرت عرفات میں کھڑے تھے

اور لوگ ہر طرف آپکو گہیرے ہوئے تھے اور منار جاہلیت ڈہا دی گئی اور اونکے مناسک مٹائے گئے اور شرک مضمحل ہو گیا اور کسینے طواف بیت کا عریان ہو کر نہ کیا اور کوئی مشرک اس سال حج مین ہمراہ حضرت کے نہ تہا رواہا السیوطی فی الدر المنثور اور محی السنہ نے تفسیر معالم التنزیل مین کہا ہے کہ نزول اس آیت کا دن جمعہ کے یوم عرفہ مین بعد عصر کے حجۃ الوداع مین ہوا تہا اور حضرت عرفات مین ناقہ عضبا پر سوار تھے قریب تہا کہ عضد ناقہ کا ثقل سے اس آیت کے ٹوٹ جائے وہ اونٹنی بار وحی سے بیٹھ گئی پہر بغوی نے اپنی اسناد سے تا بخاری طارق بن شہاب سے یون روایت کیا ہے کہ ایک یہودی نے عمر بن خطاب سے کہا اے امیر المومنین ایک آیت ہے تمہاری کتاب مین جسکو تم پڑہا کرتے ہو اگر ہم پر گروہ یہود مین نازل ہوتی تو ہم اوسدن کو عید ٹہیراتے عمر نے کہا کون آیت ہے کہا الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا کہا قد عرفنا ذلک الیوم والمکان الذی انزلت فیہ علی رسول اللہ صلعم وھو قائم بعرفۃ یوم جمعۃ انتہی اس حدیث کو حمیدی و امام احمد و عبد بن حمید و بخاری و مسلم و ترمذی و ابن جریر و ابن المنذر و ابن حبان نے بہی طارق بن شہاب سے روایت کیا ہے بغوی کہتے ہین عمر رضی اللہ عنہ نے اشارہ کیا طرف اسکے کہ یہ دن ہماری عید ہے مین کہتا ہون کہ مشہور یہ ہے کہ جواب مین یون کہا انا جعلنا ذلک الیوم عیدین فی الحساب واللہ اعلم در منثور مین بروایت ابن جریر قبیصہ بن ذویب سے ذکر کیا ہے کعب نے کہا کہ اگر اس امت کے سوا کسی اور امت پر یہ آیت اوترتی تو اوسدن کو یاد رکھکر عید ٹہیراتے اور اوسمین جمع ہوتے عمر نے کہا اے کعب وہ کونسی آیت ہے کہا الیوم اکملت لکم دینکم عمر نے کہا مین جانتا ہون اوسدن کو جسمین یہ آیت اوتری اور اوس مکان کو جہان نازل ہوئی تہی وہ روز جمعہ یوم عرفہ ہے وکلاہما بحمد اللہ لنا عید ابن عباس نے یہ آیت پڑہی ایک یہودی نے کہا او نزلت ھذہ

الآیۃ علینا لاتخذنا یومہا عیداً ابن عباس نے کہا فانہا نزلت فی یوم عید بن اثنین
فی یوم جمعۃ یوم عرفۃ پھر کہا کان ذلک الیوم خمسۃ اعیاد جمعۃ وعرفۃ
وعید للیہود والنصاری والمجوس ولم تجتمع اعیاد اھل الملل فی یوم قبلہ
ولا بعدہ اخرجہ الطیالسی وعبد بن حمید والترمذی وحسنہ وابن
جریر والطبرانی والبیہقی فی الدلائل شاید مراد یوم سے اس روایت مین وقت ہے
تاکہ اطلاق عید یہود وما بعدہ کا اوس پر صحیح ہو اور مراد بقیہ اعیاد سے وقوع اون اعیاد کا تبعیت
سے اور لفظ یوم کا آیۂ کریمہ مین اپنی صراحت پر معنی نہار مین ہے سو دو عیدین مجتمع ہوئین جمعہ
وعرفہ لیکن وجہ نوراہم ہوئے کیونکہ ابن عباس سے رفعاً آیا ہے الجمعۃ حج المساکین رواہ ابن
زنجویہ فی ترغیبہ والقضاعی دوسرا لفظ اس روایت کا نزدیک قضاعی وابن عساکر کے
یہ ہے الجمعۃ حج الفقراء سو نور اہم ہونا دو حج کا یعنی حج حقیقی ومجازی کا اور حج اغنیاء وحج فقراء
کا موجب ہے اس بات کو کہ ایسے حج کا نام حج اکبر رکھا جائے واللہ اعلم وفضلہ اکرم و
اعظم انتہی کلام القاری حرمین کہتا ہون یہ آیت دلیل واضح ہے اس بات پر کہ دین اسلام
محتاج تکمیل کا رای وقیاس سے نہین ہے کیونکہ اگر اس حاجت کو ثابت وقائم رکھا جاوے گا
تو قول الٰہی مین کذب لازم آتا ہے اور شئی کامل وہی چیز ہوتی ہے جسمین کسی طرح کا نقصان
ظاہری وباطنی نہ پایا جائے سو یہ دین حق بحمدہ تعالیٰ اسی طرح پر ہے ولہذا محققین اہل علم نے
کہا ہے کہ آیات قرآنیہ واحادیث نبویہ متکفل فصل جملہ اقضیہ ہین تا یوم القیام اور حاجت الحاق
رای والصاق قیاس کے نہین ہین احتیاج طرف اجتہادات وتفریع کے اوسی کو ہوتی ہے
جو کہ ماہر اول کتاب وسنت بر وجہ اتقان نہین ہے اور جس سعادتمند کو توفیق عبور وعثور کی قرآن
وحدیث پر بروجہ تمام رفیق حال ہوئی ہے وہ حکم ہر مسئلہ کا اصل کتاب وسنت سے نکال کر

بتا سکتا ہے اکثر جزئیات احکام کے قرآن و حدیث مین موجود ہین خصوصاً جوابات سید الانام بات
سوالات صحابہ کرام کے چنانچہ رسالۂ بلوغ السول من اقضیۃ الرسول اسکا شاہد ہے اور جہان
کہین بعینہ کوئی جزئیہ دستیاب نہین ہوتا ہے اوس جگہہ کے لئے کلیات شریعت و عمومات
ادلہ کفایت کرتے ہین واسطے احادیث مین قرآن و سنت کو ثقلین فرمایا ہے اور کہا ہے کہ جب تک
تم ان دونون کے ساتھ تمسک رہوگے گمراہ نہوگے اس سے معلوم ہوا کہ ترک تمسک سے
گمراہی نصیب ہوتی ہے اور معنی تمسک کے یہی ہین کہ انھین دونون اصل اصیل کے ارد گرد سعی
اور تدبر و تفکر و تامل کرے نہ یہ کہ انکو ترک کر کے اور دار مدار احکام مسائل کا رای و قیاس و اجتہاد پر
رکھے جب سے اہل اسلام خصوصاً علماء کرام نے اس شیوہ کو ترک کر دیا ہے تب ہی سے غربت اسلام
نے ہر طرف سے ہجوم کیا ہے یہانتک کہ اب جو کچھ کیفیت ضعف مسلمین اور غربت اسلام کی ہے
وہ مخفی نہین ہے یہ ہزارون اسفار گرانبار فتاوای فروع کے مملو ہین آرا رجال و قیل و قال سے
اور کسی ایک فتاوی مین استدلال کتاب عزیز سے یا احتجاج سنت مطہرہ سے پایا نہین جاتا
تعامل خلق ایسی پر آٹھیرا ہے کہ ایک فقیہ دوسرے فقیہ متقدم کے اقوال کو اصول دین سمجھ کر اجتہاد
در اجتہاد اور تفریع در تفریع اور استنباط در استنباط کرتا چلا آتا ہے اور اس عمل در آمد اہل فقہ
سے مزاولت قرآن و حدیث کے بالکل السنۂ و قلوب متسمین بالعلم سے جاتی رہی اور توجہ خاص
و عام کی اس معجزۂ باقیہ و حجت الٰہیہ سے بالکل اوٹھہ گئی اور اسقدر اختلاف آراء و فرعیات
کا طول و عرض بڑھ گیا کہ اصل مدعا فوت ہو گیا اور لبّ مستور ہو کر قشر پر جمود ہو گیا ؎

	فسلام علیکم		کان ما کان بیننا	

یہ محل اس تحریر کی اطالت کا نہین ہے اطلاعاً یہ تقریر لکھی گئی اور اس مسئلۂ خاص مین خود
کلام ملا علی قاری سے یہ بات ثابت ہے کہ ایسے حج پر تسمیہ حج اکبر کا کسی نص صریح و دلیل صحیح سے

ثابت نہین ہے جمع مین الروایات سے افضلیت ایسے حج کی جو دن جمعہ کے واقع ہو نکلتی ہے ہم کو کچھ شک نہین ہے کہ خصائص جمعہ بہت ہین سیوطی نے رسالہ نور اللمعہ مین اون سب خصائص کو جمع کیا ہے اور ایک سو کے قریب گنا ہے پس اجتماع جمعہ و عرفہ مین مزیت ظاہرہ ہے اور حج اکبر کا لفظاً مجازاً بول سکتے ہین گویا ایک اصطلاح جدید ہے ولا مشاحۃ فی الاصطلاح ورنہ اطلاقات کتاب و سنت مین استعمال اس لفظ کا حق مین ایسے حج جامع جمعہ و عرفہ پر پایا نہین جاتا اسکے بعد ملا علی قاری نے کہا ہے کہ مین بتوفیق الٰہی ہر وقفہ واقعہ فی الجمعہ مین اسبات کا ملتزم ہون کہ طرف سے حضرت رسالت کے محرم ہون کیونکہ بعض اکابر صوفیہ سے منقول ہے کہ وہ طرف سے حضرت کے اضحیہ کیا کرتے تھے بدل مین اوس اضحیہ کے جو کہ حضرت نے طرف سے اپنی امت کے کیا تھا یعنی وہ امت کہ اضحیہ کرنے سے عاجز تھی اور یہ کام کرنا ہم پر واسطے ادا و قضاء حق ہ کے بعض واجبات مین سے ہے کیونکہ حضرت کی آلاء و نعماء ہم پر بے حساب ہین اور میرا اعتقاد یہ بھی ہے کہ حضرت بجسب روح مکرم حضور سے اس مجمع معظم کے خالی نہین رہتے خصوصاً اس یوم مفخم مین جسطرح کہ حدیث صحیح مسلم اسپر دلیل ہے کہ حضرت نے موسیٰ و یونس علیہما السلام کو امین حرمین شریفین تلبیہ کہتے ہوئے اور طرف اللہ کے تضرع کنان آتے ہوئے دیکھا تو اب اسمین کچھ شک نہین ہے کہ حضرت اپنے زمان ولایت مین ساتھ اس منصب کے اولی تر ہین انتہی کلامہ رحمہ مین کہتا ہون کہ احرام باندھنا طرف سے حضرت کے اوس حج مین جو دن جمعہ کے واقع ہو یا قربانی کرنا طرف سے حضرت کے دن نحر کے جائز ہے کوئی دلیل مانع اس عمل سے نہین ہے بلکہ ثواب عبادات کا کوئی عمل خیر ہو مثل صدقہ کے ہر میت مسلمان کو نزدیک جمہور کے پہنچتا ہے لیکن حضور روح مبارک کا مجمع حج مین محتاج دلیل کا ہے اور جس حدیث مسلم سے اسکا استدلال کیا ہے وہ حدیث دلیل صریح اس مدعا پر نہین ہے اور نہ اوسکا یہ مطلب ہے کہ ارواح انبیاء علیہم السلام واسطے حج کے آیا کرتی ہین اسلئے کہ بعد موت کے پیغمبر ہو یا کوئی امتی سب سے تکلیف ساقط ہو جاتی

سے اور حضرت نے موسیٰ علیہ السلام کو اونکی قبر مین کہڑے ہوئے نماز پڑہتے دیکہا تہا سو وہ نماز کچہ بطور تکلیف کے نہ تہی اور اگر یہ آنا بطور تکلیف کے نہیں ہے بلکہ بلا تکلیف ہے تو واسطے اس دعوی کے نص صریح چاہئے کیونکہ مقصود حضرت کا حدیث مذکور سے بیان شرف بیت اللہ کا اور حج کرنا انبیا سابقین کا طرف اس گہر کے اونکے زمانۂ حیات مین ہے نہ بعد ممات کے اللہ تعالیٰ نے حضرت پر کیفیت سابقہ کو کشف کر دیا نہ یہ کہ اونکی روح ہر سال واسطے حج کے آتی ہے اسواسطے یہ استدلال ناتمام ہے اسی قبیل کا وہ اعتقاد ہے کہ مختلفین مولد نبوی یہ زعم رکہتے ہین کہ احتفال مذکور مین روح پر فتوح جناب رسالت رونق بخش ہوتی ہے اور اسی بنیاد پر واسطے تعظیم کے قیام کرتے ہین حالانکہ یہ امر مقاصد دین حق اور اخلاص توحید سے بمراحل بعید ہے واللہ اعلم ❊

مسئلہ ۹ فضائل نکاح اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے یا ایہا الذین آمنوا اتقوا اللہ حق تقاتہ ولا تموتن الا وانتم مسلمون سو منجملہ تقوی کے ایک نکاح ہے اور یہ نکاح منجملہ شعائر اسلام کے ہے اور فرمایا یا ایہا الناس اتقوا ربکم الذی خلقکم من نفس واحدۃ وخلق منہا زوجہا وبث منہما رجالا کثیرا ونساء واتقوا اللہ الذی تساءلون بہ والارحام ان اللہ کان علیکم رقیبا اس آیت شریف مین ذکر تزویج وتکثیر اولاد کا اور ارشاد طرف تقاوت وطہارت کے فرمایا ہے اور ذکر قرابت کا کیا ہے اور فرمایا واللہ جعل لکم من انفسکم ازواجا وجعل لکم من ازواجکم بنین وحفدۃ ورزقکم من الطیبات یہ درحقیقت ایک منت عظمی ہے رب کی بندون پر کہ اونکے لئے ازواج پیدا کئے اور اولاد اور اولاد کی اولاد دی وقال تعالیٰ وہو الذی خلق من الماء بشرا فجعلہ نسبا وصہرا وکان ربک قدیرا نسب وہ ہے جو باپ کی طرف سے ہو صہر وہ ہے جو جورو کی طرف سے ہو رشتہ کا حصر گویا انہین دو شکل مین کیا ہے ایک دوہیال دوسرے ننہیال اور فرمایا

وانکحوا الایامی منکم والصالحین من عبادکم وامائکم ان یکونوا فقراء یغنہم اللہ من
فضلہ واللہ واسع علیم سیف امر کا واسطے وجوب ہر اس سے نکاح ثانی کا کرا دینا واجب ٹھہرا پس جو
کوئی نکاح ثانی بیوہ کو عار سمجھے اور انکار کرے وہ گویا اللہ کی کتاب سے منحرف ہے اور یہ انحراف اوسکو کفر
تک پہنچا دیتا ہے اور فرمایا ومن آیاتہ خلق السموات والارض واختلاف السنتکم
والوانکم ان فی ذلک لآیات للعالمین یہ اختلاف زبان ولغت ولون کا ظاہر ہے
پھر کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ زبان ولون زوجین کا دگرگون ہوتا ہے جسطرح کوئی مرد ہندی
کسی زن عربی فارسی سے نکاح کرے یا بالعکس اسکے اور کوئی گورا مرد کالی عورت کو بیاہے یا بالعکس اسکے
اور یہ ثبت ہوا کرتا ہے حدیث انس میں فرمایا ہے جو شخص یہ چاہے کہ اللہ سے طاہر مطہر ہو کر
ملے اوسکو چاہیے کہ وہ آزاد عورتوں کو بیاہے رواہ ابن ماجہ عائشہ کا لفظ رفع یوں ہے
بندہ نے جب بیاہ کر لیا تو اوسنے نصف دین مستکمل کر لیا اب اوسکو چاہیے کہ نصف باقی میں
اللہ سے ڈرے رواہ البیہقی فی شعب الایمان اور حدیث معقل بن یسار میں کہا ہے
کہ تم بیاہ کرو دوست رکھنے والی جننے والی عورت سے کیونکہ میں بڑہا چاہتا ہوں تمسے اور امتوں پر رواہ
ابو داؤد والنسائی عتبہ بن عویم نے مرسلاً کہا ہے علیکم بالابکار فانہن اعذب افواہا
وانتق ارحاما وارضی بالیسیر رواہ ابن ماجہ اسمیں دلیل ہے افضلیت پر کواری
عورت کی بیاہی عورت پر ابو امامہ رفعاً کہتے ہیں حاصل نہیں کی مومن نے بعد تقوی خدا کے کوئی
چیز بہتر زن نیکبخت سے اگر اوسکو حکم کرتا ہے تو وہ اطاعت کرتی ہے اور اگر اوسکی طرف دیکھتا ہے
تو وہ اوسکو خوش کرتی ہے اور اگر اوسکو قسم دیتا ہے تو اوسکو سچا کرتی ہے اور اگر اوس سے غائب
ہوتا ہے تو اوسکی خیر خواہ رہتی ہے اپنی جان اور اوسکے مال میں رواہ ابن ماجہ حدیث عائشہ
میں فرمایا ہے ان اعظم النکاح برکۃ ایسرہ مؤنۃ رواہ البیہقی فی شعب الایمان

محرر سطور کو اس حدیث کے مصداق کا تجربہ ہو چکا ہے واللہ الحمد ابو ہریرہ کا لفظ رفعاً یون ہے
کہ تین شخص ہین اللہ پر حق ہے کہ اونکی مدد کرے ایک مکاتب جو کہ زر کتابت ادا کرنا چاہتا ہے
دوسرا ناکح جو کہ مرید پارسائی ہے تیسرا مجاہد راہ خدا ہین رواہ الترمذی والنسائی وابن
ماجۃ صحیحین مین ابن مسعود سے رفعاً آیا ہے ای گروہ جوانون کی تم مین جسکو استطاعت
بارت کی ہو یعنی جماع یا مئونت نکاح کی وہ بیاہ کرلے کہ یہ اغض للبصر واحصن للفرج ہے اور جسکو
یہ استطاعت نہو وہ روزے رکھے کہ یہ اوسکے لئے خصی ہونا ہے مسلم کا لفظ ابن عمر سے یون ہے
کہ ساری دنیا متاع ہے اور بہتر متاع دنیا زن صالحہ ہے اور حدیث ابو ہریرہ مین فرمایا ہے کہ
نکاح کیا جاتا ہے عورت سے چار باتون کے لئے مال اور حسب وجمال و دین سو تو دیندار کو حاصل کر
تیرے ہاتھ خاک آلودہ ہون متفق علیہ حدیث دلیل ہے اس بات پر کہ اگرچہ رعایت مال
وحسب وجمال کی جائز ہے لیکن فضیلت دینداری کو ہے اور رعایت دین کی بقیہ امور پر مقدم
ہے ولہذا عدم رعایت دین پر بد دعا دی ہے مال کو دیکھنا نکاح مین عادت یہود کی تہی اور جمال پر نظر کرنا
رسم نصاری ہے اور حسب کی مراعات مجوس مین تہی دین اسلام مین رعایت اسلام وتقوی کی ان سب امور پر مقدم
واہم ہے اس رعایت کے ساتھ اگر کوئی امر ان امور باقی سے بھی جمع ہو جائین تو پھر کیا پوچھنا ہے حدیث عائشہ مین یہ بھی قولہا
ہے کہ تخیروا لنطفکم وانکحوا الاکفاء وانکحوا الیہم رواہ ابن ماجۃ والحاکم والبیہقی فی شعب الایمان وبلفظ
رفعاً یہ ہے تخیروا لنطفکم فان النساء یلدن اشباہ اخوانہن واخواتہن رواہ ابن عدی وابن عساکر یعنی تم
اپنے نطفون کے لئے اچھی جگہہ اختیار کرو اور برادری مین بیاہو کیونکہ عورتین اپنے ہی بھائی بہن کے
کے مانند جنتی ہین اور انس کا لفظ یہ ہے تخیروا لنطفکم واجتنبوا ہذا السواد فانہ
لون مشوہ رواہ ابو نعیم فی الحلیۃ یعنی کالے رنگ سے بچو کہ یہ برا رنگ ہے اہل نار سب
سیاہ رنگ ہونگے عائشہ نے رفعاً کہا ہے تزوجوا النساء فانہن یاتین بالمال

رواہ الدار والخطیب مین کہتا ہون مجکو اتفاق تزوج کا ساتہہ ذات الدین اور ذات المال
دونون کے ہوا ہے وللہ الحمد ابوامامہ کی حدیث مین رفعاً آیا ہے تم بیاہ کیا کرو کہ مین مکاثرت
کرونگا تمسے امم پر اور مت ہوجاؤ مثل رہبانیت نصاری کی کے رواہ البیہقی یعنی ترک
یا عار و انکار کرنا نکاح سے ایک طرح کی رہبانیت مبتدعۂ اہل کتاب ہے قال تعالیٰ رہبانیۃ
ابتدعوہا ماکتبناہا علیہم ہان اگر کوئی بسبب عدم وجود زن صالحہ وذات الدین کے تزوج
سے معذور رہے تو امید ہے کہ بازور ہوگا جسطرح کہ نکاح کرلے پر ماجور ہوتا ہے ابو موسیٰ
رفعاً کہتے ہین تزوجوا ولا تطلقوا فان اللہ لایحب الذواقین ولا الذواقات
رواہ الطبرانی اسمین منع کیا ہے طلاق دینے سے اور ذائقہ گیرون کو خواہ مرد ہون یا عورتین
مبغوض خدا فرمایا ہے کیونکہ محبت رضا کی ضد ہی سخط وبغض ہوتا ہے علی مرتضیٰ رفعاً
کہتے ہین تزوجوا ولا تطلقوا فان الطلاق یہتز منہ عرش الرحمن رواہ ابن
ماجہ یعنی طلاق دینے سے رحمٰن کا عرش ہل جاتا ہے معلوم ہوا کہ طلاق بہت بڑی چیز ہے
اور جبتک کہ مسلمان کے ایمان و اسلام مین کوئی خلل و آفت بسبب اوس عورت کے نہ آئے
تب تک طلاق نہ دے اور اوسکو دشمن نہ رکھے اگر ایک خصلت اوسکی ناپسند ہوگی تو دوسری
پسند آئیگی ہان جب دیکھے کہ اسلام و ایمان مین خرابی و بربادی آتی ہے تو اوسوقت مجبور رہی ہے
چھوڑ دے جسطرح کہ زن ثابت بن قیس نے اپنے شوہر سے خلع کرلیا تھا اور حضرتؐ سے کہا تھا کہ مجکو
اوسکے خلق و دین پر کوئی اعتراض نہین ہے لکن مجکو اپنی جان پر خوف کفر کا اسلام مین ہے
اوسپر حضرتؐ نے حکماً خلع کرادیا اور وہ باغ جو مہر مین اوسکو ملا تھا واپس دلادیا سعید بن ابی ہلال
سے مرسلاً آیا ہے تناکحوا تکثروا فانی اباہی بکم الامم یوم القیامۃ رواہ عبد الرزاق
وجامعہ معلوم ہوا کہ علت غائی نکاح کی تکثیر امت ہے نہ ترویج شہوت و تحقیق لذت اگرچہ

ضمن جماع مین تبعاً لذت بھی ہاتھہ آتی ہے لکن اوسکو مقصود اولی قرار ندے تاکہ نفع واجر نکاح
سے محروم نہو مشہیر ہے شیخین کا لفظ عقبہ بن عامر سے رفعاً یہ ہے کہ احق الشروط ان توفوا به
ما استحللتم به الفروج یعنی جس شرط پر اوسکی شرمگاہ کو حلال کیا ہے وہ لائق تر بوفا ہے
لکن جبکہ خلاف دلیل نہو اور حلال کا حرام ہونا لازم نہ آئے عائشہ نے رفعاً کہا ہے اعلنوا هذا
النکاح واجعلوه فی المساجد واضربوا علیه بالدفوف رواه الترمذی یعنی نکاح
کا اعلان کرنا چاہئے یہ اعلان اسطرح پر اچھا ہوتا ہے کہ مسجد مین نکاح کر دے کیونکہ مساجد محل
جماعات مسلمین ہوتے ہین اور لوگ نماز کے لئے بے بلائے بھی وہان آجاتے ہین اسمین اعلان
کی شہرت ہوجاتی ہے اور نیز برکت مکان وزمان سے وہ نکاح نورٌ علیٰ نور و سرورٌ علیٰ سرور
ہوجاتا ہے اور گہر مین دف کا بجا دینا واسطے اعلان نکاح دختر کے جائز ہے فقہاء نے کہا مراد
دف سے وہ ڈہفلا ہے جسمین جلاجل نہون یعنی مجیرے آواز دار اسمین احتراز ہے مزامیر سے ابن
ہمام کہتے ہین یستحب مباشرة عقد النکاح فی المسجد لکونه عبادة وکونه فی یوم
الجمعة انتهی سعنداگر کوئی نکاح اپنے گہر یا محلہ یا کسی اور جگہہ مین سوای مسجد کے کرے تو بھی
روا ہے گو فاضل نہو حدیث محمد بن خاطب جمحی مین رفعاً آیا ہے کہ فصل ما بین حلال وحرام کی صوت
ودف ہے نکاح مین رواه احمد والترمذی والنسائی وابن ماجة ابن رسم کہتے
ہین حضرت نے فرمایا ہے کہ افضل شفاعت یہ ہے کہ شفاعت کرے درمیان دو شخصون کے نکاح
مین رواه ابن ماجة واثلہ کا لفظ رفعاً یہ ہے کہ من برکة المرأة تبکیرها بالانثی رواه ابن
عساکر اور حدیث ابوایوب مین کہا ہے چار امر سنن مرسلین مین سے ہین حیاء و تعطر و سواک
نکاح رواه الترمذی اور حدیث انس مین فرمایا ہے جو شخص بچا چار چیزون سے وہ جنت
ن جائیگا خون ومال وفرج وشراب رواه البزار ابوہریرہ رفعاً کہتے ہین جو شخص دوست رکھے

میری فطرت کو وہ میری سنت پر چلے اور نکاح میری سنت ہے رواہ البیہقی دوسرا لفظ
ابن ماجہ کا یہ ہے من احب ان یستن بسنتی فلیتزوج ومن رغب عن سنتی فلیس منی رواہ
ابن عساکر انس رفعاً کہتے ہیں جسکو اللہ نے زن صالحہ دی تو نصف دین پر اوسکی اعانت
کی اب اوسکو چاہیے کہ وہ نصف باقی مین اللہ سے ڈرے رواہ الحاکم معلوم ہوا کہ پارسائی
نصف ایمان ہوتی ہے اور سفاح سے گویا نصف دین جاتا رہتا ہے اب اگر زنا کے ساتھ شراب
بھی پی تو گویا سارا ایمان برباد کیا کیونکہ ام الخمر کو حدیث مین مثل بت پرست کے فرمایا ہے اَن تو
محار ذنوب ہوتی ہے حدیث مین آیا ہے من رقی بہا لقلقہ وقبقبہ وذبذبہ فقد
وجبت لہ الجنۃ ملا علی قاری نے اس حدیث کی تخریج نہین لکھی اور نہ نام راوی کا بتایا
ابوہریرہ رفعاً کہتے ہین کہ عورت بائین پسلی سے پیدا ہوئی ہے وہ تیرے لیے سیدھی نہ ہوگی
کسی راہ پر بھی سو تو اگر اوس سے تمتع لیا چاہتا ہے تو تمتع لے اور اوسمین کجی رہیگی اور اگر تو
اوسکے سیدھا کرنے کو چلیگا تو اوسکو توڑ ڈالیگا اور توڑنا اوسکا یہی طلاق دینا ہے رواہ مسلم
والترمذی معلوم ہوا کہ عورت مین توقع استقامت کی کرنا بیفائدہ ہے کجی اوسکی جبلت ہے اسی
عوج کے ساتھ بسر کرنا ہو تو بسر کرے ورنہ چھوڑنا پڑیگا حدیث ابن عباس مین فرمایا ہے چار
چیزیں ہین کہ جسکو عطا ہوئین اوسکو دنیا و آخرت کی خیر دی گئی قلب شاکر لسان ذاکر بدن بلا پر
صابر زوجہ جو کہ اوسکے نفس و مال مین خواہان گناہ نہو رواہ الطبرانی سعد بن ابی وقاص رفعاً
کہتے ہین چار امر منجملہ سعادت کے ہین زن صالحہ اور مسکن واسع اور جار صالح اور مرکب ہنی
اور چار امر منجملہ شقاوت کے ہین جار سوء اور زن بد اور خانہ تنگ اور مرکب شوخ رواہ ابن حبان
فی صحیحہ ابو نجیح کا لفظ رفعاً یہ ہے کہ جو شخص آسودہ حال ہو اور نکاح کر سکے پھر وہ نکاح نکرے
تو وہ ہم مین سے نہین ہے رواہ الطبرانی یہ وعید شاید اسوجہ سے ہوگی کہ بصورت عدم نکاح

وصول ہیں گے خوف ابتلا رگنا وکا ہے انس رفعا کہتے ہین جسنے بیاہ کیا کسی عورت سے بسبب اوسکی عزت کے تو نہین بڑہاتا اللہ اوسکو مگر ذلت اور جسنے نکاح کیا کسی عورت سے بسبب اوسکی الداری کے تو نہین بڑہاتا اللہ اوسکو مگر فقر اور جسنے نکاح کیا اوس سے بسبب حسب کے تو نہین بڑہاتا اللہ اوسکو مگر دنارت اور جسنے نکاح کیا اور نہین ہے ارادہ اوسکا مگر غض بصر و حسن فرج یا صلہ رحم تو برکت دیتا ہے اوسکو اللہ اوس نکاح مین اور اوس عورت کو بہی ایسے نکاح مین برکت ہوتی ہے رواہ الطبرانی مفہوم اس حدیث کا یہ ہے کہ جب نظر ناکح کی مجرد عزت و مال و حسب پر ہوتی ہے اور کوئی علاقہ دین کا اوسمین نہین ہوتا تو انجام ایسے نکاح کا برا ہوتا ہے اور اگر کوئی جہت شرعی بہی شامل حال ہوجاتی ہے تو وہ نکاح مبارک ہوتا ہے ابن عمر کا لفظ رفعا یہ ہے تم بیاہ نکرو عورتون سے بسبب اونکے حسن کے قریب ہے کہ اونکا حسن اونکو ہلاک کر دے اور بیاہ نکرو اونسے بسبب اونکے اموال کے قریب ہے کہ وہ اموال اونکو طغیان مین گرفتار کردین ولکن تزوج کرو اونسے دین پر البتہ کالی کنیز صاحب دین افضل ہے رواہ ابن ماجہ بالجملہ حدیث دلیل ہے تقدیم دین پر بقیۂ امور مین اور ہمراہ دین کے ان امور کا ہونا مضر نہین اور اگر دین نہین ہے اور یہ چیزین موجود ہین تو پہر ہلاک و طغیان نقد وقت ہے حدیث عبادہ بن صامت مین فرمایا ہے تم ضامن ہو واسطے میرے چہہ چیزون کے مین ضامن ہوتا ہون تمہارے لئے جنت کا سچ بولو جب بات کہو وفا کرو جب وعدہ دو ادا کرو جب موتمن ٹہیرو اپنی شرمگاہون کو نگاہ رکہو اپنی آنکہین بند کرو اپنے ہاتہہ روکو رواہ احمد وابن حبان والبیہقی فی شعب الایمان والحاکم سہل بن سعد کا لفظ رفعا یہ ہے من یضمن لی ما بین لحییہ وما بین رجلیہ اضمن لہ الجنۃ رواہ البخاری مراد اس سے زبان و شرمگاہ ہے رسالہ ضمان الفردوس اسی حدیث کی شرح ہے ابو سعید نے رفعا کہا ہے ہر صباح کو

فرشتے ذکر کرتے ہین ویل للرجال من النساء وویل للنساء من الرجال رواہ ابن ماجہ
والحاکم یعنی فتنہ عورت کا مرد کے لئے اور فتنہ مرد کا عورت کے لئے موجب ہلاک کا ہے بیان شہوت
فرج وشہوت بطن کا احیاء العلوم ولسان العرفان مین بسط سے موجود ہے یہ فتنہ غالبًا اوسی جگہہ
ہوتا ہے جہان کہ مرد بی زن اور زن بے شوہر ہوتی ہے اس حدیث کا مصداق دنیا مین ہر جگہہ
موجود ہے مردان وزنان حرام کار عیاش بداطوار مصداق اس خبر صدق اثر کے ہین اور ان کا
انجام بھی اکثر مشہود ہوتا رہتا ہے حدیث ابو ہریرہ مین فرمایا ہے اکمل المومنین ایمانًا
احسنہم خلقا وخیارکم خیارکم لنسائہم رواہ الترمذی وابن حبان فی صحیحہ
معلوم ہوا کہ منکوحات کے ساتھہ حسن معاشرت کرنا باعث ہے اور صاحب حسن خلق کامل الایمان ہوتا ہے
دوسرا لفظ ابو ہریرہ کا رفعًا یون ہے کہ ایک وہ دینار ہے جو تونے راہ خدا مین صرف کیا دوسرا وہ دینار
ہے جو کسی رقبہ مین اوٹھایا تیسرا وہ دینار ہے جو کسی مسکین پر صدقہ کیا چوتھا وہ دینار ہے جو تونے
اپنے اہل پر نفقہ کیا ان سب مین اعظم تر از روی اجر کے وہ دینار ہے جو اپنے اہل پر صرف کیا
رواہ مسلم مراد اہل سے جورو بچے ہین اس حدیث سے تقدیم اہل کی جملہ مصارف خیر پر ثابت
ہوئی انس نے رفعًا کہا ہے خیرکم بعد المائتین الخفیف الحاذ رواہ الخطیب
مراد دو صد سال بعد ہجرت کے ہین یا بعد ہزار سال ہجرت کے ظاہر اول ہے اور تنزلًا اگر بارہ سو سال
ہجرت مراد ہون تو آغاز صدی چہاردہم سے بہرحال عزب ہونیکو متاہل ہونے پر ترجیح حاصل ہے
بسبب غربت اسلام اور عدم وجود زن ذات الدین کے اسیکو یہ حدیث ابن مسعود رفعًا موید ہے یاتی علی الناس
زمان کان یربی احدکم جرو کلب خیر لہ من ان یربی ولدا من صلبہ اس حدیث
کی تخریج ملا علی قاری نے نہین لکھی لیکن تجربہ شاہد ہے اسکے مضمون پر یہ چالیس حدیثین جن
کو ملا علی قاری نے کسی صاحب عزبت کی التماس پر جمع کیا تھا بیان حقوق زوجین ونحوہا

سو تفصیل اوسکی رسالۂ صلاح ذات البین سے معلوم کرنا چاہیے مسلمان آخرت خواہ کو اس
زمانے مین نکاح کرنے سے بجز پشیمانی وحیرانی کے کوئی نتیجہ حاصل نہین ہوتا ہے اور اولاد جسکو عام
نتیجہ سمجھتے ہین وہ ایک ثمر بے طعم وفاکہۂ بی رائحہ ہوتا ہے خواہ ذکور ہو یا اناث الا ماشاء اللہ
تعالیٰ اسوقت مین اولاد کا صاحب علم وعمل ہونا اور پابند سعادت رہنا اور عارف حقوق الدین
ہونا منجملہ محالات عادیہ کے ہوگیا ہے نسأل اللہ العافیۃ وحسن الخاتمۃ اللھم آمین

مسئلہ فضائل القرآن ومن تلاہ علی وجہ الاحسان بقدر الامکان

حدیث عثمان رضی اللہ عنہ مین فرمایا ہے خیرکم من تعلّم القرآن وعلمہ رواہ احمد واصحاب
الکتب الستۃ یہ دلیل ہے فضل پر متعلم ومعلم قرآن کے جبکہ اخلاص کے ساتھ بغرض علم
وعمل بالکتاب یہ کام اختیار کرے روایت ابن ماجہ مین لفظ خیارکم آیا ہے اور روایت
ابن مردویہ ابن مسعود سے یون ہے خیارکم من قرء القرآن واقرأہ دوسرا لفظ ابن مسعود
کا رفعاً یہ ہے جسنے پڑھا ایک حرف کتاب سے اوسکے لئے ایک نیکی ہے نیکی دس گنی ہوتی ہے مین
نہین کہتا کہ الم حرف ہے ولکن الف حرف ہے اور لام حرف ہے اور میم حرف ہے رواہ الترمذی
وقال حسن صحیح اس حدیث سے اطلاق حرف کا کلام باری تعالیٰ پر ثابت ہے اور یہی
صحیح ہے ولہذا شیخ جیلی رح نے غنیۃ الطالبین مین حروف ہجا کو قدیم کہا ہے نہ حادث عمر بن
خطاب رفعاً کہتے ہین ان اللہ یرفع بھذا الکتاب اقواما ویضع بہ آخرین رواہ مسلم
وابن ماجۃ مراد مرفوعین سے قائل وعامل بالقرآن ہین اور موضوعین سے وہ جنہوں نے
قرآن کو کہ کلام الٰہی ہے چھوڑکر لوگون کے کلام کو موجب ہدایت سمجھا ہے اور ملفوظات کتاب و
سنت سے منہ موڑکر ملفوظات مشائخ پر رگرگئے ہین ونعوذ باللہ من غضب اللہ حدیث

ابوسعید خدری مین فرمایا ہے اللہ تبارک وتعالیٰ کہتا ہے جس شخص کو قرآن نے میرے ذکر وسوال سے
مشغول رکھا مین اوسکو افضل تر دیتا ہون اوس چیز سے جو کہ سائلین کو دیتا ہون اور فضل اللہ کے
کلام کا سارے کلام پر مثل اللہ کے فضل کے ہے اوسکے خلق پر رواہ الترمذی وقال حسن
غریب معلوم ہوا کہ تلاوت قرآن کو مجرد ذکر اللہ وسوال پر فضل حاصل ہے پہر کسی اور کے کلام کی
پیر ہو یا پیران پیر یا کوئی امام یا مجتہد یا فقیر کیا ہستی ہے کہ اوسکا اشتغال کرے اور مشتغل بالقرآن
ہو ابوموسی اشعری کا لفظ یہ ہے کہ مثال اوس مومن کی جو قرآن خوان ہے جیسے اترجہ کہ
اوسکی بو اور طعم دونون پاکیزہ ہین اور مثال اوس مومن کی جو قرآن خوان نہین ہے جیسے تمرہ کہ
بو نہ ہے اور نہ مزہ اور مثال منافق کی جو قرآن خوان ہے جیسے ریحانہ کہ بو تو اچھی ہے اور مزہ کڑوا
اور مثل اوس منافق کے جو قرآن خوان نہین ہے جیسے حنظلہ کہ بو تو نہین ہے اور مزہ کڑوا ہے
دوسری روایت مین منافق کے بدل مین فاجر آیا ہے رواہ احمد والبخاری ومسلم
وابوداؤد والترمذی والنسائی وابن ماجۃ ہر مومن اپنے حال کو اس قال رسول پر
عرض کرکے معلوم کر سکتا ہے کہ وہ ایماندار ہے اور کیسا ایماندار یا منافق و بدکار ہے یہی مضمون
حدیث انس مین بھی رفعاً نزدیک ابوداؤد کے آیا ہے اور حدیث عائشہ مین فرمایا ہے ماہر
بالقرآن ہمراہ سفرۂ کرام بررہ کے ہوگا اور جو شخص قرآن اٹک اٹک کر پڑہتا ہے اور وہ اوسپر
شاق ہے اوسکو دو اجر ہین رواہ البخاری ومسلم وکلا ابعۃ مراد مہارت سے اس جگہ
قدرت ہے قرأت مبانی پر قطع نظر ادراک معنی کے پہر اوس شخص کا کیا ذکر ہے جسکی مہارت
مبانی ومعانی دونون مین کافی وافی ہے ۹

	روز قیامت ہر کسے در دست گیرد نامۂ		من نیز حاضر میشوم تفسیر قرآن در بغل	

اس جگہ سے قدر و منزلت اخروی کو حق مین مفسرین قرآن کریم کے سمجھنا چاہیے جنہون نے

کمال محبت کتاب اور شوق دریافت احکام رب الارباب سے اوقات اپنی خدمت کلام ربانی اور تنزیل آسمانی مین صرف کی ہے اگر اللہ تعالیٰ اونکو بہ نسبت سائلین کے ساتھہ مزید عطیات اسکے بسبب اشتغال بالقرآن کے خاص کرے تو یہ اوسکا فضل عظیم وکرم عمیم ہے اور اوسکی رحمت عامّہ ورافت تامہ سے کچھہ دور نہین ہے ابوذر کہتے ہین مینے حضرت سے کہا اے رسول خدا مجھے کچھہ وصیت کرو فرمایا علیك بتقوی اللہ فانہ رأس الامر کلہ مینے کہا کچھہ اور زیادہ کیجئے فرمایا علیك بتلاوة القرآن فانہ نور لك فی الارض وذخر لك فی السماء رواہ ابن حبان وصححہ فی حدیث طویل وروی ابن الضریس وابویعلی عن ابی سعید بلفظ علیك بذکر اللہ وتلاوة القرآن فانہ نور لك فی الارض وذکر لك فی السماء یعنی اللہ کا ذکر کرنا اور اوسکی کتاب کی تلاوت کرنا زمین مین نور ہے اور آسمان مین چرچا ہے

اهلا بمن لم اکن اهلا لموقعہ		قول المبشر بعد الیاس بالفرج	
لك البشارة فاخلع ما علیك فقد		ذکرت ثم علی ما فیك من عوج	

حدیث جابر مین فرمایا ہے قرآن شافع ومشفع وماحل ومصدق ہے جو کوئی اسکو اپنا امام بناتا ہے وہ اوسکو طرف جنت کے کھینچ لیجاتا ہے اور جو کوئی اوسکو پس پشت اپنے ڈالدیتا ہے وہ اوسکا سائق طرف دوزخ کے ہوتا ہے رواہ ابن حبان فی صحیحہ والبیہقی فی شعبہ والطبرانی عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ مراد خلف ظہر سے ترک اعتقاد وعمل وتلاوت ہی اعاذنا اللہ منہ ابوامامہ باہلی کہتے ہین مینے حضرت کو سنا فرماتے تھے تم قرآن پڑہا کرو کہ وہ دن قیامت کے اپنے لوگون کا شفیع ہوکر آئیگا رواہ مسلم معاذ کا لفظ رفعًا یہ ہے جسنے قرآن پڑہا اور اوسپر عمل کیا اوسکے ماں باپ کو دن قیامت کے ایک تاج پہنایا جائیگا جسکی روشنی سورج کی روشنی سے دنیا کے گھر مین بہتر ہوگی پہر اوسکی نسبت کیا گمان ہے جو اوسپر عمل کرے رواہ

ابوداؤد والحاکم وقال صحیح الاسناد بریدہ کی حدیث مین رفعاً الدذکر تاج کے آتا اور
آیا ہے کہ اوسکے والدین کو دو حلے پہنائے جائینگے جسکے مقابل ساری دنیا نہوگی وہ کہین گے
ہمکو یہ کہان سے ملی کہین گے تیرے بیٹے نے قرآن کو اخذ کیا تھا رواہ الحاکم وقال صحیح علی
شرط مسلم ابوہریرہ رفعاً کہتے ہین صاحب قرآن آئیگا قرآن کہیگا ای رب اسکو حلہ پہنا
اوسکو تاج کرامت پہنائینگے وہ کہیگا ای رب اور پہنا تب اوسکو حلۂ کرامت پہنائینگے پہر کہا
جائیگا پڑہ اور چڑہ اور ہر آیت پر ایک حسنہ زیادہ کیا جائیگا رواہ الترمذی وحسنہ والحاکم
وقال صحیح الاسناد ابن عمرو کا لفظ رفعاً یہ ہے یقال لصاحب القرآن اقرء وارتق
ورتل کما کنت ترتل فی الدنیا فان منزلتک عند آخر آیۃ تقرأھا رواہ الترمذی
وصححہ ابوداؤد وابن ماجۃ وابن حبان حدیث ابن عمر مین فرمایا ہے حسد نہین مگر
دو شخصون پر ایک وہ مرد جسکو اللہ نے یہ کتاب دی وہ ساعات لیل ونہار مین اوسکے ساتھ
قیام کرتا ہے دوسرا وہ شخص جسکو اللہ نے مال دیا وہ ساعات روز وشب مین صدقہ دیتا ہے
رواہ الشیخان پہر جس شخص مین یہ دونون وصف مثلاً جمع ہون اوسکا کیا ذکر ہے ابوہریرہ
رفعاً کہتے ہین حسد نہین مگر دو شخصون پر ایک وہ جسکو اللہ نے قرآن سکہایا وہ رات دن اوسکو
پڑہتا ہے اوسکے ہمسایہ نے سنا اور کہا یا لیتنی اوتیت مثل ما اوتی فلان فعملت
مثل ما یعمل یعنی اگر مجھے قرآن یاد ہوتا تو مین بھی اسی طرح کرتا دوسرا وہ مرد جسکو اللہ نے
مال دیا ہے وہ محل حق مین اوسکو صرف کرتا ہے ایک شخص نے کہا اگر میرے پاس بھی مال
ہوتا تو مین اسی طرح کام کرتا رواہ البخاری یہ حدیث دلیل ہے اسبات پر کہ نیت پر اجر کامل
ملتا ہے اور بسبب اس نیت کے قرآن خوان اور حافظ اور مفلس اور مالدار اسکے اجر مین برابر ہوجاتا ہے
یہ اللہ کا فضل ہے لیکن کوئی شخص قدر اس نعمت کی نہین پہچانتا حدیث ابن عمر مین فرمایا ہے

تین شخص ہین جنکو فزع اکبر کی ہول نہوگی اور نہ اونکا حساب ہوگا وہ مشک کے ٹیلون پر ہون گے یہانتک کہ خلائق کے حساب سے فراغ حاصل ہوا ایک وہ شخص جسنے قرآن کو ابتغاءً لوجہ اللہ پڑہا اور امامت کی ایسی قوم کی جو کہ اوس سے راضی ہین اور بلانے والا طرف نماز کے ابتغاءً لوجہ اللہ اور وہ غلام جو درمیان اپنے اور رب کے اور موالی کے محسن ہے رواہ الطبرانی باسناد لا باس ابتغا وجہ سے یہ مراد ہے کہ امامت واذان پر اجرت نہین لے بلکہ خالص اللہ کے لئے یہ کام کیا ہے یہ حدیث جامع صغیر مین بتفاوت لفظ مروی ہے حدیث ابوہریرہ مین آیا ہے کہ حضرت نے ایک نوجوان کو امیر لشکر کردیا تہا اسلئے کہ اوسکو سورۂ بقرہ یاد تہی پہر فرمایا تعلموا القرآن واقرؤہ ان مثل القرآن لمن تعلمہ فقرأ وقام بہ کمثل جراب محشو مسکا یفوح ریحہ فی کل مکان ومثل من تعلمہ فیرقد وھو فی جوفہ کمثل جراب اوکی علی مسک رواہ الترمذی بطولہ واللفظ لہ وحسنہ وابن ماجۃ مختصراً وابن حبان فی صحیحہ ابن عمر کا لفظ رفعاً یہ ہے کہ من قرء القرآن فقد استدرج النبوۃ بین جنبیہ غیر انہ لا یوحی الیہ لا ینبغی لصاحب القرآن ان یحد مع من حد ولا یجہل مع من جہل وفی جوفہ کتاب اللہ رواہ الحاکم وقال صحیح الاسناد یعنی صاحب قرآن کے سینے مین نبوت مندرج ہوتی ہے فقط اتنی بات ہی کہ اوسکو وحی نہین آتی دوسرا لفظ انکا یہ ہے کہ صیام وقرآن بندہ کی شفاعت کرتے ہین روزہ کہتا ہے ای رب مینے اسکو کہانے پینے سے روکا دن مین تو میری سفارش اسکے حق مین پذیرا کر قرآن کہتا ہے مینے اسکو رات کے سونیسے منع کیا تو میری شفاعت اسکے بارہ مین قبول فرما سو یہ دونون شفاعت کرتے ہین رواہ احمد والطبرانی والحاکم وقال صحیح علی شرط مسلم حدیث ابوذر مین رفعاً آیا ہے انکم لا ترجعون الی اللہ تعالی بشیٔ

افضل حاج من یعنی القرآن ظہر منہ دواہ الحاکم وصححہ وابو داؤد فی مراسلہ
انس کہتے ہیں حضرت نے کہا اللہ کے کچھ اہل ہیں لوگون مین سے کہا وہ کون ہین فرمایا اھل
القرآن ھم اھل اللہ وخاصتہ دواہ النسائی وابن ماجۃ والحاکم وصححہ المنذری
ابن عباس کہتے تھے جو شخص قرآن پڑہتا ہے وہ ارذل عمر کی طرف رد نہین کیا جاتا وذلک قولہ
تعالیٰ ثم رددناہ اسفل سافلین الا الذین امنوا کہا مراہل ایمان سے اسجگہ اہل قرآن
ہین دواہ الحاکم وقال صحیح الاسناد وسر الوفا الکار رفعا یہ ہے کہ اشرف لوگ میری امت
کے حاملان قرآن واصحاب لیل ہین دواہ البیھقی فی شعب الایمان وابن ابی الدنیا
عبدالرحمن بن سھل رفعا کہتے ہین پڑہو قرآن کو اور عمل کرو اوسپر اور جافی نہو اوس سے اور غلو
نکرو اوسمین اور نہ کہاؤ اوسکے سبب سے اور زیادتی نکرو دواہ احمد وابو یعلی والطبرانی
والبیھقی حدیث عمران بن حصین مین فرمایا ہے جو شخص قرآن پڑہے وہ اللہ سے مانگے قریب
ہے کہ ایسے لوگ آئینگے جو قرآن پڑہکر لوگون سے سوال کرینگے دواہ الترمذی وحسنہ
یہ حدیث معجزہ ہے کیونکہ جیسا فرمایا تھا ویسا ہی ہوا رمضان کے حافظ تراویح مین قرآن
پڑہنے پر اجرت ٹہیرالیتے ہین یا بعد ختم کے سوال مال کرتے ہین ابو ہریرہ کا لفظ یہ ہے لیس
منا من لم یتغن بالقرآن دواہ البخاری واحمد وابو داؤد وابن حبان والحاکم
عن سعد جمہور علماء نے کہا ہے ای من لم یحسن صوتہ بہا اور بعض نے کہا من لم
یستغن بہ عن غیرہ مین کہتا ہون تحارم مین اسکے معنی جہر کے لکہے ہین یعنی قرآن کو آواز سے
پڑہنا چاہیئے نہ چپکے چپکے اور راگنی مین پڑہنا سب کے نزدیک حرام ہے حدیث بریدہ مین فرمایا ہے
من قرء القرآن یتاکل بہ الناس جاء یوم القیامۃ ووجھہ عظم لیس علیہ لحم
دواہ البیھقی معلوم ہوا کہ قرأت کے عوض مین لوگون کا مال کہانا قیامت کے دن آبرو

کہو ناہے عائشہ رفعاً کہتی ہین قراءت قرآن کی نماز مین افضل ہے قراءت قرآن سے غیر نماز مین اور
قراءت قرآن کی غیر نماز مین افضل ہے تسبیح و تکبیر سے اور تسبیح افضل ہے صدقہ سے اور صدقہ
افضل ہے صوم سے اور صوم سپر ہے آگ سے رواہ الدارقطنی فی الافراد والبیہقی
فی شعب الایمان اوس بن اوس ثقفی کا لفظ رفعاً یہ ہے کہ پڑہنا قرآن کا غیر مصحف مین
ہزار درجہ ہے اور پڑہنا اوسکا مصحف مین مضاعف ہوتا ہے اسپر دو ہزار درجہ تک رواہ
الطبرانی والبیہقی ابن عمر نے رفعاً کہا ہے پڑہ قرآن ہر ماہ مین پڑہ بیس رات مین پڑہ
دس مین پڑہ سات مین اس سے زیادہ نکر رواہ الشیخان وابوداؤد تین دن سے
کم مین پڑہنا قرآن کا منع ہے اور شبینہ بدعت ہے ابن عمر کہتے ہین اقرء القرآن ما نہاک
فاذا لم ینہک فلست تقرأہ رواہ الدیلمی فی مسند الفردوس یہ ایک نشان
ہے نفع وعدم نفع قراءت کا بلکہ قبول وعدم قبول تلاوت کا بریدہ کہتے ہین اقرء القرآن بالحزن
فانہ نزل بالحزن رواہ ابو یعلی والطبرانی وابو نعیم فی الحلیۃ جندب نے کہا ہے
اقرؤا القرآن ما ائتلفت علیہ قلوبکم فاذا اختلفتم فیہ فقوموا رواہ
احمد والشیخان والنسائی ابو امامہ کہتے ہین اقرؤا القرآن فان اللہ تعالی لا
یعذب قلبا وعی القرآن رواہ تمام انس کا لفظ یہ ہے کہ القرآن غنی لا فقر بعدہ
ولا غنی دونہ رواہ ابو یعلی عمر رضی اللہ عنہ نے کہا ہے القرآن الف الف حرف
وسبعۃ وعشرون الف حرف فمن قرأہ صابرا محتسبا کان لہ بکل حرف
زوجۃ من الحور العین رواہ الطبرانی فی الاوسط ایک شخص نے کہا قرآن نور
مبین ہے اور ذکر حکیم اور صراط مستقیم رواہ البیہقی اور علی مرتضی نے کہا ہے قرآن دوا
ہے رواہ القضاعی انس نے کہا ہے اہل قرآن عرفاء اہل جنت ہین رواہ الضیاء

یہ چالیس حدیثین ملا علی قاری نے اخبار و آثار سے جمع کی ہین اُسکے سوا اور بہت احادیث صحیحہ
آئی ہین جنکا ذکر بجای ان آثار کے مناسب تر تھا ہمنے بعض احادیث اِس باب کی اکسیر فی
رسول التفسیر مین لکھی ہین اور بعض فضائل کتاب اللہ کے اور منافع و فوائد سورۂ و آیات کے
رسالہ فصل الخطاب فی فضل الکتاب مین ضبط کیے ہین اور کتب صحاح و سنن مشتمل ہین اوپر فضائل
و مناقب قرآن پاک پر قرآن کے لئے اگر کوئی فضل وجاہ فرضاً نہو تو اسی قدر کافی ہے کہ اللہ کا
کلام ہے لوگ پیرزادون اور مولویون کے کلام کی قدر کرتے ہین کوئی اونکے ادعیہ و اذکار کو
وظیفہ بناتا ہے کوئی کسی شیخ و پیر کے ملفوظات لئے پھرتا ہے اور سبب نجات کا آخرت
مین اور ذریعۂ ولایت کا دنیا مین سمجھتا ہے یہ سب ترہات شیطانی ہین ملفوظات اکابر امت و
مشائخ کے وہی نافع ہین جو کہ منطوق و مدلول کتاب و سنت یا مفسر و مبین معانی قرآن و حدیث
بقید محاورۂ عرب و لسان عربیت و موافقت ظواہر شرع حق ہون ورنہ کالای بدبر ریش خاوند
ہین معنًا اگر انسان کو عقل و شعور ہو تو باوجود اس جواز نظر کے ملفوظات مشائخ مین بھی اللہ
و رسول کے کلام کو مقدم کرنا واجب جانے اور موخر کرنا قرآن و حدیث کا سخت اسارت
ادب اور حرمان نصیبی ہے جو ملفوظات متعلق انواع اخلاق ہین اور اونکو مہلکات و منجیات
مین دخل ہے اونکا بطور تفنن دیکھنا اور معانی اخلاق حسنہ و اوصاف منجیہ کا استفادہ کرنا
تو ٹھیک ہے اور جو ملفوظات ایسے کہ تعلق اونکا مقامات عرفان سے ہے اور صرف وجدان
اونپر شاہد و دلیل ہے اونکا مطالعہ کرنا یا اونکے ظاہر پر اعتقاد لانا حق مین جہلا اور کم علم اور نوجوان
لوگون کے زہر قاتل ہے اسی جگہ سے ہزارہا جاہل مدعی ولایت کے ہو کر باویۂ نار مین جا گرے
اور رأس الایمان کو کھو بیٹھے اور یہ احمق آتنا نہ سمجھے کہ کمالات ولایت جمہور اہل علم و ولایت
کے نزدیک اجماعاً درجہ مین کمالات نبوت سے کمتر و حقیر تر و لیسیر تر ہین سو کمالات نبوت منحصر ہین

اعتقاد و اعمال موافقہ کتاب و سنت مین اور انہین کی ترویج و اشاعت سے درجہ سو شہید کا ملتا ہے
دلیل واضح اسپر خلافت خلفاء راشدین مہدیین سے کہ سہ خلیفہ کمالات نبوت مین راسخ الاعتقاد وا
تھے اور خلیفۂ چہارم مقام ولایت عظمیٰ مین ثابت قدم سو حکمت الٰہیہ نے یہی تقاضا کیا کہ شیخین
رضی اللہ عنہما کو مقدم کیا اور علی ولی اللہ کو بعد اونکے رکھا اس مضمون کی طرف شیخ احمد ولی اللہ
محدث دہلوی کا کلام رسالہ حسن العقیدہ نام مین مشیر ہے واللہ اعلم و علمہ اتم و احکم آج غرۂ
ربیع الاول ۱۳۰۶ھ ہجری کو یہ ملخص رسائل دہ گانہ ملا علی قاری کا مع ایضاحات و بعض تنقیدات
کے مدت نو یوم مین روز دوشنبہ قبیل مغرب ختم ہوا ختم اللہ لنا بالحسنی و زیادۃ و
رزقنا فی الدارین السعادۃ و آخر دعوانا ان الحمد للہ اولاً و آخراً ط

صحت نامۂ عشرۂ کاملہ

صفحہ	سطر	خطا	صواب	صفحہ	سطر	خطا	صواب
۱	۱	علیہ	وعلیہ	۳۶	۱۲	ایک نرعہ	ایک نزعہ
۴	۱	یسواك	سواك	۴۱	۵	عمر	عمرو
۵	۴	یعتمدنہ	یعتادونہ	۴۲	۱	مثنی	مستثنیٰ
۶	۱۷	الرحل	الرّحل	۴۴	۱۱	باجماع سے	باجماع
۹	۳	طویل	طویل لحیہ	۶۱	۴	فلیصح	فلیصبح
۱۲	۱۹	النسائی	والنسائی	۶۲	۱	ناجائز	جائز
۱۷	۱۲	لاوحدہم	لاحدہم	۷۲	۱۲	ثابت کیا ہے	ثابت ہے
۱۹	۵	عدلا	عبد	۷۸	۷	فصول	فصول
۲۷	۱۲	بیارتا قولہ	بیارون پرحجت	〃	۱۹	سہل	سہیل
	.	اولیاکی	ابتلاء ایوب	〃	۸	اخیار	اخبار
.	.		علیہ السلام کی	۷۹	۸	مسجد	غیر مسجد
		.	اسی طرح میان	۸۰	۱۵	عن	یعنی عن
.	.	.	پرحجت بعض	۸۴	۳	قُرَبی	قُرَنی
.		.	اعیان کی اور	〃	۱۷	وولد	ووالد
.	.	.	مقرار پرحجت	۹۶	۷	لقولہ	بقولہ
.			احیاء اولیاء کی قائم کریگا	۹۸	۱۱	زرقانی	زرقانی نے

صفحہ	سطر	خطا	صواب	صفحہ	سطر	خطا	صواب
۱۰۰	۱۶	جحسہم	بجسمہم	۱۰۹	۱۰	لا	ولا
۱۰۱	"	نورًا	نورٌ	۱۱۰	۱۳	بالایکاس	یالابکاس
۱۰۲	۱۴	تبادک	تبارک	۱۱۱	۱۵	اشتباہ	اشباہ
۱۰۳	۱۰	محل کے	محل کے ہے	۱۱۲	۱۹	تنزویج	تزویج
۱۰۶	۴	مختلفین	مختفلین	۱۱۷	۱۰	افرأہ	اقرأہ

تمت